حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی

مُجَدِّدِیؔ تَوَکّلِیؔ قُدِّسَ سِرُّہٗ

(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء — ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

کا

سفر بغداد شریف

(۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء — ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء)

تحقیق

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہٗ

Zikra Foundation Trust (Reg.)
ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی

مُجَدِّدی تَوَکّلی قُدِّسَ سِرُّہٗ

(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

کا

سفر بغداد شریف

(۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء ــــ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

تحقیق

حضرت پروفیسر سید محمد [illegible] احمد مظہر نقشبندی [illegible]

سابق چیئرمین: شعبۂ [illegible] پنجاب [illegible]

بانی چیئرمین: [illegible]

[illegible]

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور محفوظ ہیں)

نام کتاب : حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مُجدّدیؒ تَوکُلِی قُدِّسَ سِرُّہٗ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء — ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) کاسفر بغدادشریف (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء — ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء)

تحقیق : حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتۂ
(۱) سابق چیئرمین شعبۂ عربی زبان وادب پنجاب یونیورسٹی لاہور
(۲) بانی چیئرمین ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور

ناشر : ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور
مطبع : یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ۱۴۔ایبٹ روڈ، لاہور
طباعت اوّل : ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ/ اپریل ۲۰۰۹ء
تعداد : پانچ سو (۵۰۰)
قیمت : اندرون پاکستان : ۲۵۰ روپے بیرون پاکستان : U.S.$ 15
ملنے کا پتہ : ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور
ملتان روڈ، سندر اڈہ، سندر رائیونڈ روڈ ایک کلومیٹر، لاہور
رابطہ : (92-42-5424988) zikrafoundation_pk@hotmail.com
ISBN 969–8960–01–5

لائبریری کیٹلاگ کارڈ
حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتۂ
حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء — ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) کا سفر بغدادشریف (۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء — ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۳ء) لاہور، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ۲۰۰۹ء
۱۔برطانوی دورِ حکومت (۱۸۵۰ ۔ ۱۹۱۷ء)۔غیر منقسم ہندوستان ۲۔تصوف۔تذکرہ۔سوانح۔کارڈ نمبر: ۹۷ء۹۲۲

All rights reserved. No part of this book may be reprinted, reproduced or utilized in any form by any electronic, mechanical, or other means, now known or hereafter invented, including photocopying and recording, or in any information storage or retrieval system, without permission in writing from the writer.

Marfat.com

ترتیب

صفحہ

۱۔ حرفِ عقیدت ---------- 04

۲۔ حرف راقم ---------- 06

۳۔ ابتدائیہ ---------- 11

- حواشی ابتدائیہ ---------- 38
- مراجع ابتدائیہ ---------- 72
- اشاریہ ابتدائیہ ---------- 79

۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف ---------- 96

- حواشی سفر بغداد شریف ---------- 161
- مراجع سفر بغداد شریف ---------- 178
- اشاریہ سفر بغداد شریف ---------- 181

۵۔ سنین حیات حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ---------- 190

۶۔ عنوان تمنا ---------- 197

۷۔ جناب مصنف ---------- بقلم خود ---------- 213

۸۔ تصاویر ---------- 270

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب اوّل: حرفِ عقیدت

راقم اپنی اس پچاس سالہ تحقیقی کاوش کو اپنے شیخ طریقت قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا مولوی سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجدّدی توکلیؒ (م ۱۹۶۱ء) کی روح مبارک کی خدمت میں نہایت ادب سے بطور نذر عقیدت پیش کرتا ہے۔ کیونکہ راقم اپنے تمام علمی اور تحقیقی کام کو آپؒ کے فیضانِ نظر کا مرہونِ منت سمجھتا ہے ورنہ! من آنم که من دانم

ایک روز آپؒ نے راقم کو کتاب پڑھتے دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا:

''تو کتاب خواں ہے ابھی صاحب کتاب نہیں''

ازاں بعد ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی روح مبارک آئی تھی اور تمہارے بارے میں چند بشارات دے گئی ہے۔ منجملہ ان کے دو (۲) یہ ہیں:

(۱) مظہر بہت کام کرے گا (۲) مظہر صاحب کتاب ہوگا

''صاحب کتاب ہونا بڑی بات ہے داتا گنج بخش، امام غزالی، غوث اعظم اور رومی صاحب کتاب ہیں تیری کتاب کس بارے

Marfat.com

میں ہوگی اور اس کا نام کیا ہوگا؟''

ارشاد فرمایا کہ تو میرے بارے میں بھی کتاب لکھے گا؟ پاس سے کسی شخص نے عرض کیا کہ آپؒ کے بارے میں فلاں شخص بھی لکھے گا۔ ارشاد فرمایا:

''مظہر کے سوا کسی کی تحریر نہ ٹھیک ہوگی نہ مقبول
ہوگی صرف اسی کی کتب مقبول ہوں گی''۔

چنانچہ راقم نے آپؒ کی مسلسل ترغیب، آپؒ کے امر اور آپؒ کے بخشے ہوئے اور تربیت کردہ علمی، ادبی اور تحقیقی ذوق سلیم کے زیر اثر علمی و تحقیقی کام کو شروع کیا۔ لہٰذا یہ علمی و تحقیقی کاوش آپؒ ہی کے نام نامی سے معنون ہے۔

انتساب دوم: حرف توقیر

راقم اس مبارک کتاب کا دوسرا انتساب اپنے فرزند ارجمند عزیزم سیّد محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی شہیدؒ (۱۹۶۸ء ــــ ۲۰۰۷ء) کے نام کرتا ہے۔ جس کی مانند جوان رعنا صدیوں بعد ہی پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس سلسلہ عالیہ کا متاع گرانمایہ تھا اس بنا پر بھی اور اس بنا پر کہ اس کا جذبہ اس کتاب کی تصنیف میں شامل رہا تھا اس کی تصویر کو بھی باب تصاویر میں شامل کیا گیا ہے۔

کمترین بندگان کوئے حبیبؒ
سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی کان اللہ لہٗ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ راقم

خواجۂ محبوبؒ، مخدومِ اُمَم بایزیدِ وقتؒ، خورشیدِ ھِمَم
(راقم)

روح او سیمرغ بس عالی طواف سایۂ او برزمیں چوں کوہ قاف
کار پاکاں را قیاس برخود مگیر گرچہ باشد درنوشتن شیر و شِیر
نورِ مرداں مشرق و مغرب گرفت آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
(رومیؒ)

راقم کی تصنیف: ''حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قُدِّس سِرُّہ '(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ---- ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) احوال وآثار'' میں حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کے احوال وآثار (Life and works) کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ وہاں آپؒ کے سفر بغداد شریف کا ذکر بھی نہایت اجمال سے چند سطور میں آیا ہے اسی طرح ہی عزیزہ نگہت نذیر شیخ ایم۔اے (اسلامیات) پرنسپل اقرأ روضۃ الانور ہائی سکول بیدیاں روڈ لاہور نے بھی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے بارے میں اپنے ایم۔اے (اسلامیات) کے تحقیقی مقالہ میں آپؒ کے سفر بغداد شریف کا ذکر چند سطور میں اجمالاً ہی کیا ہے۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے سفر بغداد کی تفصیل جو ابھی تک زیب قرطاس ہونے سے رہ گئی تھی کتاب حاضر میں اپنے مکمل پس منظر اور تحقیق کے ساتھ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ۹۲ ویں سالانہ عرس کی مناسبت سے قارئین کرام کے استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

امید ہے کہ اس کتاب کے ابتدائیہ سے اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے سفرِ بغداد شریف کی تفاصیل سے جہاں یہ واضح ہوگا کہ کسب کمال کیلئے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کیسے کٹھن اور پُر مشقت حالات سے گزرے، وہاں آپ کی شخصیت اور کردار کی جلالت وعظمت کے کچھ پہلو بھی اجاگر ہوں گے اور یہ امر انشاءاللہ! قارئین کرام کیلئے اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے اہل محبت کیلئے سرمایۂ اعتبار وانبساط ثابت ہوگا۔

واضح رہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام علیہم الرحمۃ کی زندگیوں کے جملہ ادوار اور ان کے حالات وواقعات سبق آموز، باعث ہدایت اور حجت

Marfat.com

ہوتے ہیں اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

۱. فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
(سورۃ یونس، ۱۰:۱۶)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ کفارِ مکہ سے کہہ دیجئے) اس سے پہلے میں نے تمہارے درمیان زندگی کا ایک حصہ (چالیس سال کا عرصہ) گزارا ہے کیا اس کی روشنی میں تم مجھے نہیں سمجھتے؟

اس آیت شریفہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کی آغاز وحی سے پہلے چالیس سالہ زندگی کو سبق آموز، باعث ہدایت اور حُجّت قرار دیا گیا ہے۔

۲. لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ
(سورۃ الحجر، ۱۵:۷۲)

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) آپ کی پوری زندگی کی قسم! وہ لوگ (کفار) اپنی بدمستی میں اپنے حواس کھو رہے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کی قسم کھا کر واضح کر دیا کہ آپ کی پوری زندگی سبق آموز، باعث ہدایت اور حُجّت ہے۔

۳. كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ
(سورۃ یوسف، ۱۲:۱۱۱)

ترجمہ: ان کے قصوں (زندگی کے حالات اور واقعات) میں ان لوگوں کیلئے جو آنکھوں والے ہیں، مکمل سبق (Complete Lesson) ہے۔

اس لحاظ سے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی زندگی کے جملہ ادوار اور ان

Marfat.com

کے حالات وواقعات سبق آموز، باعث ہدایت اور حُـجّـت ہیں۔ لہٰذا راقم کی کاوش نگارش آپؒ کی زندگی کے جملہ ادوار اور ان کے حالات وواقعات کی روشنیوں کو سمیٹنے کی ایک سعی ہے۔

اللہ تعالیٰ راقم کی اس پچاس سالہ علمی اور تحقیقی کاوش کو جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے احوال وآثار کے بارے میں راقم کی مطبوعہ کتاب کا ایک تَتِـمّـہ (Appendix) کی حیثیت رکھتی ہے حسن قبول سے نوازے اور راقم کے علمی وتحقیقی کاموں کو جو اب تک التواء کا شکار رہے ہیں، اپنی رحمت سے درجۂ تکمیل تک پہنچائے اور منظر عام پر لانے کے اسباب پیدا فرمائے تاکہ سلسلہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ کی درج ذیل تین عظیم شخصیات:

۱۔ قطب الارشاد حضرت خواجہ سید محمد توکّل شاہ نقشبندیؒ م۱۸۹۷ء

۲۔ قطب الارشاد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م۱۹۱۷ء

۳۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م۱۹۶۱ء

کی خدمات جلیلہ کا ایک گونہ تعارف اہل محبت اور طالبان مولا کے سامنے آئے جو انہوں نے صحیح راسخ اور بلند معیار علم، تحقیق، تـفـقُّـہ فی الدین اور معارف خداوندی کے میدان میں مخلصانہ نظری وعملی تبلیغ کے لئے اور امـت مُـحـمّـدیّـہ عَـلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ کے روحانی اور سیاسی عروج کے لئے انجام دیں۔

Marfat.com

ان کے اس ایک گونہ تعارف سے برصغیر پاک وہند کے عوام وخواص پر انشاء اللہ واضح ہوگا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد اب تک مسلم برصغیر پاک وہند اور جملہ عالم اسلام ان تینوں بزرگوں کے بے پایاں فیضان الٰہی سے مستقل طور سیراب ہوا ہے اور ان کی ظاہری، باطنی توجہات اور مساعی جلیلہ کا مرہون منت رہا ہے۔

راقم ان عظیم بزرگوں کی ارواح طیبہ سے التفات کریمانہ کا طلب گار اور نیاز مند ہے اور ان کی خدمت میں انہی کا ایک مقبول اور پسندیدہ قول عرض کرتا ہے:

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

درویش

سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی کان اللہ لہٗ

ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور

رمضان ۱۴۳۰ھ/ستمبر ۲۰۰۹ء

ابتدائیه

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ــــــ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

برصغیر پاک و ہند میں اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف آخر اور انیسویں صدی عیسوی کے ربع اوّل کی چندگنی چنی ممتاز اور سربرآوردہ علمی اور عرفانی شخصیات میں سے ہیں۔ بلاشبہ انہوں نے اپنے دور میں امور تکوینیہ اور دعوت وارشاد کے شعبہ جات میں مجدّدانہ کارنامے سرانجام دیے ہیں اور دین اسلام کی ترقی وترویج کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ خاص طور سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد احیائے اسلام کے لیے جن علماء اور مشائخ نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے درمیان آپؒ کی شخصیت نہایت معتبر اور مؤثر مانی گئی ہے۔ آپؒ کی شخصیّت اور خدمات کا تعارف اجمالی طور پر حسب ذیل ہے۔

۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تقریباً دس سال بعد ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں ضلع سہارن پور کے قصبہ دیوبند میں سب سے پہلا مدرسہ علوم اسلامیہ عالیہ دارالعلوم دیوبند جب قائم ہوا تو اس کے اوّلین پانچ طلبہ میں سے ایک آپؒ تھے(۱)۔ آپؒ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرّس، شیخ الحدیث، ناظم امتحانات اور مفتی اعظم حضرت مولانا محمد یعقوب صدّیقی چشتی نانوتویؒ (م۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) کے خاص شاگرد تھے(۲)۔ آپؒ نے دارالعلوم دیوبند میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء سے

Marfat.com

۱۲۷۹ھ/ ۱۸۷۲ء تک قریباً پانچ سال کے تعلیمی دور میں تعلیم پائی اور ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء۔۔۔ ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء) کے ساتھ دستارِ فضیلت پا کر فارغ التحصیل ہوئے (۳)۔ آپؒ کے دیگر ہم درس ممتاز علماء میں سے مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ (م۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء) اور مولانا سیّد احمد حسن امروہیؒ (م ۱۴۶۷ھ/۱۸۵۰ء) ہوئے ہیں(۴)۔

۲۔ ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں آپؒ نے گنگوہ شریف جا کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۲۲۳ھ/ ۱۸۲۷ء۔۔۔۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) سے ایک سال میں دوسرا دورۂ حدیث کیا (۵)۔

۳۔ ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء سے ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء تک رام پور کے شہرہ آفاق مدرسہ نواب فیض اللہ خان سے علوم عقلیّہ: فلسفہ، ریاضی، ہیئت و نجوم اور موسیقی کے ساتھ فقہ حنفی کی اعلیٰ کتب پڑھیں اور فتاویٰ نویسی میں تخصص (Spacialization) حاصل کیا(۶)۔ یہاں آپؒ کے استاد اپنے زمانہ کی ممتاز شخصیت مولانا مفتی سعد اللہ خان رام پوریؒ (م۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء) تھے جو بیک وقت مدرسہ علوم عربیہ و عقلیہ نواب فیض اللہ خان کے مہتمم بھی تھے (۷) اور ریاست رام پور کی سپریم کورٹ اور نواب سید کلب علی خان کے ہاں اپیل کی آخری عدالت/ اجلاس ہمایونی کے مفتی اعظم [illegible] بھی تھے(۱)

۴۔ ازاں بعد آپ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء سے ۱۳۰۲ھ/ [illegible] تک [illegible]

Marfat.com

میں سپریم کورٹ اور والی ریاست کے ہاں اپیل کی آخری عدالت/ اجلاس ہمایونی میں ڈپٹی چیف جسٹس کے ممتاز منصب پر متمکن رہے(۹)۔

۵۔ آپؒ نے قریباً ستائیس سال علوم عالیہ اسلامیہ کی تدریس کی (۱۰) جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

الف۔ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء سے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء تک دو سال دہلی کے مشہور مدرسہ حسین بخش میں صدر مدرّس اور شیخ الحدیث رہے(۱۱)۔

ب۔ ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں کرنال کے مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ میں قریباً ایک سال کے لیے صدر مدرّس اور شیخ الحدیث رہے(۱۲)۔

ج۔ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ/ دسمبر ۱۸۸۷ء میں انبالہ شریف میں اپنے شیخ طریقت اور مشہور نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ انبالویؒ م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کے حکم پر مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ توکلیہ جاری کیا۔ جو ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء سے ان کے شیخ طریقت کے سالِ وصال ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء تک گیارہ سال جاری رہا۔ اور آپؒ یہاں بھی صدر مدرّس اور شیخ الحدیث رہے(۱۳)۔

د۔ شیخ طریقت کی وفات ۴ ربیع الاوّل ۱۳۱۵ھ/ ۴ اگست ۱۸۹۷ء کے بعد آپؒ پر فراق شیخ میں سات سالہ پریشانی کا دور آیا جس میں آپؒ نے دو دفعہ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی۔ پہلی دفعہ ذوالحجۃ ۱۳۱۵ھ/ اپریل ۱۸۹۸ء میں براستہ افغانستان و ایران ترکی کا سفر کیا۔ دوسری دفعہ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ اگست ۱۸۹۹ء میں بغداد شریف کا سفر اختیار کیا(۱۴)۔ اس سات سالہ پریشانی کے بعد یکم شعبان ۱۳۲۰ھ/ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں آپؒ برصغیر واپس آئے اور آپ نے اپنے وطن، موضع سیدا شریف، تحصیل

Marfat.com

پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدین میں تدریس علوم عالیہ اسلامیہ کے لیے مدرسہ جاری کیا جو آپؒ کی وفات ۲۲؍ رمضان ۱۳۳۵ھ/۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء تک جاری رہا۔ یہاں آپؒ نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء سے ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء تک چودہ (۱۴) سال تدریس کے فرائض انجام دیے (۱۵)۔ اس طرح اوپر درج کردہ تفصیلات کے مطابق تدریس علوم عالیہ اسلامیہ کے لیے آپؒ کی خدمات ستائیس (۲۷) سال کے عرصہ پر محیط ہوتی ہیں جو ایک ربع صدی سے زیادہ وقت ہے (۱۶)۔

۶۔ آپؒ نے حنفی مذہب کے مطابق اور اس میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ (۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء ـــ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کے اسلوب پر (۱۷) حسب ذیل تفصیل کے مطابق پینتیس (۳۵) سال ممتاز حیثیت سے فتویٰ نویسی کی تھی (۱۸)۔ اس <u>پینتیس سالہ فتویٰ نویسی کی تفصیل حسب ذیل ہے</u>:

(i) ریاست رام پور میں نائب مفتی اعظم/ ڈپٹی چیف جسٹس کے طور پر دس (۱۰) سال (۱۹)۔

(ii) انبالہ شریف میں مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ توکلیہ میں اور شہر انبالہ کے انگریز ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ سیّد محمد توکّل شاہ انبالویؒ م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کے حکم پر سرکاری مفتی شرع اسلام کے طور پر گیارہ (۱۱) سال (۲۰)۔

(iii) اپنے آخری مستقر سیدا شریف میں اپنے قائم کردہ مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ توکلیہ میں ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء سے ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء تک جو آپؒ کا سال وفات ہے چودہ (۱۴) سال (۲۱)۔ یہ پینتیس سالہ فتویٰ نویسی کا عرصہ بھی ربع صدی سے زیادہ ہے۔ آپؒ کے آخری مستقر سیدا شریف میں آپؒ کے جاری کردہ فتاویٰ

لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات، اور جہلم کے علاقہ جات میں نہایت وقیع سمجھے جاتے تھے(۲۲)۔

۷۔ انبالہ شریف میں قیام کے دوران آپؒ نے اپنے پیشوا کے حکم پر دین اسلام کی تبلیغ کے لیے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج کے لیے مستقل اور مرتب انداز سے دورے کیے جن میں سینکڑوں غیر مسلم آپؒ کے ہاتھ پر دولت اسلام سے مشرف ہوئے اور سینکڑوں مسلمان آپؒ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے۔ سیدا شریف میں قیام کے دوران ہزاروں غیر مسلم آپؒ کے ہاتھ پر دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے اور ہزاروں مسلمان آپؒ کے حلقہ بیعت میں داخل ہوئے(۲۳)۔

۸۔ انبالہ شریف ہی میں اپنے پیشوا کے حکم پر انبالہ شریف کے مشہور زمانہ اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالحق حقانیؒ مصنف تفسیر حقانی (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) کے ساتھ مل کر عیسائی پادریوں، ہندو پنڈتوں اور سکھ گیانیوں سے کامیاب مناظرے کیے(۲۴)۔

۹۔ انبالہ شریف میں قیام کے دوران ہی آپؒ نے مولانا عبدالحق حقانیؒ کے ساتھ مل کر مرزا قادیانی کے ساتھ اور اسکے حلقہ کے علماء کی جماعت کے ساتھ بھی متعدد مناظرے کیے(۲۵) جن میں اسے شکست فاش دی۔ یہاں تک کہ جس اشتہار میں وہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا نام چھپا ہوا دیکھتا تھا اس مناظرے میں حاضر ہونے سے گریز کرنے لگا تھا(۲۶)۔

۱۰۔ انبالہ شریف ہی میں اپنے شیخ طریقت کے زیر ہدایت مجددی سلوک میں غیر معمولی کمال حاصل کرنے کے لیے آپؒ نے کٹھن ریاضات اور مجاهدات کے مراحل نہایت کامیابی سے طے کیے(۲۷)۔

Marfat.com

۱۱۔ دورۂ ترکی کے دوران آپؒ نے سلطان عبدالحمید خان ثانی (۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۷ء۔ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء) سے ملاقات کی (۲۸) جس میں اس پر آپؒ کی نابغۂ روزگار شخصیت کا اظہار ہوا اور اسے پتہ چلا کہ آپؒ ریاست رام پور کی سپریم کورٹ (عدالت صدر مرافعہ) اور والی ریاست نواب سیّد کلب علی خان نقشبندی مجدّدی (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء۔ ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء) کے ہاں اپیل کی آخری عدالت/ اجلاس ہمایونی میں ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء سے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء تک دس سال ڈپٹی چیف جسٹس آف رام پور سٹیٹ کے معزز منصب پر فائز رہے تھے(۲۹)۔اس ضمن میں اس نے وہاں سے نمایاں خدمات سرانجام دینے پر حاصل کردہ تعریفی اسناد اور ممتاز درجہ کے تمغہ جات دیکھے تو آپؒ کے اعزاز میں ایک عشائیہ ترتیب دیا جس میں ترکی کے شیخ الاسلام جمال الدین آفندی، وزیر اعظم خلیل رفعت پاشا، معزز فوجی افسران اور اکابر علماء ومشائخ کو بھی شرکت کی دعوت دی (۳۰)۔شیخ الاسلام نے سلطان ترکی کو مشورہ دیا کہ آپؒ جیسی عظیم علمی شخصیت کو افواج ترکی کے مفتی اعظم کے معزّز منصب پر فائز کیا جائے (۳۱)۔آپؒ نے اس تجویز کو قبول نہ کیا اور کہا کہ ایسے مناصب سے میرا دل بھر گیا ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ یورپی اقوام سلطنت ترکی کی عظمت کو نقصان پہنچانے کے لیے اسے جنگ میں الجھا رہی ہیں۔لہٰذا میری خواہش ہے کہ مجھے ترکی افواج میں بھرتی کر کے یورپی اقوام کے خلاف جنگ کے کسی محاذ پر بھیج دیا جائے تاکہ میرا باقی عرصہ حیات جہاد اسلام میں گزر جائے (۳۲)۔سلطان نے آپؒ کے اس جذبہ کی قدر کی اور آپؒ کو سرکاری فوجی کالج مناستر میں چھ ماہ تربیت دلا کر اور کرنل کے عہدے پر فائز کر کے ازمیر/ سمرنا کے علاقہ میں بھیج دیا جہاں یونان کے ساتھ جاری جنگ میں آپؒ شریک ہو گئے۔ یہ جنگ بحر متوسط (Mediterranean Sea) میں

کریٹ (Crete) اور تھیسلے (Thessaly) کے جزائر کے مسئلہ پر تھی۔ وہاں آپؒ کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی جو یونانی افواج کے ساتھ تھے۔ آپؒ نے ان سے پوچھا کہ آپؒ ترکی کی افواج کے ساتھ کیوں نہیں ہیں؟ تو انہوں نے واضح کیا کہ یہ جنگ اپنی روح کے لحاظ سے اسلامی جہاد نہیں ہے۔ اور مجھے یونانی افواج کو فتح مند کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۳۳)۔ یہ سن کر آپؒ محاذ جنگ سے استنبول واپس آ گئے اور سلطان ترکی کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا (۳۴)۔ اس سے ملکی سیاسی صورتحال پر بات چیت کی اور اس پر واضح کیا کہ اس کی سیاسی پالیسیاں اسلام اور ترکی کے عوام کے خلاف جا رہی ہیں ازراہِ مہربانی ان پالیسیوں کو تبدیل کیا جائے۔ سلطان نے آپؒ کی رائے کو سراہا اور وعدہ کیا کہ میں آپؒ کے مشورے پر عمل کروں گا۔ آپؒ ازراہِ مہربانی میرے پاس میرے محلات میں قیام کیجیے۔ اور مجھے حالاتِ حاضرہ سے باخبر کرتے رہیے (۳۵)۔ چنانچہ آپؒ دن کے وقت استنبول کے بازاروں میں قہوہ خانوں پر چلے جایا کرتے تھے اور وہاں بیٹھ کر عوام اور سیاستدانوں کی حکومت کے بارے میں رائے سنا کرتے تھے اور اخبارات کے تبصرے بنظر غائر پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ آپؒ نے ترکی میں اپنے تھوڑے سے قیام کے دوران ترکی زبان اچھی طرح سے سیکھ لی تھی (۳۶)۔ ان دنوں استنبول میں مخفی طور پر ''انجمن جوان ترک'' تشکیل پا رہی تھی۔ جس میں نیازی بے، انور بے اور کمال پاشا پیش پیش تھے۔ یہ لوگ مدحت پاشا (۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء ـــ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء) سابق وزیر اعظم ترکی کے دستور کی حمایت کرتے تھے۔ یہ انجمن (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء تا ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) جنیوا (Geneva) میں قائم ہوئی۔ بعد میں ''عثمانیہ انجمن اتحاد و ترقی'' کے نام سے معروف ہوئی۔ اس کا مرکز سالونیکا بن گیا۔

اس کے ارکان انور بے، طلعت بے، جمال پاشا، اور نیازی بے تھے۔ ان دنوں مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء ـــــ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) مناستر کے فوجی کالج میں داخل تھا۔ اس نے ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں یونان کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا اور اسے مار بھگایا تھا۔ چنانچہ اسے اس صلہ میں جامعہ حربیہ قسطنطنیہ میں داخل کردیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اس کے جذبۂ حریّت کے مدّاح تھے۔ اس وقت اس کی عمر قریباً انیس سال تھی۔ اس دور میں علامہ جمال الدّین افغانیؒ (۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء ـــــ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء) بھی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء سے ترکی میں آستانہ میں قیام پذیر تھے۔ وہ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ترکی پہنچنے سے ایک سال قبل وہیں فوت ہوئے (۳۷)۔ اوپر مذکور ''انجمن جوان ترک'' سے وابستہ جوان استنبول کے قہوہ خانوں میں سلطان کی غلط سیاسی پالیسیوں پر بے لاگ اور آزادانہ انداز سے بڑی صحیح اور درست بحث کیا کرتے تھے اور عوام ان کی بات چیت سے متاثر ہوتے تھے (۳۸)۔ سلطان عموماً رات کے کھانے پر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو اپنے ساتھ شریک کیا کرتا تھا اور آپؒ سے حالات حاضرہ پر بات چیت کیا کرتا تھا۔ آپؒ اسے دن کے وقت قہوہ خانوں میں گزرے ہوئے وقت کی روشنی میں حکومت کے بارے میں عوام اور سیاستدانوں کے تبصروں سے آگاہ کرتے تھے اور حکومت کی غلط پالیسیوں کی نشان دہی کر کے ان کی اصلاح کے لیے مفید مشورے دیتے تھے۔ سلطان ہمیشہ آپؒ کی رائے کو صائب قرار دیتا تھا اور اس پر عمل کرنے کا وعدہ کرتا تھا لیکن آپؒ نے سلطان کے ہاں چھ ماہ تک قیام کرنے کے بعد دیکھا کہ سلطان آپؒ کے مشوروں کی تعریف کرتا ہے، ان کو قبول کرتا ہے اور ان پر عمل کا وعدہ بھی کرتا ہے لیکن ہمیشہ ان پر عمل نہیں کرسکتا۔ تو آپؒ نے اس سے

Marfat.com

برصغیر واپس جانے کی اجازت لی۔ اور سکندریہ سے ایک دخانی بحری جہاز پر سوار ہوکر جدّہ پہنچے تو آپؒ کا دخانی بحری جہاز چند روز کے لئے وہاں ٹھہرا۔ آپ جہاز سے ساحل پر اترے کہ مدینہ منورہ حاضر ہوکر سلام عرض کر آئیں کہ معاً آپؒ کے ذہن وقلب پر حسب ذیل احادیث نبویؐ غلبہ کر گئیں جن کو علّامہ السمہودی علی بن احمد م ۹۱۱ھ نے اپنی کتاب "وفاء الوفاء بأخبارِ دار المصطفی"، بیروت لبنان ۲۰۰۶ء، دار الکتب العلمیة میں درج کیا ہے:

(۱) مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لا تُحْمِلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الطبرانی: المعجم الکبیر للطبرانی الحافظ سلیمان بن احمد. م ۳۶۰ھ، طبع ثانیہ ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، ج: ۱۲، ص: ۲۲۵)

ترجمہ: جوشخص میری زیارت کو اس طرح آئے گا کہ میری زیارت کے سوا کوئی اور ضرورت اس کو میرے پاس نہ لائی ہوگی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔

(۲) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّداً كَانَ فِیْ جِوَارِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ ابو جعفر العقیلی / وفاء الوفا ۴: ۱۳۴۷ / سیرت رسول عربی، ص: ۸۰۰ / مشکوۃ، باب حرم المدینہ حرسھا اللّٰہ تعالیٰ الفصل الثالث: عن آل الخطّاب)

ترجمہ: جوشخص میری زیارت کیلئے قصداً اور عمداً میرے پاس آئے گا وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

(۳) مَنْ حَجَّ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ كُتِبَ لَهُ

Marfat.com

حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ (فردوس الاخبار بمأ ثور الخطاب تأليف الحافظ شيرويه الكبير بن شهر دار بن شيرويه الديلمى (۴۴۵ھ--- ۵۰۹ھ) بيروت ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، دار الكتاب العربى: ۴: ۷۰۔رقم الحديث: ۵۷۰۵: عن ابن عباس رضى الله عنه) (۳۹)۔

ترجمہ: جوشخص حج کرنے مکہ جائے گا پھر وہ میری قبر کی زیارت کیلئے میری مسجد میں آنے کا قصد کرے گا اس کیلئے دو مقبول حج کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۴) مَنْ حَجّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ. (حواله سابق: ۴: ۷۱:رقم الحديث ۵۷۰۸۔ عن ابن عمر رضى الله عنه)

ترجمہ: جوشخص بیت اللہ کا حج کرے گا لیکن وہ میری قبر کی زیارت نہیں کرے گا وہ مجھ پر زیادتی کرے گا۔

(۵) مَنْ حَجّ بَعْدَ وَفَاتِىْ وَزَارَ قَبْرِىْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِىْ فِىْ حَيَاتِىْ. (حواله سابق: ۴: ۷۲، رقم الحديث: ۵۷۰۹. عن ابن عمرؓ)

ترجمہ: جوشخص میری وفات کے بعد حج کرے گا اور پھر میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی مثال اس شخص کی ہوگی جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۶) مَنْ حَجّ فَزَارَ قَبْرِىْ بَعْدَ مَوْتِىْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِىْ فِىْ حَيَاتِىْ۔ (مشكوة، باب حرم المدينه حرسها الله تعالىٰ، الفصل الثالث: عن ابن عمرؓ مرفوعاً)

ترجمہ: جوشخص حج کرے گا پھر میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی مثال اس شخص جیسی ہوگی جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

اس سے آپ کو شدید احساس ہوا کہ سرراہ زیارت روضۂ نبوی علیہ ﷺ کیلئے جانا خلاف ادب ہے لہٰذا جہاز پر واپس چلے گئے اور ارادہ کیا کہ حضور علیہ السلام کی زیارت

Marfat.com

کیلئے گھر سے باقاعدہ قصد کر کے آؤں گا (۴۰)۔

واضح رہے کہ آپ کا یہ فعل ابن تیمیہ کے اس قول کے خلاف تھا جس میں اس نے درج ذیل حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدٍ" (۴۱)

ترجمہ: تین مساجد کے سوا کسی اور جانب اونٹوں کے کجاوے نہ باندھے جائیں یعنی کسی اور جانب قصد اور اہتمام سے سفر نہ کیا جائے۔

ابن تیمیہ کے نزدیک قصداً سفر صرف تین مساجد کی جانب ہی کیا جاسکتا ہے

(۱) مسجد حرم کعبہ (۲) مسجد نبوی ﷺ (۳) مسجد اقصیٰ ﷺ

اور اس کے نزدیک روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کیلئے قصداً سفر کرنا شرک ہے۔ لیکن امام غزالیؒ م ۵۰۵ھ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۵۶۱ھ کی طرح جنہوں نے اس حدیث کو بالترتیب احیاء علوم الدین وغنیۃ الطالبین میں باب الحج اور باب السفر میں درج کیا ہے (۴۲)۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے نزدیک یہ حدیث اوپر درج تین عظیم مساجد کی عظمت اور ان کے احترام کے بارے میں ہے اور روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کی ممانعت کے بارے میں قطعاً نہیں ہے کیونکہ قصداً اور عمداً سفر تو متعدد وجوہ سے جائز ہے۔ مثلاً

(۱) انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کیلئے سفر کرنا

(۲) طالب علم کا طلب علم کیلئے دوسرے شہروں اور ممالک کا سفر کرنا

(۳) والدین سے ملاقات کیلئے سفر کرنا

(۴) تجارتی اغراض کیلئے سفر کرنا

(۵) عزیزوں کی بیمار پرسی اور ملاقات کیلئے سفر کرنا

(۶) اساتذہ، علماء اور مشائخ سے ملاقات اور استفادہ کیلئے سفر کرنا

(۷) حج اور مقامات متبرکہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا وغیرہ

Marfat.com

(۸) سفر کی یہ تمام اقسام جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب **احیاء علوم الدین** اور **غنیۃ الطالبین** کے باب الحج اور باب السفر میں بیان کی ہیں اور مذکور بالا تین مساجد کی جانب قصداً سفر کرنے کی حدیث نبوی ﷺ بھی اسی باب میں بیان کی ہے چنانچہ حضرت امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نزدیک روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کیلئے قصداً سفر کرنا ممنوع نہیں ہے بلکہ نہایت مبارک ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کو جس کا ترکی سے واپسی کے سفر میں باقاعدہ قصد نہیں کیا گیا تھا۔ازروئے آداب نبوی ﷺ موقوف کیا اور جہاز پر واپس آ گئے اور برصغیر کی بمبئی کی بندرگاہ پر اترے (۴۳)۔

۱۲۔ قریباً دو ماہ آپؒ نے بمبئی (ممبئی) میں گزارے۔اس عرصہ میں آپؒ بمبئی (ممبئی) کے مشہور رئیس حاجی محمد قاسم نقشبندی مالک حاجی محمد قاسم شپ کمپنی کے قصر امارت میں اس کے مہمان خصوصی کے طور پر مقیم رہے۔اور پھر شیخ طریقت کے فراق وصال کے دردوغم سے مغلوب ہو کر بغداد شریف کے سفر کے لیے تیار ہو گئے۔حاجی محمد قاسم کو جب آپؒ کا یہ عزم صمیم معلوم ہوا تو اس نے اپنا ایک دخانی بحری جہاز آپؒ کے سفر کے لیے مخصوص کر دیا۔جس نے آپؒ کو بصرہ کی چھوٹی سی خراب حال بندرگاہ پر اتار دیا (۴۴)۔اس زمانے میں بصرہ خطرناک جنگلوں اور وسیع صحراؤں سے عبارت تھا (۴۵)۔آپؒ نے بصرہ سے بغداد تک ۴۲۰ کلومیٹر کے دشوار گذار سفر کا اکثر حصہ پیدل طے کیا۔ بغداد میں رجب المرجب ۱۳۱۷ھ/ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ذی القعدہ ۱۳۲۰ھ/فروری ۱۹۰۳ء تک تقریباً تین سال مقیم رہے۔اس بارے میں ایک تفصیلی اور تحقیقی مقالہ آئندہ صفحات میں قارئین کرام کے مطالعہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ برصغیر پاک و ہند کی عملی سیاست میں اپنے درویشانہ مسلک کی رو سے اگرچہ عملی طور پر حصہ نہیں لیتے تھے تاہم آپؒ اپنے وطن کے سیاسی حالات سے بہت باخبر رہتے تھے اور ان میں بہت دلچسپی لیتے تھے(۴۶)۔ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سیاسی پارٹیوں کے مواقف، ان کی سیاسی پالیسیوں اور کارکردگیوں کو خوب سمجھتے تھے اور پرائیویٹ حلقوں میں ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے(۴۷)۔ آپؒ مولانا شوکت علیؒ (م۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء)، مولانا محمد علی جوہرؒ (م۱۳۴۰ھ/ ۱۹۳۱ء)، نواب سلیم اللہ خانؒ (م۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء)، نواب وقار الملکؒ (م۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء)، نواب محسن الملکؒ (م۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء)، چوہدری رحمت علیؒ (م۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء)، سر آغا خان (م۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۷ء)، ڈاکٹر مختار احمد انصاریؒ (م۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)، حکیم محمد اجمل خانؒ (م۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء)، سر سید احمد خانؒ (م۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۸ء)، مولانا الطاف حسین حالیؒ (م۱۳۳۳ھ/۱۹۱۴ء)، محمد علی جناحؒ (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) جو اس زمانے میں قائد اعظم کے لقب سے مشہور نہیں ہوئے تھے، موہن داس کرم چند گاندھی (م۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)، پنڈت موتی لعل نہرو (م۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۱ء)، پنڈت جواہر لعل نہرو (م۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء)، سر سریندر ناتھ بینرجی (م۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء)، مولانا ابوالکلام آزادؒ (۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۸ء)، گوپال کرشنا گوکھلے (م۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) اور سردار ولبھ بھائی پٹیل (م۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء) وغیرہ کی سیاسی شخصیات کو بھی اچھی طرح جانتے تھے(۴۸)۔ چنانچہ آپؒ ہی وہ یگانۂ روزگار ممتاز صوفی شخصیت تھے جنہوں نے ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں اپنی وفات سے پہلے اپنے نہایت قوی اور درست کشف اور مشاہدہ کی رو سے واضح طور پر یہ پیش گوئی کی تھی کہ:

''برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی تنظیم مسلم لیگ بہت قوّت پکڑ جائے گی۔ ہندوؤں کی سیاسی تنظیم کے مقابل مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا مطالبہ کرے گی اور وہ کامیاب ہو جائے گی۔ چنانچہ ہندوستان کے دو حصے ہو جائیں گے۔ ایک کا نام پاکستان ہوگا اور دوسرے کا نام بھارت ہوگا۔ البتّہ کشمیر پر معاملہ متنازعہ ہو جائے گا۔ پاکستان بننے کے ساتھ ہی دیگر اسلامی ممالک بھی آزاد ہونا شروع ہو جائیں گے (۴۹) اور روس سمٹ کر صرف ماسکو تک رہ جائے گا (۵۰)۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ پاکستان اور بھارت کی وسیع پیمانے پر جنگ ہوگی جس میں بالآخر پاکستان کو فتح ہوگی۔ اس کی سلطنت وسیع ہو جائے گی اور بھارت اس کا ایک حصہ بن جائے گا'' (۵۱)۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگریس جو ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء میں قائم ہوئی اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی نوخیز سیاسی جماعت مسلم لیگ کی حمایت کرتے تھے جو ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں قائم ہوئی تھی (۵۲)۔ چنانچہ اپنی اس مذکور بالا پیشگوئی کی رو سے آپؒ کی ہستی مبارک کا شمار عظیم بانیانِ پاکستان میں ہوتا ہے (۵۳)۔ کیونکہ آپؒ کی یہ پیش گوئی آپ کی وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء کے تیس (۳۰) سال بعد ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں پوری ہوگئی اور برصغیر پاکستان اور بھارت کے نام سے دو حصوں میں بٹ گیا اور پھر پاکستان بننے کے بعد دیگر اسلامی ممالک بھی آہستہ آہستہ آزاد ہونے لگے۔ چنانچہ ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء تک ۵۶ اسلامی ممالک آزادی کی نعمت سے ہم کنار ہو چکے تھے (۵۴) جن میں روس کے زیر اثر رہنے والی وسط ایشیائی مسلم ریاستیں بھی شامل ہیں (۵۵)۔

۱۴۔ آپؒ عربی، فارسی، ترکی، اردو، اور پنجابی زبان و ادب کے ماہرین میں شمار ہوتے

Marfat.com

تھے۔ آپؒ نے ان زبانوں کے فنی نثر و نظم کا کثرت سے مطالعہ کیا تھا۔ آپؒ ان زبانوں میں تحریر و تقریر پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ آپؒ انہی زبانوں میں برجستہ اشعار کہنے پر بھی قادر تھے۔ آپؒ کی بیش قیمت تصانیف آپؒ کے بہترین زبان وادب کو پیش کرتی ہیں۔ برصغیر میں دہلی سے پشاور تک تبلیغی دورے کرتے تھے تو یہاں کی علاقائی زبانوں، لہجوں اور بولیوں پر بھی آپؒ کو غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ چنانچہ دہلی سے پشاور تک سفر کے دوران ہر ریلوے سٹیشن پر اور ہر مقام پہ آپؒ کی زبان آپؒ کا لہجہ اور بولی وہاں کی زبان وہاں کے لہجہ اور وہاں کی بولی کے مطابق ہو جاتی تھی (۵۶)۔

۱۵۔ آپؒ کی بیش قیمت تصانیف کی تعداد چوبیس (۲۴) تک پہنچتی ہے جنہوں نے اپنے مضامین کی ثقاہت اور اپنی فنی اور جاذب تحریر کی بنا پر قبولِ عام اور بقائے دوام حاصل کر لیا ہے (۵۷)۔ اردو زبان میں لکھی گئی ان تصانیف کی بڑی خوبی یہ ہے کہ آپؒ کی وفات ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء کے بعد آج ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء میں قریباً سو (۱۰۰) سال گزرنے پر بھی ان کی زبان شگفتہ اور جاذب ہے اور دورِ حاضر کی اردو زبان و ادب کے اسالیب اور محاورہ کے دائرے سے خارج نہیں ہوئی بلکہ اسی طرح تر و تازہ اور زندہ ہے جیسے کہ آج کی اردو زبان وادب اور اس کے اسالیب اور محاورہ ہیں (۵۸)۔

۱۶۔ برصغیر کے نامور ماہر اردو زبان حضرت مولانا فتح محمد جالندھریؒ (م ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۸ء) آپؒ کے خلفائے عظام میں شمار ہوتے ہیں (۵۹)۔ انہوں نے عربی زبان کی ممتاز تفاسیر قرآن اور عربی لغت، عربی لہجات اور عربی محاورہ پر آپؒ کی غیر معمولی بالغ نظری اور قدرت و مہارت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور آپؒ کی اردو زبان وادب کی

Marfat.com

صحت وخوبی، آپؒ کے اسلوبِ ادب کے حسنِ کمال اور آپؒ کے فن ترجمہ نگاری کی بلاغت کو ترجیح دیتے ہوئے (۶۰) آپؒ سے درخواست کی کہ آپؒ ان کے ترجمہ قرآن مجید بنام فتح الحمید پر نظر ثانی کریں۔ چنانچہ یہ ترجمۂ قرآنِ مجید آپؒ کی نظر ثانی کے بعد تاج کمپنی لاہور کی طرف سے طبع ہوا (۶۱)۔

۱۷۔ آپؒ کے اکابر معاصرین میں سے چند نام درج ذیل ہیں جن سے آپ کے قریبی تعلقات تھے۔

☆ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء ــ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء)۔

☆ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریفؒ (۱۲۷۵ھ/ ۱۸۵۹ء ــ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء)۔

☆ حضرت قاضی سلطان محمود سہروردیؒ اعوان شریف گجرات پنجاب (۱۲۵۶ھ/ ۱۸۴۰ء ــ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء)۔

☆ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر نقشبندی مجددیؒ چتلی قبر دہلی (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۵ء ــ ۱۳۱۲ھ/۱۹۲۴ء)۔

☆ مولوی محرم علی چشتیؒ وکیل ہائی کورٹ لاہور (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء)۔

☆ حضرت مولانا محمد عالم آسی نقشبندی امرتسریؒ (م ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء)۔

☆ حضرت مولانا پروفیسر نور بخش نقشبندی مجددی توکلیؒ (۱۲۸۷ھ/ ۱۸۷۱ء ــ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء)۔

☆ مولانا غلام قادر قادری بھیرویؒ (م ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء)۔

☆ مولانا نور احمد نقشبندی مجددی امرتسریؒ (م ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء)۔

☆ مولانا عبدالحق حقانیؒ مصنف تفسیر حقانی (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء ــ ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء)۔

☆ مولانا فقیر محمد جہلمیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء)۔

Marfat.com

☆ مولانا نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء ــ ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۴ء)۔

☆ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء ــ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)۔

☆ حضرت خواجہ غلام فرید چشتیؒ چاچڑاں شریف (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۲۱ء)۔

☆ حضرت مولانا حافظ عبدالکریم نقشبندیؒ راولپنڈی (۱۲۶۴ھ/ ۱۸۴۸ء ــ ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء)۔

☆ حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث نقشبندیؒ (۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء ــ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء)۔

☆ حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی نقشبندیؒ (۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء ــ ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء)۔

☆ اور حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ (۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء ــ ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء) آپؒ کی ممتاز علمی، ادبی اور عرفانی شخصیت کی جلالت وعظمت کے معترف اور مدّاح تھے (۶۲)۔

۱۸۔ آپؒ حنفی المذہب اور ماتریدی العقاید تھے (۶۳)۔ مدرسہ دیوبند میں پڑھنے کے باوجود آپؒ کا مسلک برصغیر پاک وہند کے جمہور اہلسنت وجماعت کے مطابق تھا (۶۴)۔ چنانچہ آپؒ فاتحہ، تیجا، چالیسواں، عرس، میلاد النبی ﷺ، قیام فی المیلاد اور صلاۃ وسلام وغیرہ سب کے قائل تھے۔ ان پر عمل کرتے تھے۔ گیارہویں شریف کا ختم شریف باقاعدگی سے دلاتے تھے اور بعد از وفات حیات انبیاء اور حیات اولیاء اور ان کے وسیلے کے قائل تھے۔ آپؒ کے یہ عقاید آپؒ کی کتاب ذکر خیر کے چوتھے اور پانچویں باب میں درج ہیں (۶۵)۔

درحقیقت آپؒ کے دو اساتذۂ کرام (۱) دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا محمد یعقوب صدیقی چشتی نانوتویؒ (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء)، (۲) رام پور کے مدرسہ عربیہ

نواب فیض اللہ خان میں حضرت مولانا مفتی سعداللہ خان رام پوری (م۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء)، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء ــــــ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء) کے راسخ حنفی مذہب فقہ اور ماتریدی عقائد کے مسلک کے پیرو تھے۔(۶۶) چنانچہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی اپنے ان دو اساتذہ کے زیر اثر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہی کے راسخ حنفی مذہب فقہ اور ماتریدی عقاید کے پیرو تھے۔(۶۷) جبکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی برصغیر کے جمہور اہل سنت وجماعت کے راسخ حنفی مذہب اور ماتریدی عقائد کے زبردست مبلغ، حامی اور مؤید تھے اور ان دونوں پر عامل تھے(۶۸)۔ وہ فاتحہ، تیجا، چالیسواں، عرس، میلاد النبی ﷺ، قیام فی المیلاد، صلاۃ وسلام، گیارہویں شریف کے ختم شریف، بعد از وفات حیات انبیاء اور حیات اولیاء اور ان کے وسیلے کے قائل اور ان پر عامل تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۶۹)

(ا) آپ دارالعلوم دیوبند (تاریخ قیام: ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء) اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی (تاریخ قیام: ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) سے کم از کم پچاس سال پہلے ہوئے ہیں اور اپنے دور میں برصغیر کے جملہ احناف کے لیے دین اسلام کے ایک شیریں سرچشمہ حیات کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء ــــــ ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کی وفات کے بعد ساٹھ (۶۰) سال کی طویل مدت تک علوم دینیہ کی خدمات سرانجام دی تھیں۔ چنانچہ ہندوستان کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جہاں حضرت شاہ عبدالعزیز کے شاگرد نہ پائے جاتے ہوں چنانچہ ایک غیر ہندوستانی عالم علامہ جمال الدین افغانی کے شاگرد خاص علامہ رشید رضا مصری (م۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء)

Marfat.com

کا بیان ہے کہ اسے سارے ہندوستان کی سیاحت میں علم حدیث کا کوئی بھی ایسا عالم نہیں ملا تھا جو شاہ صاحبؒ کا شاگرد نہ ہو۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے شاگردوں کی تعداد انکے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہؒ کے شاگردوں سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا خیال ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خواص سے اگر دس آدمیوں نے فائدہ حاصل کیا تو مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے خواص سے دس سو آدمیوں نے فائدہ حاصل کیا (۷۰)۔

درس و تدریس کے علاوہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے متعدد ایسی کتابیں لکھیں جو ان کے بعد ابھی تک تمام احناف خصوصاً برصغیر کے احناف کے لیے راسخ علومِ دینیہ کا بیش قیمت سرمایہ اور بے نظیر مرجع رہی ہیں اور رہتی دنیا تک رہنمار ہیں گی۔ مثلاً :

الف۔ **فتح العزیز فی تفسیر القرآن** (فارسی زبان میں صرف سورۃ بقرہ اور قرآن مجید کے آخری دو سیپاروں کی تفسیر)۔

ب۔ **بستان المحدّثین** جو محدّثین کی تاریخ اور ان کے طبقات کے خواص پر مشتمل ہے۔

ج۔ **رسالہ عجالۂ نافعہ** جو رجالِ حدیث کی تحقیق کے بارے میں ہے۔

د۔ رسالہ **سِرُّ الشَّہادتین** یہ رسالہ حضرت امام حسن علیہ السّلام اور حضرت امام حسین علیہ السّلام کی شہادتوں کے اسرار پر مشتمل ہے اور اپنے موضوع پر نہایت قیمتی اور بے نظیر ہے۔

ھ۔ کتاب **تحفۂ اثناءِ عشریہ**: جو اہل تشیع کے مختلف فرقوں کی تاریخ اور ان کے عقائد کی تاریخ کے بارے میں بہت مشہور ہے۔ یہ کتاب حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی اس موضوع پر کوئی مثال سارے اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں ہے۔ فی الحقیقت تحفہ اثناءعشریہ شیعہ سنّی مسائل کا ایک انسائیکلو پیڈیا ہے (۷۱)۔

Marfat.com

و۔　میزان العقاید (زبید احمد، انگریزی، ص:۱۱۱)

ز۔　فتاویٰ عزیزیہ: یہ راسخ فقہ حنفی پر مبنی فتاویٰ کی نہایت بیش قیمت کتاب ہے جو اردو زبان میں لکھی گئی ہے (۷۲)۔

دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صدیقی چشتی نانوتویؒ م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ ہی کے راسخ حنفی مذہب فقہ اور ماتریدی عقائد کے مسلک اور تدریس علوم عالیہ اسلامیہ اور فتویٰ نویسی کے اسلوب تدریس اور فتویٰ نویسی کے اتنے زیادہ پابند تھے کہ ''شاہ عبدالعزیز ثانیؒ'' کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے (۷۳)۔ وہ کہا کرتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کا مسلک حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کا راسخ حنفی مذہب فقہ اور ماتریدی عقائد کا مسلک ہے اور یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کا مسلک نہیں ہے (۷۴)۔ واضح رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اگرچہ فقہ حنفی کو باقی مذاہب اسلامی پر ترجیح دیتے تھے تاہم ہمیشہ فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں تطبیق کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ چاروں مذاہب فقہ سے خروج کو پسند نہ کرتے تھے لیکن اپنے اس رویے کے تحت کہ وہ فقہ اسلامی کے مذاہب اربعہ کو حدیث نبوی ﷺ سے تطبیق دیتے تھے، اس مذہب فقہ کو قبول کرتے تھے جسے صحیح حدیث نبوی ﷺ کے قریب تر پاتے تھے (۷۵)۔ عقائد میں ابن تیمیہؒ (م ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) کے عقائد سے قدرے متاثر ہو گئے تھے (۷۶)۔ جبکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ فقہ حنفی کی عظمت اور ترجیح کو فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی پر واضح کرتے تھے۔ اپنے والد محترم حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں تطبیقی رویے کے خلاف تھے (۷۷) اور ابن تیمیہؒ (م ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) کے عقائد کی برملا تردید کرتے تھے (۷۸)۔ چنانچہ

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اپنے ان مذکور بالا اساتذہ کے زیر اثر راسخ حنفی مذہب اور ماتریدی عقائد کی تائید کرتے تھے۔ تدریس علوم عالیہ اسلامیہ اور فتویٰ نویسی میں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اسلوب کے پابند تھے(۷۹)۔

اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے برصغیر کے جمہور اہل سنت و جماعت (بریلوی اور دیوبندی) کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ راسخ مذہب فقہ حنفی اور عقائد ماتریدی کے بارے میں ایک سدا بہار اور شیریں سرچشمہ حیات کی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ:

(i) مولانا احمد رضا خان بریلویؒ (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) بن نقی علی خانؒ (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء۔۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) بن رضا علی خانؒ (۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء۔ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۵ء) جنہوں نے اپنا مدرسہ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں قائم کیا(۸۰)۔ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے شیخ طریقت حضرت شاہ آل رسول مارہرویؒ (۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۵ء۔۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد خاص تھے۔ انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے دورۂ حدیث بھی کیا تھا اور طریقت کی کئی اسناد بھی حاصل کی تھیں (۸۱)۔ اس رو سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ حضرت شاہ آل رسول مارہرویؒ کے واسطے سے حضرت مولانا احمد رضا خانؒ کے دادا استاد اور دادا پیر ہوتے ہیں۔

(ii) مدرسہ دارالعلوم دیوبند جو مدرسہ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی سے ۴۹ سال پہلے

Marfat.com

۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء میں ضلع سہارن پور کے قصبہ دیو بند میں قائم ہوا تھا۔ اس کے اوّلین صدر مدرّس، شیخ الحدیث، ناظم امتحانات اور مفتی اعظم مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ دو واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے شاگرد ہوتے تھے۔ یعنی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت شاہ عبدالغنی مجدّدیؒ (۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء ـ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کے شاگرد خاص تھے (۸۲)۔ حضرت شاہ عبدالغنی مجدّدی دہلویؒ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ (م ۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء) کے شاگرد خاص اور جانشین تھے (۸۳) جبکہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے شاگردِ خاص اور جانشین تھے (۸۴)۔

اس طرح دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم بریلی دونوں کے اکابر علمائے کرام؛ یعنی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ صدر مدرّس دارالعلوم دیوبند (قائم شدہ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء) اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ بانی و مہتمم دارالعلوم منظرالاسلام بریلی (قائم شدہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء) کا شمار بوسائط حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے (۸۵)۔ یہ دونوں مدارس حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کی پیروی میں حنفی المذہب اور ماتریدی العقائد ہیں (۸۶)۔

(iii) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ کی وفات کے تیسرے دن ان کی جانشینی کے لئے دستار بندی کا جلسہ ہوا۔ حضرت مولانا شاہ فخر الدّین محمد فخر جہاں چشتیؒ (۱۱۲۶ھ/ ۱۷۱۵ء۔ ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۷۵ء) نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے سر پر دستار باندھی کیونکہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ عمر میں سب بھائیوں سے بڑے تھے اور علم وفضل میں بھی ان پر فضیلت رکھتے تھے۔ مولانا شاہ فخر الدّین محمد فخر جہاں چشتیؒ نے

Marfat.com

دستار بندی کے بعد آپؒ کو بطور بزرگانہ ہدایت کے ارشاد فرمایا:

''آپ کے والد سے جو غلطیاں ہوگئی ہیں ان کو مٹانے کی کوشش کیجئے گا (۸۷)۔''

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر درس و تدریس میں مصروفیت اختیار کی تو شائقین علم نے دور دور سے آ کر آپؒ سے اکتساب علم کیا۔ آپؒ کا سلسلہ تلامذہ بہت وسیع ہوا۔ ہندوستان کے تمام علماء کا سلسلہ حدیث آپؒ ہی سے وابستہ ہے (۸۸)۔ چنانچہ بطور تبرک آپؒ کے بعض اکابر تلامذہ کے اسماء حسب ذیل ہیں:

☆ حضرت مخدوم آل رسول مارہرویؒ (۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۵ء۔ ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۹ء)۔ یہ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے دادا استاد اور دادا پیر ہیں۔ ان کے شیخ طریقت حضرت سیّد آل احمد عرف اچھے میاں (۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء۔ ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے معاصر تھے اور ان دونوں کے درمیان نہایت اچھے تعلقات تھے۔ چنانچہ ملفوظات عزیزی میں حضرت شاہ آل احمد عرف اچھے میاں کے بارے میں بلند کلمات موجود ہیں۔

☆ صدر الصدور حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ دہلویؒ (۱۲۰۴ھ/ ۱۷۸۹ء۔ ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء)

☆ حضرت شاہ غلام علیؒ برادر زادہ مولانا مخصوص اللہ دہلویؒ (م ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء) بن مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ (۱۱۶۳ھ/ ۱۷۴۹ء۔ ۱۲۴۹ھ/ ۱۸۳۳ء)

☆ مولانا فضل الحق خیر آبادیؒ (۱۲۱۲ھ/ ۱۷۹۷ء۔ ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۱ء)

Marfat.com

☆ شاہ سلامت اللہ کشفی بدایوانیؒ (م۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء)

☆ حضرت شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ (۱۲۰۸ھ/۹۳-۱۷۹۳ء-۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

☆ حضرت شاہ ابوسعید مجددی دہلویؒ (۱۱۹۶ھ/۱۷۸۱ء-۱۲۴۹ھ/۱۸۳۴ء)

☆ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلویؒ (۱۱۵۶ھ/۳-۱۷۷۳ء-۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)

☆ مولوی مخصوص اللہ دہلویؒ (م۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء)

☆ مولانا سیّد احمد بریلویؒ (۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء — ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء)(۸۹)

☆ حضرت مولانا سیّد محمد عظیم معروف بہ بابا اللہ لوک قادری سہروردیؒ (۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء-۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء) یہ قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے دادا جان حضرت سیّد سکندر شاہؒ معروف بہ بابا تھے شاہ قادریؒ کے والد ماجد تھے(۹۰)۔

درج ذیل اکابر زمانہ مفتی صدرالدین آزردہ کے واسطہ سے حضرت شاہ عبدلعزیز محدث دہلویؒ کے تلامذہ ہوتے ہیں۔

☆ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء-۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء)

☆ سرسیّد احمد خانؒ (۱۲۳۲ھ/۱۸۱۷ء-۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء)

☆ نواب یوسف علی خان والی ریاست رام پور (م۱۲۸۱ھ/۱۸۶۵ء)

☆ نواب صدیق حسن خان قنوجی (۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء-۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

☆ مولانا محمد منیر نانوتویؒ (۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء — ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء)

☆ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۲۲۳ھ/۱۸۲۷ء — ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

☆ مولانا فقیر محمد جہلمیؒ (۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء-۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)(۹۱)۔

☆ اور حضرت مولانا سیّد سکندر شاہ قادری سہروردیؒ معروف بہ حضرت سیّد تھے شاہ (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء-۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء) جو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد

Marfat.com

حبیب اللہ نقشبندیؒ کے داداجان ہیں (۹۲)۔

۱۹۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اپنے خلیفہ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (م ۱۹۶۱ء) کو خاص طور سے ہدایت کی کہ فقہ حنفی اور عقائد ماتریدی میں ہمارا مسلک حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کا مسلک ہے۔ آپؒ نے انہی کے مسلک کی پابندی کرنا ہے اوران کی کتابوں کا آپؒ کے پیش نظر رہنا ضروری ہے۔ راقم کے پیشوا قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ نے اپنے پیشوا حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے اس حوالہ سے یہی ہدایت بطور خاص راقم کو کی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے مسلک کی بہت تعریف کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کی کتب کو نہ ہی پڑھنا بہتر ہے اور اگر پڑھنا ہی پڑے تو ان کے مسلک کو سامنے رکھتے ہوئے جو حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے مسلک سے بہت مختلف ہے نہایت احتیاط سے پڑھنا چاہیے (۹۳)۔

۲۰۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے امور تکوینیہ اور دعوت وارشاد کے شعبہ جات میں بھی جو نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ ان کی بنا پر اکابر اہل علم وفضل نے انہیں چودھویں صدی ہجری کا مجدّدِ زمانہ قرار دیا ہے (۹۴)۔ آپ کی اس حیثیت کے بارے میں آپؒ کی بیش قیمت تصانیف میں درج آپؒ کے راسخ اور تحقیقی اسلامی علوم ومعارف اور آپؒ کے متعلق اکابر مشائخ زمانہ کے روحانی مشاہدات اور احترامی کلمات بھی شاہد عادل کی حیثیت رکھتے ہیں (۹۵)۔

۲۱۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اپنے آخری مستقر موضع سیدا شریف، تحصیل پھالیہ،

Marfat.com

ضلع منڈی بہاء الدین میں ۲۲ رمضان ۱۳۳۵ھ/ ۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء کو صبح ۳:۳۰ (ساڑھے تین) بجے جمعہ کے دن واصل باللہ ہوئے (۹۶)۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت مولانا نورالعین واعظ اسلام نقشبندی مجدّدی محبوبیؒ سابق مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور نے آپ کی تاریخ وصال اپنے حسب ذیل شعر میں کہی ہے:

گفت ہاتف از پئے تاریخ آں قدسی نہاد

''راہنمائے نقشبنداں رفت سوئے حرم یار'' (۹۷)

۱۳۳۵ھ

اور راقم نے بھی آپؒ کی تاریخ وفات کہی۔ جو حسب ذیل ہے۔

آہ ! فیّاض عظیم (۹۸)

۱۹۱۷ء

آپؒ کا روضہ شریف اور آپ کی جامع مسجد شریف اپنے حسن تعمیر کی بنا پر منفرد ہیں اور موضع سیدا شریف میں مرجع عوام وخواص ہیں (۹۹)۔ یہاں آپؒ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ہجوم خلائق بہت ہوتا ہے (۱۰۰)۔ لنگر شریف بھی وسیع پیمانے پر تقسیم ہوتا ہے (۱۰۱)۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ کی نہایت برگزیدہ اور ممتاز زمانہ شخصیت کے اس مختصر تعارف کے ساتھ آئندہ صفحات میں آپؒ کے سفر بغداد شریف کی تفصیلات پر مشتمل تحقیقی مقالہ ہدیہ قارئین ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حواشی ابتدائیہ

۱۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات، گیارہ (۱۱) اکتوبر تا اٹھارہ (۱۸) اکتوبر، شمارہ نمبر: ۲۶،۲۵، مینجنگ ایڈیٹر: ایم زمان کھوکھر، حضرت قطب الارشاد نمبر، اشاعت خصوصی، ص ۱۰۔

۲۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہٗ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ــ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) احوال و آثار، پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۷ اور ص ۱۷/ حضرت مولانا محمد یعقوب صدیقی چشتی نانوتویؒ (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) کے تفصیلی حالات زندگی کے لیے دیکھیے کتاب سیرت یعقوب و مملوک، تصنیف انوار الحسن شیرکوٹی پروفیسر مولانا، کراچی، ۱۹۸۹ء مکتبہ دار العلوم کراچی۔

۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہٗ احوال و آثار، ص: ۷۲

۴۔ ایضاً ص: ۷۳، ۷۴

۵۔ ایضاً ص: ۱۷

۶۔ ایضاً ص: ۱۷، ۳۸

۷۔ ایضاً ص: ۱۷، ۳۸

Marfat.com

۸۔ ایضاً ص:۱۷، ۳۸/حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے علوم اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، تعلیمی سیشن: ۱۹۹۷ء___۱۹۹۹ء، مقالہ نگار: نگہت نذیر شیخ نگران: پروفیسر ممتاز احمد سالک، ص:۴۸

۹۔ ایضاً ص:۱۸، ۳۸/حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۴۹

۱۰۔ ایضاً ص۳۰/حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۱۱۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ ص:۱۸۶، ۱۸۷

۱۲۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سرّہٗ احوال و آثار ص:۱۹ اور ۲۰/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۱۳۔ ایضاً ص:۲۰/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۱۴۔ ایضاً ص:۲۰ اور ۲۱/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۱۱

۱۵۔ ایضاً ص:۲۳/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۱۶۔ ایضاً ص:۳۰/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۱۷۔ ایضاً ص:۳۸ اور ۳۹/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۸، ۱۸۹

۱۸۔ ایضاً ص:۳۸ اور ۳۹/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۸، ۱۸۹

۱۹۔ ایضاً ص:۱۸ اور ۳۷/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۴۹

۲۰۔ ایضاً ص:۲۰ اور ۳۷/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۸، ۱۸۹

۲۱۱۔ ایضاً ص:۲۳ اور ۳۷/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷، ۱۸۹

۲۲۔ ایضاً ص:۲۲، ۲۳ اور ۳۸/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۷

۲۳۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ مختلف ایّام میں ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء/ ایضاً کتاب کی جلد کا پچھلا صفحہ بعنوان حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلیؒ کی شخصیت پر نوٹ از ڈاکٹر غلام علی چودھری، حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار وخدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۹، ۱۹۰، ۳۲۳، ۳۲۴

Marfat.com

۲۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرّہٗ 'احوال وآثار ص:۲۰/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۹

۲۵۔ ایضاً ص۲۰/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۸۹

۲۶۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۷، ۱۸۹

۲۷۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرّہٗ احوال وآثار ص:۲۰/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

۲۸۔ ایضاً، ص:۲۱/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات تحقیقی مقالہ، ص:۱۱۲/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

۲۹۔ ایضاً، ص: ۱۸/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۴۹، ۵۰، ۱۱۲، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸

۳۰۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص:۱۱۱، ۱۱۲/ سلطنت عثمانیہ اور اسکی باجگذار ریاستوں کی موجودہ حالت مع موازنہ سن ۱۸۹۶ء، مرتب؛ مولوی انشاء اللہ، لاہور: ۱۹۰۶ء، حمیدیہ سٹیم پریس، ص:۹

۳۱۔ ایضاً، ص:۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴

۳۲۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۳۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرّہٗ 'احوال وآثار، ص:۲۱

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص ۱۱۲ اور ۱۱۳۔

۳۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی قدس سرہ 'احوال وآثار ص ۲۱/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات تحقیقی مقالہ، ص ۱۱۲ اور ۱۱۴۔

۳۵۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ ص ۱۱۱/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۳۶۔ ایضاً ص ۱۱۱/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۳۷۔ ایضاً ص ۱۱۱/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ/ تاریخ ملت: (۱) زین العابدین سجاد میرٹھی (۲) انتظام اللہ شہابی، لاہور، ۱۹۹۱ء، جلد سوم، ص ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۸۲ اور ۱۸۳/ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم: تصنیف ولیم ایل لینگر: اردو ترجمہ و تہذیب غلام رسول مہر مولانا، جلد اوّل، ص ۱۸۱/ سلطنت عثمانیہ اور اسکی باجگذار ریاستوں کی موجودہ حالت مع موازنہ سن ۱۸۹۶ء، مرتب مولوی انشاء اللہ، لاہور: ۱۹۰۶ء، حمیدیہ سٹیم پریس، ص ۹۔

۳۸۔ ایضاً ص ۱۱۱/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۳۹۔ سیرت رسول عربی: تصنیف؛ پروفیسر نور بخش توکلی، طبع لاہور (س ن) تاج کمپنی ص ۷۹۹، ۸۰۰/ **فردوس الاخبار بمأثور الخطاب تأليف الحافظ شيرويه الكبير بن شهردار بن شيرويه الديلمى (۴۴۵ھ --- ۵۰۹ھ) بيروت ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، دار الكتاب العربى: ۴: ۷۰. رقم الحديث: ۵۷۰۵: عن ابن عباسؓ.**

۴۰۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

Marfat.com

۴۱۔ مشکوٰۃ المصابیح: طبع بیروت ۱۹۹۱ء، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد الفصل الاوّل حدیث نمبر ۶۹۳، ص: ۲۳۲) / رسالۃ التوسل والوسیلۃ: تصنیف: ابن تیمیہ م ۷۲۸ھ طبع القاہرہ۔

۴۲۔ احیاء علوم الدین: طبع بیروت ۱۹۸۶ء، الجزء الاول، باب فی فضائل الحجّ وفضیلة البیت ومکّة والمدینة وشدّالرِّحال الثلاثة مساجد، ص ۲۹۱ / الجزء الثانی، باب فی فوائدالسفر، ص ۲۷۰ اورغنیة الطّالبین: طبع مصر ۱۹۵۶ء، شرکة مکتبة ومطبع مصطفیٰ البابی الحلبی واولاده بمصر، ج ۱، ص ۱۱، ۱۲ باب زیارة قبرالانبیاء اور ج ۱، ص ۳۳ و ۳۴، باب آداب السفر

۴۳۔ ایضاً ص ۱۱۱ اور ۱۱۰ / گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ / سفر بغداد شریف، ص: ۹۶

۴۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرُّہٗ احوال وآثار، ص ۲۱ / گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۴۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور: ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء، طبع اوّل، دانشگاہ پنجاب۔ ج ۴، ص ۵۸۱۔۵۸۴ بذیل مادہ: ''دورِ حاضر کا البصرۃ''، ملتقط: مضمون نگار: S.H.Longrigg / گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ / دیکھیے زبردست تحقیقی کتاب: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف کے درج ذیل دو عناوین:

(۱) بصرہ انیسویں صدی کے اختتام پر (۲) بصرہ کی بندرگاہ

Marfat.com

اوران کے عناوین کے متن اور حواشی میں حاشیہ نمبر ۱۶ اور ۱۷

۴۶۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سِرُّہٗ احوال و آثار،ص:۴۶۔

۴۷۔ ایضاً ص ۴۶ اور ۴۷/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

۴۸۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ بہ سال ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء به مواقع مختلفة كثيرة

۴۹۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات ص ۱۰/ اس کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیے حاشیہ نمبر ۵۳۔

۵۰۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات ص ۱۰/س کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیے حاشیہ نمبر ۵۳۔

۵۱۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سِرُّہٗ احوال و آثار، ص ۴۶/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۵۲۔ ایضاً ص ۴۷/ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ

۵۳۔ اس ضمن میں ملاحظہ فرمایئے درج ذیل دو عبارات:

(الف) ''تکوینی خدمات/ منصب قیوّمیّت کی بازآوری/ سیاسی اسلام کے عروج کے پروگرام کو ترتیب دے کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے اس کی منظوری حاصل کرنا''۔ (حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے احوال و آثار،ص ۴۴، زیر عنوان: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا عظیم کارنامہ ؛ جو دو عنوانات پر مشتمل ہے جن میں سے یہاں پہلا عنوان مراد ہے)

(ب) ''حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی وفات ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء کے تیس سال بعد ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء میں آپؒ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور برصغیر دو مملکتوں پاکستان بھارت میں بٹ گیا۔ اسلامی ممالک میں سب سے پہلے پاکستان قائم ہوا

اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے اسلامی ممالک بھی آزاد ہونے لگے۔ حتیٰ کہ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء تک ۵۶ اسلامی ممالک آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہو چکے تھے اور یہ تمام برکات منصب قیومیّت سالکین میں واپس آنے کی ہیں والحمد اللّٰہ علی ذالک"(حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرُّہ احوال و آثار، ص ۵۰: اوپر درج نمبر (۱) کے تحت درج عنوان کے ذیل میں یہ نمبر (۲) عبارت آئی ہے)۔

۵۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرُّہ احوال و آثار، ص: ۵۰۔

۵۵۔ سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق (م: ۴ محرم ۱۴۰۹/ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء) نے افغانستان میں روس کے ساتھ پاکستان کی جنگ لڑی جس میں جنرل ضیاء الحق کو امریکہ کی حمایت بھی حاصل تھی۔ روس کو شکست فاش ہوئی جس کے نتیجے میں وسط ایشیائی مسلم ریاستیں اس کے تسلّط اور تصرّف سے آزاد ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی روس میں کمیونزم کا نظام حکومت بھی اختتام پذیر ہو گیا۔ ملاحظہ فرمایئے درج ذیل حوالہ جات:

1. New Light on Central Asia :By Ahmad Hasan Dani, Lahore.1996,Sang-e-Meel Publications, (P--47---57)

2. Central Asia Today By Ahmad Hasan Dani,Lahore.1996 Sang-e-Meel Publications, P---19--97--127--153--163--183

۵۶۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی بہ سال ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء۔

Marfat.com

۵۷۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م (۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ میں ص ۲۱۰ تا ۲۲۷ میں صرف گیارہ (۱۱) کتب و رسائل کا ذکر کیا گیا ہے اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّ دی توکّلی قدّس سرُہٗ 'احوال و آثار، ص ۳۵ اور ۳۶ پر آپؒ کی بارہ (۱۲) کتب کا ذکر موجود ہے۔ جبکہ راقم (مصنف کتاب حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّ دی توکّلی قدّس سرُہٗ احوال و آثار) کے پاس آپؒ کے بارہ (۱۲) مزید رسائل قلمی صورت میں موجود ہیں۔ اس طرح آپؒ کی کتب اور رسائل کی تعداد چوبیس (۲۴) تک پہنچتی ہے۔ ان میں سے آپؒ کی کتاب ذکرِ خیر کا حال ہی میں سترھواں (۱۷) ایڈیشن طبع ہو چکا ہے۔ ایسے ہی آپؒ کی دیگر آٹھ کتابوں کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ ان کتب کے قبول عام اور بقائے دوام پانے کا یہ ثبوت کافی ہے۔

۵۸۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ میں ص ۲۰۶ اور ۲۰۷۔

۵۹۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّ دی توکّلی قدّس سرُہٗ احوال و آثار، ص ۳۳ شمارہ نمبر ۲۲/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ میں ص ۱۲۸ شمارہ نمبر ۲۱۔

۶۰۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ میں ص ۲۰۶ اور ۲۰۷۔

۶۱۔ ایضاً ص ۲۳ شمارہ نمبر ۶/ مولانا فتح محمد جالندھری م ۱۹۲۸ء کے ترجمہ قرآن مجید بنام ''فتح الحمید'' کا اوّلین ایڈیشن جو تاج کمپنی نے لاہور سے طبع کیا تھا، راقم

Marfat.com

کے خزانة الکتب میں موجود ہے۔

۶۲۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات، ۱۹۹۳ء، ص ۱۹ تا ص ۲۱، مضمون: حضرت قطب الارشادؒ اکابر وقت کی نگاہ میں، تحریر سیّد محمد توقیر احمد اظہر۔ مزید دو آراء درج ذیل ہیں:

(i) حضرت حافظ مولانا جماعت علی شاہ محدث نقشبندیؒ علی پوری کی رائے

حضرت حافظ مولانا جماعت علی شاہ محدث نقشبندیؒ علی پوری (۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء ـــــ ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء) کی رائے:

''حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکّلی رحمۃ اللہ علیہ کی سب کتب نورٌ علیٰ نور ہیں۔ خاص طور سے آپ کی دو کتابیں ذکر خیر اور خیر الخیر۔ میں ان دونوں کتابوں کو سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ انکی برکت سے میں بلاؤں سے محفوظ رہتا ہوں اوران کے نور سے میرا دل پرنور رہتا ہے'' گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

(ii) حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوریؒ کی رائے

حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرق پوریؒ نے اپنے ایک خلیفہ رئیس اچھرہ لاہور مولانا حافظ فتح محمد بانی جامع مسجد و مدرسہ جامع فتحیہ ذیلدار روڈ موضع اچھرہ لاہور کو ان کے خط کے جواب میں لکھا:

''آپؒ نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ آپ کے پاس تشریف لائے ہیں اور آپ نے ان سے درخواست کی کہ وہ آپ کو اپنا فیضان دیں تو انہوں نے آپ کو کہا ہے کہ پہلے آپ اپنے شیخ طریقت حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرق پوریؒ

Marfat.com

سے بذریعہ خط اجازت لے لیجیے۔ اگر انہوں نے اجازت دے دی تو میں آپ کو اپنے فیضان سے مستفیض کروں گا۔

اس بارے میں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ دور حاضر کے مشائخ کے درمیان سورج کی مانند ہیں جبکہ میری مثال ان کے سامنے چاند کی ہے لہٰذا میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ وہ جب آپ کے پاس تشریف لائیں تو آپ میرا یہ خط ان کو دکھا دیجیے اور ان کی خدمت میں کوئی کمی نہ کیجیے اور وہ اگر مہربانی فرمائیں تو ان سے ضرور فیضان حاصل کیجیے۔''

(گفتگو حضرت میاں عزیز الدّین نقشبندی لاہوریؒ م ۱۹۸۰ء، خلیفہ قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ)

۶۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرُّہ احوال وآثار، ص ۳۷
حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م (۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ میں ص ۲۲۸۔

۶۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سرُّہ احوال وآثار، ص ۴۰ اور ۴۳۔

۶۵۔ ایضاً ص ۴۰ اور ۴۳۔

۶۶۔ ایضاً ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ اور ۴۳۔

۶۷۔ ایضاً ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ اور ۴۳۔

۶۸۔ ''ہندوستان میں علوم حدیث اور فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان (حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ) سے ظہور میں آئی ہے ایسی خدمت کسی اور خاندان سے کہاں وقوع میں آئی ہے''۔

(حدائق الحنفیہ: مولوی فقیر محمد جہلمی، ترتیب حواشی وتکملہ؛ خورشید احمد خان

Marfat.com

ایم۔اے، لاہور، طبع سوم، ۱۹۰۶ء کا فوٹو آفسٹ پرنٹ بنام طبع چہارم/ صدی ایڈیشن ص:۴۸۸)

''دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث میں مذہب حنفیہ کے اثبات وترجیح کا وہ طریقہ اور تنقیحات وتشریحات کا وہ انداز جو دارالعلوم دیوبند کا طرّۂ امتیاز ہے اور کم وبیش حنفی مدارس عربیہ کے درس حدیث میں آج بھی مرّوج ومتداول ہے، اسے فروغ دینے میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کا بڑا حصہ ہے''۔

(مجلّہ الرشید ساہیوال، ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، مرتب: سید محبوب رضوی، ص ۴۸)

تیرھویں صدی ہجری کے وسط تک درس حدیث میں صرف حدیث کا ترجمہ اور مذاہب اربعہ کا بیان کر دینا کافی سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب اہل حدیث کی جانب سے احناف پر شدّومد کے ساتھ یہ الزام لگایا گیا کہ ان کا مذہب حدیث کے مطابق نہیں ہے تو حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ اور ان کے بعض تلامذہ نے مذہب حنفی کے اثبات وترجیح پر توجہ فرمائی۔

''دارالعلوم میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، شیخ الہندؒ اور دوسرے حضرات نے اس کو یہاں تک فروغ دیا کہ آج حدیث کی کوئی معروف درسگاہ اس سے خالی نظر نہیں آتی۔''

(مجلّہ الرشید ساہیوال، ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، مرتب: سید محبوب رضوی، ص ۴۸)

راقم کہتا ہے کہ مذہب حنفیہ کے اثبات اور اس کی ترجیح کا طریقہ دراصل حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے شروع نہیں ہوا بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے شروع ہوا ہے۔ جنہوں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فقہ حنفی اور فقہ شافعی میں تطبیق دینے کا رویّہ برطرف کر کے مذاہب اربعہ کے بیان کے ساتھ ان پر مذہب حنفی کے اثبات اور ترجیح کے طریقہ کا آغاز کیا۔

۶۹۔ ملاحظہ ہوں کتب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ خصوصاً:

(۱) فتاویٰ عزیزیہ کے اوپر درج متعلقہ موضوعات کے بارے میں صفحات اور اس کے مختلف فتاویٰ

(۲) تفسیر فتح العزیز پارہ تیسواں تفسیر سورۃ القمر۔

(۳) فتاویٰ عزیزیہ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۸ اور دیگر ان مسائل مذکور بالا سے متعلق صفحات، ایصال ثواب کا شرعی طریقہ: محمد صالح حنفی نقشبندی، لاہور، ۲۰۰۳ء، نوری کتب خانہ، صفحات ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۴۹، ۱۵۷، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۷ اور ۱۷۹

(۴) میزان العقاید (زبید احمد، انگریزی، ص: ۱۱۱)

۷۰۔ مجلہ الرشید ساہیوال: ۱۹۸۰ء، اشاعت خصوصی؛ تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ص ۴۳۔

۷۱۔ رود کوثر: ص ۵۹۳۔

۷۲۔ حدائق الحنفیہ: ص ۴۸۸ بذیل مادّہ ''شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ''۔

Marfat.com

۷۳۔ سیرت یعقوب ومملوک، تصنیف: انوار الحسن شیرکوٹی پروفیسر مولانا، کراچی، ۱۹۸۹ء

مکتبہ دار العلوم کراچی، ص ۶۰۔

۷۴۔ ''مکتب دیوبند کے ذہنی وفکری امام بکل معنی الکلمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نہیں بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ہیں کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ علامہ طاہر کردی شافعیؒ اور حافظ ابن تیمیہؒ کے نظریات سے متاثر ہو گئے تھے اوران کے یہاں کچھ شطحیات وتفرّدات بھی ملتے ہیں۔''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری مجموعہ افادات: انور شاہ کشمیری علّامہ مولانا دیوبندی (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء ـــ ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء)؛ تألیف: احمد رضا مولانا بجنوری نقشبندی مجدّدی، ملتان؛ ۱۹۹۷ء، ادارہ تألیفات اشرفیہ: جلد۱۶، ص ۳۰۹) مزید یہ کہ رودکوثر میں تحریر ہے:

''سوال سوم آنکه عمل تو در مسائلِ فقه بر کدام مذہب است ۔ گفتم بقدر امکان جمع مے کنم در مذاہب مشہور مثلاً صوم و صلوٰۃ و وضو و غسل و حج بوضعے واقعہ مے شود کہ ہمہ اہلِ مذاہب صحیح دانند و عند تعذرا لجمع با قوی مذاہب از روئے دلیل و موافقت صریح حدیث عمل می نمائیم۔''

(رودکوثر: ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، ص ۵۶۲)

ترجمہ: تیسرا سوال یہ کہ مسائل فقہ میں تیرا عمل کس مذہب پر ہے؟ میں نے جواب دیا کہ جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے مذاہب مشہورہ (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں جمع وتطبیق کرتا ہوں مثلاً صوم وصلوٰۃ، وضو، غسل اور حج اس طرح انجام پاتے ہیں کہ یہ سب مذاہب اس کو صحیح سمجھیں اوراگر جمع وتطبیق کرنے میں دشواری

Marfat.com

پیش آئے تو صریح حدیث کی دلیل کی موافقت کی رو سے سب سے زیادہ قوی مذہب کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

''ان کے والد اور چچا دونوں حنفی تھے۔ لیکن ان کے استاد شیخ ابو طاہر مدنی شافعی تھے۔ شاہ صاحبؒ نے دونوں سے فیض حاصل کیا اور دونوں کے اختلاف کو سمجھتے تھے۔ شاہ صاحبؒ کا بس چلتا تو وہ چار مذاہب فقہی یا دو طریقوں کو ملا کر ایک کر دیتے''۔

(رود کوثر: ص ۵۶۲)

۷۵۔ چنانچہ ''تفہیمات'' میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مذاہب امت میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ سب سے زیادہ پیرو بھی انہی کے پائے جاتے ہیں اور تصنیفات بھی انہی کی زیادہ ہیں۔۔۔۔۔ اس وقت جو امر حق ملاء اعلیٰ کے علوم سے مطابقت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں کو ایک مذہب کی طرح کر دیا جائے۔''

(رود کوثر: ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، ص ۵۸۲)

اس موضوع پر احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

''ہم نے مقدمہ انوار الباری ج:۲، ص: ۱۹۴ اور ۱۹۵ میں حضرت شاہ صاحبؒ کی اس تحریر کا بھی ذکر کیا ہے جو خدا بخش لائبریری پٹنہ میں صحیح بخاری کے ایک نسخہ پر ہے۔ اس پر حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے ہاتھ سے اپنی سند امام بخاری تک لکھ کر اپنے تلمیذ حدیث محمد بن پیر محمد کو اجازت روایت حدیث دے کر آخر میں اپنے نام کے ساتھ کلمات ذیل لکھے ہیں:

Marfat.com

"(انا المسمّٰی ولی اللّٰہ)العمری نسباً، الدہلوی وطناً، الاشعری عقیدۃً، الصوفی طریقۃً، الحنفی عملاً، الحنفی و الشافعی تدریساً۔ ۲۳ شوال ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء"۔

ترجمہ: میں مسمّٰی ولی اللہ نسباً فاروقی، وطناً دہلوی، عقیدۃً اشعری، طریقۃً صوفی، عملاً حنفی اور تدریساً حنفی اور شافعی ہوں۔ ۲۳ شوال ۱۱۵۹ھ/۱۷۵۲ء۔

آپؒ (شاہ ولی اللہ) کی وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں ہوئی ہے۔ ولادت ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کی ہے۔ اس میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی وفات ۱۱۷۶ھ سے ۲۶ سال پہلے ۱۱۵۹ھ میں "الحنفی عملاً" لکھ کر اپنے آخری مختار مسلک کو واضح کر دیا ہے تاہم تدریساً حنفی وشافعی اور عقیدۃً اشعری کا رجحان بھی ظاہر کیا ہے۔ جبکہ درس حدیث وفقہ واصول فقہ میں تو سب ہی محدثین و محققین کا طریقہ چاروں مذاہب کا بیان اور دلائل کا ذکر رہا ہے۔ حنفی کے ساتھ صرف شافعی کا ذکر کیوں کیا گیا؟ اور حنفیہ کی اکثریت ماتریدی نظریات کی قائل ہے، اشعری اکثر شافعیہ ہیں۔

ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو دو سال ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء و بعد حرمین شریفین میں گزارے ہیں، اور وہاں شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی شافعیؒ سے تلمذ و استفادہ کیا ہے، اس سے آپؒ کے رجحانات شافعیت کی طرف ہوئے ہیں، ورنہ آپؒ کے آباؤ اجداد (حضرت شاہ عبدالرحیمؒ وغیرہ) سب بکل معنی الکلمہ حنفی تھے۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری مجموعہ افادات: انور شاہ کشمیری علّامہ مولانا دیوبندی

جلد ۱۹، ص ۴۸۳، ۴۸۴)

۷۶، ۷۷۔ ''مکتب دیوبند کے ذہنی وفکری امام بکل معنی الکلمہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نہیں بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ہیں کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ علامہ طاہر کردی شافعیؒ اور حافظ ابن تیمیہؒ کے نظریات سے متاثر ہو گئے تھے، اور ان کے یہاں کچھ شطحیات وتفردات بھی ملتے ہیں۔''

(انوارالباری شرح بخاری جلد ۱۶، ص ۳۰۹: جیسا کہ حاشیہ نمبر ۶۸ پر پہلے مذکور ہوا)

''ہمارے اکابر میں سے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مطالعہ بھی بقول علامہ محمد زاہد الکوثری کے کتبِ متقدمین کا کم تھا، اور علامہ ابن تیمیہ سے کچھ متاثر بھی زیادہ ہو گئے تھے، اس لئے مداح رہے۔''

(انوارالباری شرح صحیح البخاری مجموعہ افادات مولانا انور شاہ کشمیری مرتب احمد رضا بجنوری، ج ۱۸ ص ۳۲۶)

دوسری بات یہ کہ اشعری ہونے کے ساتھ آپؒ اسی زمانہ قیام حرمین شریفین میں شیخ ابوطاہر کردی کے والد شیخ ابراہیم کردیؒ کی کتابیں پڑھ کر حافظ ابن تیمیہؒ سے بھی قریب ہو چکے تھے اور ان کے خیالات سے اتنے متاثر ہو گئے تھے کہ ان کی بعض عبارتیں بعینہ اپنی کتابوں میں بغیر حوالہ کے نقل کرتے ہیں اور ان کی طرف سے دفاع کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ جس طرح شیخ ابراہیم کردیؒ بھی علامہ ابن تیمیہؒ کا دفاع کیا کرتے تھے اشعری بھی ہونا اور ابن تیمیہ کی سلفیت کو بھی سراہنا ایک دوسرے کی ضد ہے۔ جیسا کہ ابوزہرہ کی کتابِ تاریخ المذاہب کے ص ۲۱۵، ۲۲۲ حصہ اوّل کے مطالعہ سے بھی واضح ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حافظ ابن تیمیہؒ کی ان کتابوں

کا مطالعہ نہیں کیا تھا جن میں انہوں نے اشاعرہ کے خلاف مسلک اختیار کیا ہے اور ایسا انہوں (ابن تیمیہؒ) نے قاضی ابویعلیٰ حنبلیؒ م ۴۵۷ھ اور ابنالزاغونی الحنبلیؒ م ۴۲۷ھ وغیرہ کی اتباع میں کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن الجوزی حنبلیؒ م ۵۹۷ھ نے مکمل ومدلّل تحقیق سے اپنے رسالہ ''دفع شبهة التشبيه والرد على المجسمة'' میں درج کیا ہے۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص ۴۸۴ بحوالہ السیف الصقیل، ص: ۱۶۷)

''حضرت شاہ صاحبؒ فروع ومعتقد (فروعی مسائل اور عقائد) میں حنفی المسلک تھے اور توحید شہودی کے بارے میں حضرت مجددؒ کے ہم خیال تھے۔ علم و حدیث وفلسفہ بھی اپنے شہر کی روایات کے مطابق حاصل کیا تھا، مگر جب وہ حجاز تشریف لے گئے۔ اصول ستہ (کتب صحاح ستہ) مدینہ طیبہ میں شیخ ابوطاہر بن ابراہیم کردی شافعیؒ سے پڑھیں۔ ایک مدّت ان کے پاس رہے اور ان کے والد ابراہیم کردیؒ کی کتابوں کا بھی گہرا مطالعہ کیا جن میں حشویہ، اتحادیہ، فلاسفہ و متکلّمین کی متنوعہ آراء وافکار کو ایک ساتھ جمع کرنے کی سعی کی گئی تھی وہ فقہ و تصوف میں ان ہی کے مسلک کی طرف مائل ہو گئے۔ پھر جب واپس ہندوستان لوٹے تو فقہ وتصوّف اور اعتقاد میں اپنے خاندانی مسلک ومشرب سے الگ ہو چکے تھے اور توحید وجودی کے بھی قائل ہو گئے تھے۔''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص ۴۸۴)

حضرت شاہ صاحبؒ کے تلمیذ رشید شیخ معین الدین سندھیؒ نے بھی ابن تیمیہؒ کے ردّ میں کافی لکھا ہے۔ واضح ہو کہ علامہ ابن تیمیہؒ کی بہت سی کتابیں صدیوں تک مستور رہیں اور اب وہ شائع ہو گئی ہیں۔ پھر بھی کچھ کتابیں قلمی ہیں جن کا مطالعہ علامہ محمد زاہد الکوثریؒ حنفی مصری م ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۱ء صاحب مقالات کوثری

Marfat.com

اور حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی ؒ نے کیا تھا۔ مثلاً اساس التقدیس للرازی کے ردّ میں جو رسالہ التاسیس فی رد اساس التقدیس لکھی تھی جو ضمن مجموعہ "الکواکب الدراری "کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں (شمارہ ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ پر) موجود (اور شامل) ہے۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص ۴۸۴)

اسی طرح ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ (حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری) بھی باوجود اعتراف کمالات کے ابن تیمیہؒ کے بہت سے تفرّدات پر نقد شدید کیا کرتے تھے۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص ۴۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ کا ذکر خیر علامہ محمد زاہد الکوثری ؒحنفی مصری م ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء صاحب مقالات کوثری نے "حسن التقاضی فی سیرة الامام ابی یوسف القاضی" ص ۹۵ تا ص ۹۹ میں تفصیل سے کیا ہے۔ آپؒ نے لکھا کہ ان (شاہ ولی اللہ) کی کتابوں میں مفید علمی مباحث کے ساتھ کچھ تفرّدات بھی ہیں، جن کی متابعت صحیح نہ ہوگی۔ ہندوستان میں علم حدیث کی شوکت و عظمت بڑھانے میں ان کی خدمت قابل قدر ہے مگر بعض ناصواب امور سے صرف نظر بھی نہیں کی جاسکتی۔ فروع و اعتقاد (فروعی مسائل اور عقائد) کی رو سے آپؒ کی نشو و نما مذہب حنفی اور حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی معرفت حقّہ کے مطابق ہوئی تھی مگر جب آپؒ نے مدینہ طیبہ میں اصول ستہ شیخ ابوطاہر بن ابراہیم کورانی شافعیؒ سے پڑھیں۔ ان کی خدمت میں ایک مدّت رہے اور ان کے والد کی کتابیں مطالعہ کیں تو ان ہی کے فقہ و تصوّف کا رنگ اختیار کر لیا۔ پھر جب ہندوستان لوٹے تو اپنے اہل بیت و خاندان کے تصوّف و فقہ و اعتقادی مشرب سے ہٹ

Marfat.com

گئے تھے۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۱۹، ص: ۴۸۵)

حضرت شاہ صاحبؒ موصوف نے متون اصول ستہ کے لئے اعتناء واہتمام اس درجہ کیا کہ ان کی اسانید میں نظر کرنے کی ضرورت باقی نہ رکھی، حالانکہ اہل علم کے لئے وہ بہت ضروری ہے، حتی کہ صحیحین میں بھی اور ان سے زیادہ سنن میں فروع کے لئے اور باب الاعتقاد میں تو ترک نظر فی الاسانید کو درست کہا ہی نہیں جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے اسی طرز فکر نے ان کو اصول مذاہب فقہاء و مسانید ائمہ کے بارے میں آزاد اور جری کر دیا تھا جبکہ ان کے اس طرح کے فیصلوں کے لئے تاریخ و تحقیق اہل الشان (متقدمین) کے مقابلے میں کوئی پیش رفت ممکن نہیں۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۱۹، ص: ۴۸۵)

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر متقدمین کی کتابوں پر نہ تھی، جن میں ہمارے ائمہ متقدمین کے اصولِ مذاہب درج ہوئے ہیں نہ ان کو ایسی کتابیں مل سکیں تھیں۔ مثلاً عیسیٰ بن ابان کی الحجج الکبیر والصغیر، ابوبکر رازی کی الفصول فی الاصول، اتقانی کی الشامل اور شروح کتب ظاهر الروایة جن میں ہمارے ائمہ سے بکثرت اصولِ مذاہب نقل کئے گئے ہیں۔ لہٰذا اس موضوع میں شاہ صاحبؒ کی رائے پر اعتماد صحیح نہیں ہو سکتا اور نہ ان کی یہ بات اصولِ مذاہب ائمہ مجتہدین کے بارے میں صحیح ہے کہ وہ متاخرین کے ساختہ پرداختہ ہیں۔ متقدمین سے منقول نہیں ہیں۔

(انوار الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۱۹، ص: ۴۸۵)

Marfat.com

''اسی ضمن میں حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ ایسے متقدم کی مرویات (جو چشمہ صافی عہد رسالت وصحابہ سے قریب تر تھے) وہ تو مکدر ہو گئیں اور متاخرین کی مرویات جو موارد کدرہ سے سیراب تھیں وہ صافی اور بے عیب قرار پائیں۔''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص ۴۸۵)

احمد رضا بجنوری دیوبندی تلمیذ مولانا انور کشمیریؒ لکھتے ہیں:

''مندرجہ بالا امور کو ہم نے کسی قدر تفصیل و وضاحت کے ساتھ صرف اس لئے بیان کیا ہے تا کہ یہ بات اچھی طرح روشن ہو جائے کہ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے متبعین کے نظریات جمہور و سلف کے نظریات ۔۔۔۔۔ سے الگ ہیں۔ اور ان کے بیسیوں مسائل اسی طرح ہم سے الگ ہیں۔ یہ سب امور چونکہ اب تک صرف عربی کتابوں میں ہیں اس لئے غیر علماء ان سے کم واقف ہیں۔ اسی لئے وکلاءِ سلفیین کو موقع ملا ہے کہ وہ اس اختلاف کو بہت ہلکا اور غیر اہم باور کرانے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اور اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے حضرت تھانویؒ نے کئی جگہ اس کی صراحت کی ہے کہ ہمارا سلفیوں اور غیر مقلدوں سے اختلاف صرف فروعی مسائل میں نہیں ہے، بلکہ اصول وعقائد میں بھی ہے۔

اور حضرت شاہ عبد الغنی مجددیؒ نے سید احمد حسن عرشی قنوجیؒ (برادر نواب صدیق حسن خان) کو سند حدیث دی تو اس میں لکھا کہ:

''ان پر واجب وضروری ہے کہ وہ اللہ کے مقبول بندوں صوفیہ وفقہاء ومحدثین کے راستے پر چلیں جو راہ مستقیم پر قائم رہے ہیں، ابن حزم وابن تیمیہ جیسوں کی اتباع نہ کریں۔''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۸، ص ۳۱۶)

Marfat.com

مزید یہ کہ حضرت علاّمہ محدّث مفتی صدر الدین صاحبؒ (آزردہ) اور حضرت مولانا عبد الحیٔ لکھنویؒ نے بھی علاّمہ ابن تیمیہؒ کے ردّ میں تصانیف لکھیں اور ہمارے اکابر دیو بند میں سے حضرت سیّد انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی علامہ (ابن تیمیہ) کے تفردات کا ردّ کیا کرتے تھے۔ جبکہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے استواء علی العرش وغیرہ کئی مسائل میں ابن تیمیہ کا ردّ وافر کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو بوادر النوادر وغیرہ)، (انوار الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۸، ص ۳۱۶)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ایک مکتوب میں راقم الحروف کو لکھا تھا کہ حافظ ابن تیمیہ کے متعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کا تشدّد تو مجھے خوب معلوم ہے لیکن راقم (محمد زکریاؒ) کی کتاب: بذل المجھود فی شرح سنن ابی داؤد میں ابن تیمیہ کے بارے میں کہیں کہیں ''شیخ الاسلام'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے اس کی وجہ سے مجھے کئی بار ڈانٹا حالانکہ ابن تیمیہ کے بارے میں اس لفظ یعنی ''شیخ الاسلام'' کا استعمال میرا اپنا نہیں تھا بلکہ میرے شیخؒ (مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت) کا تھا۔ بہر حال حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تو ان کے بارے میں بہت زیادہ متشدّد تھے۔''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۸، ص ۳۱۶، ۳۱۷)

۷۸۔ حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی ابن تیمیہ پر برملا تنقید

حاشیہ نمبر ۷۰۔۷۱ میں مذکورہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

انوار الباری شرح صحیح البخاری سے مزید عبارات درج ذیل ہیں:

(۱) ہندوستان میں صرف حضرت شاہ ولی اللہؒ علاّمہ ابن تیمیہ سے کچھ متاثر ہوئے

Marfat.com

تھے کیونکہ ان کے مطالعہ میں ابن تیمیہ کی بہت سی تصانیف نہ آسکی تھیں، پھر حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ان کی کتاب منہاج السنہ وغیرہ پر سخت تنقید کی۔

(انوارالباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۸، ص: ۳۱۶)

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا کہ حضرت والد صاحب (شاہ ولی اللہؒ) کے مطالعہ میں ابن تیمیہ کی وہ کتابیں نہیں آئی تھیں جو بعد کو ظاہر ہوئیں (یعنی منہاج السنہ)۔ اس لئے آپؒ نے ان (ابن تیمیہ) کا دفاع کیا تھا اور (شاہ عبدالعزیزؒ نے) لکھا کہ ان (ابن تیمیہ) کی منہاج السنّہ کا مطالعہ کر کے تو مجھے نہایت وحشت ہوئی ہے۔

(انوارالباری شرح صحیح البخاری؛ جلد ۱۹، ص: ۴۷۳)

(۳) ''ہم نے صرف بجز افراد کی بات اس لئے کہی ہے کہ علامہ ذہبی جیسے مدّاحِ ابن تیمیہ اور ابن رجب جیسے تلمیذِ ابن تیمیہ بھی ان سے اختلاف ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ بقول حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صرف علامہ ابن القیّم ایسے رہ گئے جنہوں نے اپنے استاد کی ہر مسئلہ میں تصویب وتاویل کی کوشش کی ہے مگر ان کی تاویلات کو علماءِ امّت نے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔''

(انوارالباری شرح صحیح البخاری؛ ج ۱۸، ص: ۳۱۸)

(۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

''ابن تیمیہ کا کلام ''منہاج السنّہ'' وغیرہ کتابوں کے بعض مواضع میں بہت زیادہ موحش (وحشت انگیز) ہے۔ خاص طور سے تفریط حق اہل بیت اور زیارۃ نبویہ سے منع کرنا، غوث، قطب، ابدال کا انکار اور تحقیر صوفیہ وغیرہ امور، اور ان مضامین کی نقول

Marfat.com

میرے پاس موجود ہیں۔ ان کے زمانہ میں ہی بڑے بڑے علماءِ شام ومصر ومغرب نے ان کے تفردات کا رد کیا تھا۔ پھر ان کے شاگرد ابن القیم نے ان کے کلام کی توجیہہ کے لئے بہت کوشش کی لیکن علماء نے اس کو قبول نہیں کیا حتیٰ کہ مخدوم معین الدین سندھی نے میرے والد ماجد (شاہ ولی اللہؒ) کے زمانہ میں ہی ابن تیمیہ کے ردّ میں مستقل رسالہ لکھا تھا۔ جبکہ ان کے تفردات علماءِ اہل سنّت کی نظر میں مردود ہی تھے تو ان کی مخالفت اور ردّ وقدح پر طعن کرنے کا کیا موقع ہے؟''

(انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ ج ۱۳، ص: ۱۷۹ سے ۲۵۲ تک عقائد حافظ ابن تیمیہ کے بارے میں اکابر امّت کی رائیں/ انوار الباری شرح صحیح البخاری؛ ج ۱۳، ص: ۱۹۳ اور ۲۴۳)

☆☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی علمی، فکری، مجتہدانہ اور مجدّدانہ شخصیت کے بارے میں بحث وتحقیق کیلئے ملاحظہ کیجئے راقم کا تحقیقی مقالہ بعنوان:۔

حکیم الامت امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مقام ومرتبہ

۷۹۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سرّہٗ احوال وآثار، ص: ۳۸، ۳۹۔

۸۰۔ ایضاً ص ۴۸۰۔

۸۱۔ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ: عبدالمجتبیٰ مولانا رضوی، لاہور، ۱۹۸۹ء، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز اردو بازار: ص: ۳۶۹۔

۸۲۔ سیرت یعقوب ومملوک ص ۲۲/ مجلّہ الرشید ساہیوال ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی: تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ص: ۲۳۰۔

Marfat.com

۸۳۔ ''حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے ہجرت فرمانے کے بعد ان کی جانشینی کا فخر شاہ عبدالغنیؒ (۱۲۳۵ھ/ ۱۸۱۹ء ــ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کو حاصل ہوا'' شاہ عبدالغنیؒ کا سلسلہ تلمذ دو طریق سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ تک پہنچتا ہے:

(الف) شاہ عبدالغنی مجددیؒ نے حدیث کی کچھ کتابیں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابوسعید مجدّدی دہلویؒ سے پڑھیں جو شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔

(ب) حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے حدیث کی باقی کچھ کتابیں (خصوصاً صحیح امام بخاری) حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ سے پڑھیں۔

(سیرت یعقوب ومملوک، ص ۳۶/ مجلّہ الرشید ساہیوال ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، ص: ۴۳)

۸۴۔ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے نواسے اور ممتاز شاگرد تھے۔ انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے سامنے بیس (۲۰) سال تک طلبہ کو حدیث کا درس دیا۔ ۱۸۲۳ء میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ نے انتقال سے پہلے اپنا مدرسہ رحیمیہ شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے سپرد فرما کر انہیں اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا۔ ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۳ء سے ۱۲۵۷ھ/ ۱۸۴۱ء تک اٹھارہ (۱۸) سال اس مدرسہ میں شاہ محمد اسحاق دہلویؒ نے علم حدیث کی نشر و اشاعت کی خدمات انجام دیں۔ ان کے علمی فیض سے تقریباً سارا ہندوستان مستفیض ہوا۔ مشکوۃ المصابیح کا اردو میں ترجمہ فرمایا جس کو ان کے ایماء پر ان کے شاگرد رشید مولانا قطب الدین خان صاحب نے شرح کی صورت میں منتقل کر دیا ہے۔ جو ''مظاہر حق'' کے نام سے موسوم ہے۔

(مجلّہ الرشید ساہیوال ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر ص: ۴۳)

Marfat.com

۸۵۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ حضرت شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے شاگرد خاص اور جانشین تھے جبکہ شاہ عبدالغنی مجدّدیؒ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلویؒ کے شاگرد خاص اور جانشین تھے۔ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلویؒ حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے نواسے، شاگرد خاص اور جانشین تھے۔ جیسا کہ حاشیہ نمبر ۷۶، ۷۷ اور ۷۸ میں ذکر ہو چکا ہے اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے شیخ طریقت حضرت شاہ آل رسول مارہرویؒ (۱۲۰۹ھ/ ۱۷۹۵ء۔ ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء) حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کے شاگرد خاص تھے۔

(تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ: عبدالمجتبیٰ مولانا رضوی، لاہور، ۱۹۸۹ء، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز اردو بازار: ص: ۳۶۹)۔

۸۶۔ حاشیہ نمبر ۸۲ اور ۸۳ کے مطابق دارالعلوم دیوبند کے مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کی سند حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ تک پہنچتی ہے اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی کے بانی و مہتمم مولانا احمد رضا خانؒ کے شیخ طریقت حضرت شاہ آل رسول مارہرویؒ براہ راست حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد خاص تھے۔ اس طرح ان دونوں کے اکابر حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ کی پیروی میں حنفی المذہب اور ماتریدی العقائد تھے۔ دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی، دونوں مدارس کا نصاب تعلیم یکساں تھا۔ جسے مولانا نظام الدین انصاری سہالویؒ (م ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء) بن مولانا قطب الدین شہید انصاری سہالویؒ (م ۱۱۰۳ھ/ ۱۶۹۱ء) نے ترتیب دیا تھا۔

(تذکرہ علمائے ہند: مولوی رحمان علی، ترتیب و ترجمہ: مولوی محمد ایوب قادری،

ص:۵۲۶)اس ضمن میں یہاں محمد ایوب قادری کا نوٹ بھی درج کیا جاتا ہے:
''مولانا شبلی نعمانیؒ کی تحقیق کے بموجب درسِ نظامیہ ان ہی مُلاّ نظام الدینؒ کے نام منسوب ہے''۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(۱) احوال علمائے فرنگی محل،ص:۹۔۱۰ ، ۷۷
(۲) مقالات شبلی،جلد سوم،ص:۹۱۔۱۰۱ ، ۱۱۴۔۱۱۶
(۳) مآثر الکرام دفتر اوّل،ص:۲۲۰۔۲۲۴
(۴) حدائق الحنفیہ،ص:۴۴۵
(۵) سبحة المرجان،ص:۹۴
(۶) ابجد العلوم،ص:۹۱۱

اس رو سے درس نظامی کی کتب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ صرف عربی: میزان الصرف،منشعب میزان،صرفِ میر،پنج گنج،زبدہ،فصول اکبری،شافیہ
۲۔ نحو عربی: نحو میر ، شرح مائۃ عامل، ھدایۃ النحو ، کافیہ،شرح جامی
۳۔ منطق: صغریٰ،کبریٰ،ایسا غوجی،تہذیب،شرح تہذیب،قطبی مع سلم العلوم
۴۔ حکمت: میبذی،ملاّ صدرا،شمس بازغہ
۵۔ ریاضی: خلاصۃ الحساب،تحریر اقلیدس مقالۂ اوّل،تشریح الافلاک،رسالہ قوشجیہ، شرح چغمینی باب اوّل
۶۔ بلاغت: مختصر معانی، مطوّل تاماانا قُلتُ
۷۔ فقہ: شرح وقایہ اوّلین و آخرین،ھدایہ اوّلین و آخرین
۸۔ اصول فقہ: نور الانوار ، توضیح وتلویح،مسلم الثبوت (مبادی کلامیہ)

Marfat.com

۹۔ کلام: شرح عقائد نسفیؒ، شرح عقائد جلالیؒ، میر زاہد، شرح مواقف

۱۰۔ تفسیر: جلالین، بیضاوی

۱۱۔ حدیث: مشکوٰۃ المصابیح، (اسے دورہ موقوف علیہ بھی کہتے ہیں اس کے بعد دورۂ حدیث ہوتا ہے) (رود کوثر: ص ۶۰۵ اور ص ۶۰۶)

مولوی ابوالحسن ندویؒ اس نصاب کو درج کر کے لکھتے ہیں:

''اس کے بانی ملاّ نظام الدّینؒ تھے انہوں نے اس کی بنیاد ایسے زبردست ہاتھوں سے رکھی کہ باوجود امتداد زمانہ آج تک اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ''درس نظامی'' کی پائیداری کی وجہ اس کی خوبیوں سے زیادہ کچھ تو علمائے فرنگی محل کا اثر واقتدار تھا اور کچھ علمائے متاخرین کی عقیدت مندانہ روش تھی۔ ظاہر ہے کہ جس نظام کے ماتحت علماء نے خود تعلیم پائی ہو اس سے انہیں انس ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ علماء نے کوئی ایسا مجتہد ابھی تک پیدا نہیں کیا تھا جو پرانے عربی مدرسوں کے نصاب میں مناسب تبدیلیاں کر کے اسے تبدیل شدہ حالات کے مطابق مفید بنا دے۔''

(رود کوثر: ص ۶۰۵ اور ص: ۶۰۶)

شاہ سلیمانؒ سجادہ نشین پھلواری شریف کا تو خیال ہے کہ ''درس نظامی ایک خودرو نظام تعلیم ہے، جس کا ہیولیٰ ملاّ فتح اللہ شیرازیؒ نے ترتیب دیا اور جس پر بعد میں اضافہ ہوتا رہا۔''

(رود کوثر: ص: ۶۰۶)

لیکن راقم کے نزدیک شاہ سلیمان پھلواریؒ کا یہ خیال باطل ہے کیونکہ میر فتح اللہ شیرازی کے بارے میں درج عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ میر فتح اللہ شیرازیؒ (م ۹۹۷ھ/ ۱۵۸۸ء) شیعہ مذہب رکھتے تھے اور بزرگان شیراز میں سے تھے۔ جمیع علوم عقلی و نقلی، حکمت، ہیئت،

Marfat.com

ہندسہ، نجوم، رمل، حساب، طلسمات، نیرنجات اور جر اثقال خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ اکبر بادشاہ کی ملازمت میں آئے، عضدالملک خطاب پایا، کشمیر میں فوت ہوئے اور تخت سلیمان میں دفن ہوئے۔ انہوں نے حسب ذیل تین ایجادات کی تھیں جو عجیب وغریب تھیں۔

(۱) ایک چکی جو ازخود حرکت کرتی اور آٹا پیستی تھی۔

(۲) ایک آئینہ تھا جس میں دور اور نزدیک سے عجیب وغریب شکلیں دکھائی دیتی تھیں

(۳) ایک بندوق تھی جو ایک ہی گردش میں بارہ آوازیں دیتی تھی۔

(تذکرہ علمائے ہند: ص:۲۷۳ ملتقط)

حقیقت یہ ہے کہ درس نظامی برصغیر پاک و ہند میں احناف کے جملہ مدارس میں بطور نصاب تعلیم رائج ہے اور وہ مدارس نظامیہ کے نام سے معروف ہیں۔ اگر درس نظامی کے نصاب ساز میر فتح اللہ شیرازی ہوتے تو فقہ جعفریہ/فرقہ شیعہ کے مدارس میں جو نصاب رائج ہے وہ بھی درس نظامی کے نام سے معروف ہوتا اور ان کے مدارس بھی مدارس نظامیہ کہلاتے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

۸۷۔ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ: عبدالمجتبیٰ مولانا رضوی، لاہور، ۱۹۸۹ء، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز اردو بازار: ص ۳۵۹، حاشیہ نمبر۱، بحوالہ تذکرہ علمائے اہلسنت: محمود احمد مولانا قادری مظفر پوری، ص:۱۴۱ اور ۱۴۲۔

۸۸۔ ایضاً ص ۳۶۹۔

۸۹۔ ایضاً ص: ۳۶۰ بذیل حاشیہ صفحہ نمبر ۳۵۹ اور ص: ۳۵۹/ رودکوثر؛ ص: ۵۸۷ تا ۵۹۵۔

۹۰۔ فاروق طریقت؛ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ (۱۹۱۵ء ---- ۱۹۸۱ء) حیات ــ آثار ــ تعلیمات، گوجرانوالہ، ۱۹۹۰ء؛ حبیب اکیڈمی، ۱۶۷/بی

Marfat.com

سیٹلائٹ ٹاؤن، ص:۱۱

۹۱۔ تذکرہ علمائے ہند: رحمان علی مولوی ترتیب و ترجمہ محمد ایوب قادری، کراچی ۱۹۶۱ء، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ص ۲۴۸ حاشیہ نمبر ا بذیل مادّہ ''تلامذہ مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی''۔

۹۲۔ فاروق طریقت: حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ (۱۹۱۵ء ......۱۹۸۱ء) حیات ـ آثار ـ تعلیمات، گوجرانوالہ، ۱۹۹۰ء؛ حبیب اکیڈمی، ۱۶۷/ بی] سیٹلائٹ ٹاؤن، ص:۱۲، ۱۳۔

۹۳۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ۔

۹۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سرّہٗ احوال و آثار ص:۵۰، ۵۲ تا ص:۶۴، بذیل عنوان تجدید طریقہ مجدّدیہ اور تسہیل مراتب سلوک۔

۹۵۔ ملاحظہ فرمایئے حاشیہ نمبر ۶۲۔

۹۶۔ **(الف)**

آپؒ کے وصال کا وقت ۲۱ اور ۲۲ رمضان کی درمیانی رات کو ۳:۳۰ (ساڑھے تین بجے) ہے۔قمری سال کی رو سے ۲۱ رمضان کے دن عصر کی نماز کے بعد اگلی تاریخ یعنی ۲۲ رمضان شروع ہوجاتی ہے شمسی سال کی رو سے رات کے ۱۲:۰۰ (بارہ بجے) اگلا دن اوراگلی تاریخ شروع ہوجاتے ہیں چنانچہ ۲۲ رمضان مطابق ۱۳ جولائی دونوں ۲۱ اور ۲۲ رمضان جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات کو ۱۲ (بارہ) بجے شروع ہو چکے تھے۔اس لحاظ سے اور شمسی و قمری سال کی تقویم کی مشہور تحقیقی تصنیف ''تقویم تاریخی'' از مولانا عبدالقدوس ہاشمی سے استفادہ کیا گیا اور گریگوری (Gragory) کیلنڈر سے بھی استفادہ کیا گیا۔

Marfat.com

(ب)

(i)۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ نے اپنے پیشوا کے سالانہ عرس کے لئے ۲۱ رمضان کی تاریخ رکھی اور التزام کیا کہ ۲۱ اور ۲۲ رمضان کی درمیانی شب پوری طرح مراقبات، بیداری اور وعظ و تبلیغ میں گزرے۔ اس کا مقصد اس خاص وقت ۳:۳۰ (ساڑھے تین بجے) شب کو ملحوظ رکھنا تھا جس وقت خواجہ صاحب کا وصال ہوا تا کہ حقیقت شیخ جس کا فیضان اس خاص وقت میں عود کرتا ہے نظر انداز نہ ہوجائے۔ شیخ محمد بن حسن محمد چشتیؒ (م ۹۵۶ھ ــ ۱۰۴۰ھ) نے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معاصرین میں شمار ہوتے ہیں، اپنی کتاب آداب الطالبین (فارسی) طبع دہلی ۱۳۱۱ھ مطبع مجتبائی کے اردو ترجمہ از ڈاکٹر بشیر حسین مرحوم طبع لاہور ۱۹۸۲ء ص: ۶۳ پر یہ لکھا ہے کہ عرس کے انعقاد کے لئے اس وقت کی تلاش اور اس کا اہتمام ضروری ہے جس میں کوئی بزرگ فوت ہوئے ہوں کیونکہ اس خاص وقت وصال پر اس بزرگ کی روح پر فیضان قبول، جناب بارگاہ الٰہی سے عود کرتا ہے۔ اس بارے میں شیخ محمد بن حسن چشتی کے الفاظ یہ ہیں:

> ’’اپنی طاقت کے مطابق اور بغیر کسی نقصان کے مشائخ کے عرس بھی کرے۔ اگر عرس کیلئے دن مقرر کرنا مشکل ہو تو جس دن بھی آسانی سے کرسکتا ہو عرس منائے۔ جب وہ عرس کی ضیافت کے اہتمام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے یوم وفات کو معلوم کرنے کی پوری کوشش کرے اور اس لمحہ کے بارے میں بھی پوری جستجو اور احتیاط برتے جس میں ان کی روح نے پرواز کی‘‘
>
> (آداب الطالبین اردو ترجمہ ص ۶۳)

(ii)۔ کسی ولی اللہ پر اس کی وفات کے وقت جن اسماء وصفات الٰہیہ کا فیضان ذات الٰہی سے آتا ہے اور اس کو ڈھانپ لیتا ہے اسے حقیقت شیخ کہتے ہیں۔ جن اسماء وصفات الٰہیہ کا اس وقت ورود ہوتا ہے اس شیخ کے مبادی تعینات کہلاتے ہیں۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو گذشتہ صفحات میں سے صفحہ نمبر چودہ (۱۴) پر مذکور سات (۷) سالہ طویل پریشانی جس وجہ سے پیش آئی وہ بھی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہؒ کی وفات ۴ اگست ۱۸۹۷ھ کے بعد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سے ان کے شیخ کی حقیقت/حقیقت شیخ کا غائب ہونا ہے چنانچہ اس کی توضیح میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ملفوظات موسوم بہ حیٰوۃ الرّوح کے صفحہ ۱۸ سے ملفوظ نمبر ۳۷ میں مندرج آپؒ کا ارشاد مبارک ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''ایک روز ارشاد ہوا کہ جس روز پیشوا کا وصال ہوتا ہے۔ اس روز ہر ایک مرید پر خواہ دور ہو یا قریب، حاضر ہو یا غائب ہو۔ اس کی عقیدت ومحبت کے مطابق یا حصول مقامات کے موافق پیر کی نسبت سے ایک خاص فیضان جس کو ''حقیقت شیخ'' سے موسوم کرتے ہیں سب مریدوں پر پڑتا ہے۔ یہی فیضان عمر بھر بلکہ قیامت کے دن اور بہشت میں مرید کے تمام معاملات ظاہری وباطنی کا ہر طرح سے کفیل رہتا ہے۔ بشرطیکہ مرید اس کی نگہداشت سے کسی بھی وقت غافل نہ ہو۔ جو مرید اس کی حفاظت پوری رکھے اس کے تمام معاملات کی کل

Marfat.com

سیدھی ہو جاتی ہے۔ جو مرید اس فیضان کی طرف متوجہ نہ ہو، دوسرے کاموں میں متوجہ ہو اور پیشوا کی حضوری کے بغیر مزے اور عافیت تلاش کرے تو وہ طرح طرح کی الجھنوں اور تکلیفوں میں پھنس کر ہمیشہ مبتلائے رنج و آلام رہتا ہے۔ اس کے تمام معاملات درہم و برہم ہو جاتے ہیں۔ کسی وظیفے اور کسی عمل سے بھی اس کی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ ہم نے اس غلطی میں سات برس سخت پریشانی میں گزارے۔ بغداد شریف تک پھرے مگر کہیں بات نہ بنی۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل و احسان کیا کہ حضرت مرشد خواجہ پاک انبالوی قدّس سرُّہٗ کی روح مبارک نے یہ معاملہ کھولا اور ہم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسی روز سے معاملہ بدل گیا، اور اور ہی رنگ ہو گیا۔

حق سبحانہٗ کا فرمان سچا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حتّٰی یُغَیِّرُوا ما بِأنفُسِہِمْ

(سورۃ الرعد: ۱۳ : ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو خود تبدیل نہ کرے۔

(حیوٰۃ الرّوح: ص: ۱۸، ملفوظ نمبر ۷۳)

(ج)

چنانچہ جس لحاظ سے حضرت قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ نے عرس کی تاریخ ۲۱ رمضان رکھی وہ یہی لحاظ ہے اور اس کی رو سے یہی تاریخ یعنی

Marfat.com

۲۱ رمضان ہی معتبر ہے۔ عمومی رواج کے تحت تعیین تاریخ کا جو قاعدہ تقویم کی کتب میں مذکور ہے اس کے مطابق یہ تاریخ ۲۲/ رمضان بنتی ہے۔

۹۷۔ ہفت روزہ سراج الاخبار جہلم ایڈیٹر مولانا فقیر محمد جہلمی شمارہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۷ھ ،ص ۴ ''قصیدہ فراق محبوب''، مشتمل بر ۱۵۶ اشعار موجود فی خزانۃ الکتب پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر۔

۹۸۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکلی قدّس سرّہٗ احوال و آثار، ص ۲۴/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات تحقیقی مقالہ، ص ۱۲۲ اور ۱۲۳۔

۹۹۔ ایضاً ص ۶۹/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص ۱۳۱ اور ۱۳۲۔

۱۰۰۔ ایضاً ص ۶۹/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص ۱۳۲۔

۱۰۱۔ ایضاً ص ۶۹/ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ، ص ۱۳۲۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مراجع ابتدائیہ

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور؛ ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، طبع: اوّل، دانشگاہ پنجاب۔

۲۔ ارمغان حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ: محمد سرور، لاہور، سندھ ساگر اکیڈمی۔

۳۔ امام شاہ ولی اللہ اور ان کے افکار و نظریات: مولانا عطاء اللہ قاسمی، نئی دہلی، ۲۰۰۴ء، شاہ ولی اللہؒ انسٹی ٹیوٹ۔

۴۔ انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم: ولیم، ایل، لینگر، اردو ترجمہ مولانا غلام رسول مہر، لاہور، ۱۹۷۸ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ۔

۵۔ الانصاف فی سبب الاختلاف (عربی): حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ، دھلی ۱۳۰۸ھ، بیروت ۱۹۷۷ء، لاہور (س۔ن) اردو ترجمہ محمد احسن نانوتویؒ دہلی، اردو ترجمہ صدر الدین اصلاحی، لاہور ۲۰۰۵ء اسلامک پبلیکیشنز۔

۶۔ انوار الباری شرح صحیح البخاری مجموعہ افادات: انور شاہ کشمیری علاّمہ مولانا دیوبندی (۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء ـــ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء)؛ تألیف؛ احمد رضا مولانا بجنوری نقشبندی مجدّدی، ملتان: ۱۹۹۷ء، ادارہ تألیفات اشرفیہ۔

۷۔ ایصال ثواب کا شرعی طریقہ: محمد صالح حنفی نقشبندی، لاہور، ۲۰۰۳ء، نوری کتب خانہ۔

۸۔ البلاغ المبین (فارسی): حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ: تحقیق عطاء اللہ حنیف،

Marfat.com

لاہور،۱۹۵۹ءالمکتبۃالسلفیہ ۔

۹۔ تاریخ مسلمانان پاک وبھارت :سید ہاشمی فرید آبادی،کراچی ۱۹۵۳ء،انجمن ترقی اردو پاکستان۔

۱۰۔ تاریخ ملت :زین العابدین سجاد میرٹھی وانتظام اللہ شہابی ،لاہور ۱۹۹۱ء، ادارہ اسلامیات۔

۱۱۔ تحریک پاکستان :محمد اسلم پروفیسر،لاہور،۱۹۹۳ء،ندوۃ المصنفین

۱۲۔ تحفة الموحدين: (فارسی) دہلی، افضل المطابع اردو ترجمہ،مولانا رحیم بخش دہلویؒ لاہور،۱۹۶۲ء،المکتبۃ السلفیہ۔

۱۳۔ تذکرہ شاہ ولی اللہ: مناظر احسن گیلانی ،لاہور،۲۰۰۳ء،نوید پبلشرز۔

۱۴۔ تذکرہ علماءِ ہند: رحمان علی مولوی ترتیب وترجمہ محمد ایوب قادری ،کراچی، ۱۹۶۱ء پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی۔

۱۵۔ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ :عبدالمجتبیٰ مولانا رضوی ، لاہور،۱۹۸۹ء،کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز،اردو بازار۔

۱۶۔ تراجم اہل حدیث ہند،ابویحیٰ امام خان نوشہروی،لاہور،المکتبۃ السلفیہ۔

۱۷۔ تقویم تاریخی ،عبدالقدوس ہاشمی ،اسلام آباد ۱۹۸۷ء ادارہ تحقیقات اسلامی ۔

۱۸۔ حجة الله البالغه(عربی)،بریلی (بھارت)،۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء،القاہرہ ۱۹۳۳ء، کراچی(س۔ن)قدیمی کتب خانہ۔

۱۹۔ حدائق الحنفيه :مولوی فقیر محمد جہلمی ،ترتیب حواشی وتکملہ؛خورشید احمد خان

ایم۔اے، لاہور، طبع سوم، ۱۹۰۶ء۔

۲۰۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) افکار و خدمات، تحقیقی مقالہ برائے ایم اے علوم اسلامیہ، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، تعلیمی سیشن: ۱۹۹۷ء۔۱۹۹۹ء، مقالہ نگار: نگہت نذیر شیخ نگران: پروفیسر ممتاز احمد سالک۔

۲۱۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجدّدی توکّلی قدّس سِرُّہٗ (۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء) احوال و آثار، پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر، لاہور ۲۷۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء/ ۲۲۔ رمضان ۱۴۲۶ھ

۲۲۔ حیات اعلیٰ حضرت، تالیف مولانا ظفرالدین قادری رضوی، لاہور ۲۰۰۳ء، مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ۔

۲۳۔ حیوٰۃ الروح: ملفوظات حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی توکّلی م ۱۹۱۷ء مرتب صوفی محمد صادق اسلام بالتقدیم حضرت مولانا صدیق احمد شاہ صاحبؒ: منڈی بہاؤالدین ۱۹۵۱ء، موضع سیدا شریف، تحصیل پھالیہ۔

۲۴۔ حیات ولی، مولانا رحیم بخش دہلوی لاہور ۱۹۵۵ء، المکتبہ السلفیہ۔

۲۵۔ خاندان ولی اللّٰہی دھلوی کی تصنیفی خدمات، عبدالرشید عراقی، لاہور ۲۰۰۳ء علم و عرفان پبلشرز۔

۲۶۔ دی کنٹری بیوشن آف انڈو پاکستان ٹو عربیک لٹریچر، مقالہ پی ایچ ڈی، ڈاکٹر ایم جی زبید احمد، لاہور، ۱۹۶۸ء، شیخ محمد اشرف، کشمیری بازار، ص: ۸۶، ۱۱۵، ۱۱۶، ۳۵۴، ۳۷۵۔

۲۷۔ دین الٰہی اور اس کا پس منظر: محمد اسلم پروفیسر، لاہور ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، ندوۃ المصنفین۔

Marfat.com

۲۸۔ رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام: الشیخ ولی اللہ الدھلوی۔ دمشق، ۱۹۹۹ء، دار ابن کثیر۔

۲۹۔ رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ: مولانا سعید احمد پالن پوری، کراچی ۲۰۰۴ء، زمزم پبلشرز۔

۳۰۔ رودکوثر، محمد اکرام ڈاکٹر شیخ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔

۳۱۔ سلطنت عثمانیہ اور اس کی باجگذار ریاستوں کی موجودہ حالت مع موازنہ سن ۱۸۹۶ء، مرتب: مولوی انشاء اللہ، لاہور، ۱۹۰۶ء، حمیدیہ سٹیم پریس۔

۳۲۔ سیرت یعقوب ومملوک، تصنیف: انوار الحسن شیر کوٹی پروفیسر مولانا، کراچی، ۱۹۸۹ء، مکتبہ دار العلوم، کراچی۔

۳۳۔ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: محمود احمد برکاتی، لاہور، ۱۹۷۳ء، مجلس اشاعت اسلام۔

۳۴۔ شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، خلیق احمد نظامی۔

۳۵۔ عقد الجید فی احکام الاجتھاد والتقلید (عربی): حضرت شاہ ولی اللہؒ، دہلی ۱۹۲۵ء، لاہور، اردو ترجمہ محمد احسن نانوتویؒ دہلی۔

۳۶۔ فاروق طریقت؛ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ (۱۹۱۵ء ۱۹۸۱ء) حیات — آثار — تعلیمات، گوجرانوالہ، ۱۹۹۰ء؛ حبیب اکیڈمی، ۱۶۷/ بی، سیٹلائٹ ٹاؤن۔

۳۷۔ فتاویٰ عزیزیہ: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، حیدر آباد دکن ۱۳۱۲ھ، مطبع کنز العلوم۔

۳۸۔ فتح الحمید: اردو ترجمہ قرآن مجید، مولانا فتح محمد جالندھری م ۱۹۲۸ء طبع لاہور،

Marfat.com

۱۹۲۸ء اوّلین ایڈیشن تاج کمپنی۔

۳۹۔ فتح الرحمن فارسی ترجمہ: شاہ ولی اللہؒ: کراچی ۱۹۸۴ء، لاہور تاج کمپنی۔ یہ ترجمہ ۱۱۵۱ھ/ ۱۷۳۸ء میں مکمل ہوا تھا۔

۴۰۔ فتح العزیز: تفسیر قرآن مجید حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ۔

۴۱۔ القرآن: لاہور، تاج کمپنی

۴۲۔ القول الجلی فی ذکر آثار الولی (فارسی): محمد عاشق پھلتی، اردو ترجمہ محمد تقی انور علوی، لاہور، ۱۹۹۹ء، مسلم کتابوی

۴۳۔ الکلام المفید فی احکام الاجتہاد و التقلید: مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر، گوجرانوالہ ۱۹۸۵ء، مدرسہ نصرت العلوم۔

۴۴۔ کلمات طیبات: عبدالواحد، دہلی، مطبع مجتبائی۔

۴۵۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ بہ سال ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء۔

۴۶۔ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، لاہور

۴۷۔ ماہنامہ الرشید ساہیوال، ۱۹۸۰ء: اشاعت خصوصی، تاریخ دارالعلوم دیوبند نمبر، مرتب: سید محبوب رضوی۔

۴۸۔ المرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی): ملاّ علی قاریؒ

۴۹۔ مشاہدات و معارف اردو ترجمہ فیوض الحرمین: شاہ ولی اللہ، اردو ترجمہ پروفیسر محمد سرور، لاہور، ۱۹۹۶ء، سندھ ساگر اکادمی۔

۵۰۔ اَلْمُعْجَمُ الْمُفَهْرَسُ لِاَ لْفَاظِ الْقُرْآنِ الْکَرِیْم: محمد فو اُد عبدالباقی، طبع ایران۔

۵۱۔ مقامات مظہری (فارسی): شاہ غلام علی دہلوی دہلی، مطبع مجتبائی۔

Marfat.com

۵۲۔ مقالات اقبال: عبدالواحد معینی لاہور۔

۵۳۔ مکتوبات شاہ ولی اللہ (فارسی) تحقیق و تعلیق: مولانا عطاءاللہ حنیف لاہور۔المکتبة السلفیه۔

۵۴۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ: شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ: اردو ترجمہ مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب، کراچی ۱۹۹۰ء مطبع، ادارہ مجدّدیہ، ناظم آباد۔

۵۵۔ موج کوثر، محمد اکرام ڈاکٹر شیخ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ۔

۵۶۔ نقش دوام (حیات مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ) مولانا انظر شاہ کشمیری، ملتان، ۱۹۹۸ء، ادارہ تالیفات اشرفیہ۔

۵۷۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات، ۱۹۹۳ء، قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ، گیارہ (۱۱) اکتوبر تا اٹھارہ (۱۸) اکتوبر، شمارہ نمبر: ۲۵، ۲۶، مینیجنگ ایڈیٹر: ایم زمان کھوکھر، حضرت قطب الارشاد نمبر، اشاعت خصوصی۔

58. A History of Muslim Civilization in India and Pakistan:S.M. Ikram, Lahore, Institute of Islamic Culture.

59. Akbar And The jesuits.

60. Al-Budur al Bazighah by Shah Wali Allah: English Translation by Prof. G.N.Jalbani :Islamabad, 1406/1985, National Hijra Counsil.

61. Central Asia Today, by Ahmad Hasan Dani, Lahore.1996, Sang-e-Meel Publications.

62. Al- Fauz Al- Kabir FI Usul Al Tafsir: The principles of Quran

Marfat.com

Commentary by Shah Wali Allah: English Translation by G.N.Jalbani, Islamabad,1405/1985, National Hijra Counsil.

63. Islamic Renaissance In South Asia 1707-------1867: The Role of Shah Wali Allah and His Successors: Mahmood Ahmad Ghazi: Islamabad, 2002, Islamic Research Institute, International Islamic University.

64. New Light on Central Asia: by Ahmad Hasan Dani, Lahore,1996, Sang-e-Meel Publications.

65. Our Freedom Fighters1562----1947, Twenty-one Great Lives: by G Allana, Lahore Ferozsons.

66. The Conclusive Argument From GOD:Shah Wali Allah of Delhi's Hujjat Allah al-Baligha, Translated by Marcia K. Hermensen: Islamabad, 2003, Islamic Research Institute, International Islamic University.

67. The Socio-political Thought of Shah Wali Allah: by Muhammad al-Ghazali: Islamabad, 1954, Islamic Research Institute.

68. The Contribution of Indo Pak to Arabic Literature, by M.G. Zubaid Ahamad: Lahore 1968, Sh.Muhammad Ashraf, Kashmiri Bazar.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاریہ ابتدائیہ

اسماء الرجال

(الف ممدود)

آغا خان، سر، ص:۲۴

آل احمدؒ، حضرت سید (اچھے میاں)، ص:۳۴

آل رسول مارہرویؒ، حضرت شاہ، ص:۳۲، ۳۴، ۶۳

(الف)

ابراہیم کردی، شیخ، ص:۵۳، ۵۴، ۵۵

اتقانی، ص:۵۷

احمد بریلویؒ، مولانا سید، ص:۳۵

احمد حسن امروہیؒ، مولانا، ص:۱۳

احمد حسن عرشی قنوجیؒ، سید، ص:۵۸

احمد خان، سر سید، ص:۲۴، ۳۵

احمد رضا خان بریلویؒ بن نقی علی خان بن رضا علی خان، مولانا، ص:۳۲، ۳۳، ۳۴، ۶۳

احمد رضا نقشبندی مجددی بجنوریؒ، حضرت مولانا، ص:۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۸، ۷۲

احمد فاروقی سرہندیؒ، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ، ص:۵۵، ۶۸، ۷۷

اشرف علی تھانویؒ، مولانا، ص:۲۸، ۵۹

الطاف حسین حالیؒ، مولانا، ص:۲۴

انشاء اللہ، مولوی، ص:۴۱، ۴۲، ۷۵

انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا، ص:۷۷

انوار الحسن شیر کوٹی، پروفیسر مولانا، ص:۳۸، ۵۱، ۷۵

انور بے، ص:۱۸، ۱۹

انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا، ص: ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۶، ۵۹، ۷۲

امام خان نوشہرویؒ، ابو یحییٰ، ص:۷۳

ابن تیمیہ، علامہ حافظ تقی الدین، ص:۲۲، ۴۳، ۵۰، ۵۵، ۵۹، ۶۰

ابن الجوزی الحنبلیؒ، علامہ، ص:۵۵

ابن حزم، ص:۵۸

ابن رجب، ص:۶۰

ابن الزاغونی الحنبلیؒ، ص:۵۵

ابن عباسؓ، ص:۲۱، ۴۲

Marfat.com

ابن القیّم، ص: ۶۰، ۶۱
ابوبکر رازی، ص: ۵۷
ابو جعفر العقیلی، ص: ۲۰
ابوالخیر نقشبندی مجددیؒ، حضرت مولانا شاہ، ص: ۲۷
ابوحنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ، حضرت امام اعظم
ص: ۵۲، ۵۸
ابوزہرہ، ص: ۵۴
ابوسعید مجددی دہلویؒ، حضرت شاہ، ص: ۳۵، ۶۲
ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی شافعیؒ، شیخ، ص: ۵۱،
۵۳، ۵۴، ۵۵
ابوالکلام آزاد، مولانا، ص: ۲۴
ابو یعلیٰ حنبلیؒ، قاضی، ص: ۵۵

(ب)

بشیر حسین، ڈاکٹر، ص: ۶۸

(ج)

جماعت علی شاہ ثانی نقشبندیؒ، حضرت پیر، ص: ۲۸
جماعت علی شاہ محدث نقشبندیؒ، حضرت پیر،
ص: ۲۸، ۴۷
جمال پاشا، ص: ۱۹
جمال الدین آفندی، شیخ الاسلام، ص: ۱۷
جمال الدین افغانی، علامہ، ص: ۱۹، ۲۹

(ح)

حسنؓ، حضرت امام، ص: ۳۰
حسینؓ، حضرت امام، ص: ۳۰
حسین احمد مدنیؒ، حضرت اقدس شیخ الاسلام
مولانا، ص: ۵۶، ۵۹

(خ)

خضر علیہ السلام، حضرت، ص: ۱۸
خلیق احمد نظامی، ص: ۷۵
خلیل رفعت پاشا، ص: ۱۷
خورشید احمد خان، ص: ۴۹، ۷۳

(د)

الدیلمی، شیرویہ الحافظ الکبیر بن
شہردار بن شیرویہ، ص: ۲۱، ۴۲

(ذ)

ذہبی، علامہ، ص: ۶۰

(ر)

رحمان علی، مولوی، ص: ۶۳، ۶۷، ۷۳
رحمت علی چوہدری، ص: ۲۴

رحیم بخش دہلویؒ، مولانا، ص:۴۳، ۷۴
رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا، ص:۱۳، ۳۵
رشید رضا مصری، علامہ، ص:۲۹
رومیؒ، مولانا جلال الدین، ص:۴، ۶

(ز)

زبید احمد، ڈاکٹر، ص:۳۱، ۵۰، ۷۴
زوار حسین شاہ، مولانا سید، ص:۷۷

(س)

سجاد میرٹھی، زین العابدین، ص:۴۲، ۷۳
سریندرناتھ بیز جی، سر، ص:۲۴
سعید احمد پالن پوری، مولانا، ص:۷۵
سکندر شاہؒ، حضرت مولانا سیّد (باباتھے شاہ قادری سہروردیؒ)، ص:۳۵
سلامت اللہ کشفی بدایونیؒ، شاہ، ص:۳۵
سلطان محمود سہروردیؒ، حضرت قاضی، ص ۲۷
سلیم اللہ خان، نواب، ص:۲۴
سلیمان شاہ، ص:۶۵
السمہودی (نورالدین علی بن احمد)، علامہ، ص:۲۰

(ش)

الشافعی الامام ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع، ص:۵۲
شبلی نعمانیؒ، مولانا، ص:۶۴
شوکت علی، مولانا، ص:۲۴
شہابی، انتظام اللہ، ص:۴۲، ۷۳
شیر محمد شرقپوریؒ، حضرت میاں، ص:۲۸، ۴۷

(ص)

صدرالدین آزردہ دہلویؒ، صدرالصدور حضرت مولانا، ص:۳۴، ۳۵، ۵۹، ۶۷
صدرالدین اصلاحی، ص:۷۲
صدیق احمد شاہؒ، حضرت مولانا صاحبزادہ، ص:۷۴
صدیق حسن خان قنوجی، نواب، ص:۳۵، ۵۸

(ط)

طاہر کردی الشافعیؒ، حضرت علامہ، ص:۵۱، ۵۳، ۵۴
الطبرانی، الحافظ سلیمان بن احمد، ص:۲۰
طلعت بے، ص:۱۹

(ظ)

ظفرالدین قادری رضوی، مولانا، ص:۷۴

Marfat.com

عبدالحق حقانی دہلویؒ، حضرت مولانا ،ص:۱۶، ۲۷
عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت مولانا شیخ ،ص:۷۶
عبدالحمید ثانی، سلطان ،ص:۱۷
عبدالحیؒ لکھنوی، حضرت مولانا ،ص:۵۹
عبدالرحیمؒ، حضرت شاہ ،ص:۵۳
عبدالرشید عراقی ،ص:۴۷
عبدالعزیز محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ،ص:۱۵،
۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۴۷، ۴۸،
۵۰، ۵۱، ۵۴، ۵۹، ۶۰، ۶۲، ۶۳، ۷۵، ۷۶
عبدالغنی مجددی دہلویؒ، حضرت شاہ ،ص:۳۳، ۵۸،
۶۲، ۶۳
عبدالقادر جیلانیؒ (حضرت غوث اعظمؒ)،
غوث الثقلین شیخ سید ،ص:۲۲، ۲۳
عبدالقدوس ہاشمی، مولانا ،ص:۶۷، ۷۳
عبدالکریم نقشبندیؒ، حضرت مولانا ،ص:۲۸
عبدالمجتبیٰ رضوی، مولانا ،ص:۶۱، ۶۳، ۶۶، ۷۳
عبدالواحد ،ص:۷۶
عبدالواحد معینی ،ص:۷۷
عبیداللہ سندھیؒ، مولانا ،ص:۳۰
عزیزالدین نقشبندیؒ، حضرت میاں ،ص:۴۸
عطاءاللہ حنیف ،ص:۷۲، ۷۷
علی ندوی، مولانا ابوالحسن ،ص:۶۵
عیسیٰ بن ابان ،ص:۵۷

(غ)

غزالیؒ، امام (ابوحامد محمد بن محمد) ،ص:۲۲، ۲۳
غلام رسول مہر، مولانا ،ص:۴۲، ۷۲
غلام علی چوہدریؒ، پروفیسر ڈاکٹر ،ص:۴۰
غلام علی دہلویؒ، حضرت شاہ ،ص:۳۴، ۳۵، ۷۶
غلام فرید چشتیؒ، حضرت خواجہ ،ص:۲۸
غلام قادر بھیرویؒ، مولانا ،ص:۲۷

(ف)

فتح اللہ شیرازی، عضدالملک ملا (میر) ،ص:۶۵، ۶۶
فتح محمد اچھرویؒ، ذیلدار حضرت مولانا حافظ ،ص:۴۷
فتح محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا ،ص:۲۶، ۴۶، ۷۵
فخرالحسن گنگوہیؒ، حضرت مولانا ،ص:۱۳
فضل الحق خیرآبادیؒ، مولانا ،ص:۳۴
فضل رحمان گنج مرادآبادیؒ، حضرت شاہ ،ص:۳۵
فقیر محمد جہلمیؒ، مولانا ،ص:۲۷، ۳۵، ۴۹، ۷۱، ۷۳

Marfat.com

(ق)

قادیانی، مرزا (غلام احمد)، ص:۱۶

قطب الدین خان بہادرؒ، حضرت مولانا، ص:۶۲

(ک)

کلب علی خان (خلد آشیان)، والی ریاست

رامپور نواب سید، ص:۱۳، ۱۷

کمال پاشا، ص:۱۸، ۱۹

(گ)

گریگوری، ص:۶۷

گوکھلے، گوپال کرشنا، ص:۲۴

(ل)

لینگر، ولیم۔ ایل، ص:۴۲، ۷۲

(م)

محبوب رضوی، سید، ص:۴۹، ۵۰، ۷۶

محبوب عالم نقشبندیؒ، قطب الارشاد ابوالہاشم

حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ، ص:۶، ۷، ۸، ۹، ۱۲،

۱۶، ۱۹، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۹، ۳۲، ۳۶، ۳۷، ۳۸،

۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۶۱،

۶۷، ۶۹، ۷۱، ۷۴

محرم علی چشتیؒ، مولوی، ص:۲۷

محسن الملک، نواب، ص:۲۴

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت

(حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام)، ص:۸، ۲۱، ۴۴

محمد بن پیر محمد، ص:۵۲

محمد بن حسن محمد چشتیؒ، شیخ، ص:۶۸

محمد اجمل خان، حکیم، ص:۲۴

محمد احسن نانوتویؒ، ص:۲، ۷۵

محمد اسحاق دہلویؒ، حضرت شاہ، ص:۳۳، ۴۹، ۵۰، ۶۲، ۶۳

محمد اسلم مرحوم، پروفیسر ڈاکٹر، ص:۳، ۷، ۷۴

محمد اکبر، شہنشاہ ہند جلال الدین، ص:۶۶

محمد اکرام، ڈاکٹر شیخ، ص:۵۱، ۵۲، ۷۵، ۷۷

محمد الیاس، مولانا، ص:۵۹

محمد ایوب قادری، ص:۶۳، ۶۴، ۶۷، ۷۳

محمد تقی انور علوی، ص:۷۶

محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی مظہریؒ، حضرت

پروفیسر سید، ص:۵، ۴۷

محمد توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ، حضرت خواجہ سید

ص:۹، ۱۴، ۱۵، ۶۹

محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ، قطب الارشاد حضرت

مولانا سید، ص:۴، ۹، ۳۵، ۳۶، ۴۰، ۴۱، ۴۲،

۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۴۸، ۶۷، ۶۸، ۷۰، ۷۶، ۷۷

محمد زاہد الکوثری حنفی مصری، علامہ، ص:۵۴، ۵۵، ۵۶

محمد زکریا، مولانا، ص:۵۹

محمد زمان کھوکھر، ص:۳۸، ۷۷

محمد سرفراز خان صفدر، ص:۷۶

محمد سرور، پروفیسر، ص:۷۲، ۷۶

محمد سعد اللہ خان رامپوری، حضرت مولانا مفتی، ص:۱۳، ۲۹

محمد صادق الاسلام نقشبندیؒ، صوفی، ص:۷۴

محمد صالح حنفی نقشبندیؒ، ص:۵۰، ۷۲

محمد ضیاء الحق، صدر جنرل، ص:۴۵

محمد عاشق پھلتی، ص:۷۶

محمد عالم آسی نقشبندیؒ امرتسری، حضرت مولانا، ص:۲۷

محمد عظیمؒ، حضرت مولانا سید (بابا اللہ لوک قادری سہروردیؒ)، ص:۳۵

محمد علی جوہر، مولانا، ص:۲۴

محمد علی جناحؒ، (حضرت قائد اعظمؒ)، ص:۲۴

محمد فخر جہاں چشتی، مولانا شاہ فخر الدین، ص:۳۳

محمد فوأد عبد الباقی، ص:۷۶

محمد قاسم، حاجی سیٹھ، ص:۲۳

محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا، ص:۳۵، ۴۹

محمد کبیر احمد مظہر، پروفیسر سید، ص:۴، ۵، ۱۰، ۳۸، ۷۱، ۷۴

محمد منیر نانوتویؒ، مولانا، ص:۳۵

محمد یعقوب صدیقی چشتی نانوتویؒ، حضرت مولانا (شاہ عبد العزیز ثانی)، ص:۱۲، ۲۸، ۳۱، ۳۳، ۳۸، ۴۹، ۶۳

محمود احمد برکاتی، ص:۷۵

محمود احمد قادری مظفر پوری، مولانا، ص:۶۶

محمود حسن دیوبندی، شیخ الہند مولانا، ص:۱۳، ۲۷

مختار احمد انصاری، ڈاکٹر، ص:۲۴

مخصوص اللہ دہلوی بن مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ، مولانا، ص:۳۵

مدحت پاشا، ص:۱۸

مصطفیٰ کمال پاشا، اتاترک، ص:۱۹

معین الدین سندھیؒ، شیخ (مخدوم)، ص:۵۵، ۶۱

ممتاز احمد سالک، ص:۳۹، ۷۴

مناظر احسن گیلانی، ص:۷۳

موتی لال نہرو، پنڈت، ص:۲۴

موہن داس کرم چند گاندھی، ص:۲۴

مہر علی شاہؒ، حضرت پیر سید، ص:۲۷

Marfat.com

(ن)

نبی بخش حلوائی نقشبندیؒ، حضرت مولانا، ص:۲۸

نظام الدین انصاری سہالویؒ بن قطب الدین شہید انصاری سہالوی، مولانا، ص:۶۳، ۶۴

نعمان بن ثابتؒ، ابو حنیفہ، حضرت امام اعظم، ص:۵۸۵۲

نگہت نذیر شیخ، ص:۷، ۳۹، ۷۴

نور بخش توکلیؒ، حضرت علامہ پروفیسر، ص:۲۷، ۴۲

نیازی بے، ص:۱۸، ۱۹

(و)

وقار الملک، نواب، ص:۲۴

ولبھ بھائی پٹیل، سردار، ص:۲۴

ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ، ص:۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۴، ۳۶، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۶، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۷۷

(ھ)

ہاشمی فرید آبادی، سید، ص:۷۰

(ی)

یوسف علی خان، والی ریاست رام پور نواب سید، ص:۳۵

اسماء الکتب

(الف ممدود)

آداب الطالبین، ص:۶۸

(الف)

ابجد العلوم، ص:۶۴

احوال علمائے فرنگی محل، ص:۶۴

احیاء علوم الدین، ص:۲۲، ۲۳، ۴۳

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۴۳، ۷۲

ارمغان حضرت مولانا شاہ ولی اللہؒ، ص:۷۲

اساس التقدیس للرازی، ص:۵۶

استواء علی العرش، ص:۵۹

امام شاہ ولی اللہ اور انکے افکار و نظریات، ص:۷۲

انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم، ص: ۴۲، ۷۲

انوار الباری شرح صحیح البخاری، ص:۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۴، ۷۲

الانصاف فی سبب الا ختلاف، ص:۷۲

ایسا غوجی، ص:۶۴

Marfat.com

ایصال ثواب کا شرعی طریقہ،ص:۷۲،۵۰

(ب)

بذل المجهود فی شرح سنن ابی داؤد، ص:۵۹

برصغیر پاک وہند کا عربی ادب میں حصہ،ص:۷۴

بستان المحدثین،ص:۳۰

البلاغ المبین،ص:۷۲

بوادر النوادر،ص:۵۹

(پ)

پنج گنج، ص:۶۴

(ت)

تاریخ المذاہب،ص:۵۴

تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت،ص:۷۳

تاریخ ملت،ص:۷۳

التاسیس فی رداساس التقدیس (مشمول الکواکب الداری)،ص:۵۶

تحریر اقلیدس مقالہ اول،ص:۶۴

تحریک پاکستان،ص:۷۳

تحفہ ء اثنا ء عشریہ،ص:۳۰

تحفةالمواحدین (افضل المطابع)،ص:۷۳

تراجم اہل حدیث ہند،ص:۷۳

تذکرہ شاہ ولی اللہؒ،ص:۷۳

تذکرہ علمائے ،اہلسنت ،ص:۶۶

تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ،ص:۶۶

تذکرہ علمائے ہند،ص:۶۳، ۶۶، ۷۳،۶۷

تشریح الا فلاک،ص:۶۴

تفسیر بیضاوی،ص:۶۵

تفسیر جلالین،ص:۶۵

تفسیر حقانی ،ص:۱۶،۲۷

تفسیر فتح العزیز،ص:۷۶،۵۰

تقویم تاریخی،ص:۷۳،۶۷

التوسل والوسیلہ (رسالہ)،ص؛۴۳

توضیح وتلویح،ص:۶۴

تہذیب،ص:۶۴

(ح)

الحجج الکبیر والصغیر ،ص:۵۷

حجة اللّٰہ البالغہ ،ص:۷۳

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی،قدس سرہٗ، احوال وآثار،ص: ۶، ۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۸، ۶۱، ۶۷، ۷۱، ۷۴

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ، افکار وخدمات،
ص:۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۶، ۴۸، ۷۱، ۴۴، ۷۴
حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا سفر بغداد شریف،
ص:۴۳
حدائق الحنفیه، ص:۴۹، ۵۰، ۶۴، ۷۳
حسن التقاضی فی سیرت امام ابی
یوسف القاضی، ص:۵۶
حیات اعلیٰ حضرت، ص:۷۴
حیات ولیؒ، ص:۷۴
حیوٰة الروح، ص:۶۹، ۷۰

(خ)

خاندان ولی للهی دہلوی کی تصنیفی خدمات،
ص:۷۴
خلاصة الحساب، ص:۶۴
خیر الخیر، ص:۴۷

(د)

دفع شبهة التشبیه والرد علی
المجسمة، ص:۵۵
دین الٰہی اور اسکا پس منظر، ص:۷۴

(ذ)

ذکر خیر، ص:۲۸، ۴۶، ۴۷، ۵۶

(ر)

رحمةاللّٰه الواسعه شرح حجةالله
البالغه، ص:۷۵
رجال الفکر والدعوة فی الاسلام، ص:۷۴
مجلّہ الرشید ساہیوال ''دارالعلوم دیوبند نمبر''،
ص:۴۹، ۵۰، ۶۱، ۶۲
رودکوثر، ص:۵۰، ۵۱، ۵۲، ۶۵، ۶۶، ۷۵

(ز)

زبده، ص:۶۴

(س)

سبحة المرجان، ص:۶۴
سراج الاخبار (ہفت روزہ)، ص:۷۱
سرُّ الشَّهادتین، ص: ۳۰
سلطنت عثمانیہ اور اسکی باجگزار ریاستوں کی موجودہ
صورت حال مع موازنہ ۱۸۹۶ء، ص:۴۱، ۴۲، ۷۵
سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۲۰، ۴۲
سیرت یعقوب ومملوک، ص:۳۸، ۵۱، ۶۱، ۶۲، ۷۵

(ش)

شافیه، ص:۶۴

الشامل، ص:۵۷
شاہ ولی اللہؒ اوران کا خاندان،ص:۷۵
شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی مکتوبات،ص:۷۵
شرح تهذيب، ص:۶۴
شرح جامیؒ، ص:۶۴
شرح عقاید جلالیؒ، ص:۶۵
شرح عقاید نسفیؒ، ص:۶۵
شرح مائة عامل، ص:۶۴
شرح مواقف، ص:۶۵
شرح و قایه اولین و آخرین، ص:۶۴
شروح کتب ظاهر الرواية ، ص:۵۷
شمس باز غه، ص:۶۴

(ص)

صحیح البخاری،ص:۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶،
۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۷۲
صرف (عربی)،ص:۶۴
صرف میر،ص:۶۴
صغریٰ،ص:۶۴

(ع)

عجاله ءِ نافعه (رساله)،ص:۳۰
عقدالجیدفی احکام
الاجتهادو التقليد،ص:۷۵

(غ)

غنية الطالبين، ص:۲۳، ۴۳

(ف)

فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندیؒ،
حیات۔آثار۔تعلیمات،ص:۶۶، ۶۷، ۷۵
فتاویٰ عزیزیه،ص:۳۱، ۵۰، ۷۵
فتح العزیز ،ص:۳۰، ۵۰، ۷۶
فتح الحمید(اردو ترجمہ قرآن مجید)،ص:۲۷، ۴۶، ۷۵
فتح الرحمن،ص:۷۶
فصول اکبری،ص:۶۴
الفصول فی الاصول،ص:۵۷

(ق)

قرآن مجید،ص:۲۶، ۲۷، ۳۰، ۴۶
قصیده فرآق محبوب مشمول هفت روزه سراج
الاخبار، جہلم،ص:۷۱
قطبی مع سلم العلوم،ص:۶۴
قوشجیه (رساله)،ص:۶۴

Marfat.com

القول الجلی فی ذکر آثار الولی،ص:٧٦

(ک)

کافیہ،ص:٦٤

کبریٰ،ص:٦٤

الکلام المفید فی احکام الاجتهاد والتقلید،ص:٧٦

کلمات طیبات،ص:٧٦

الکواکب الدراری،ص:٥٦

(ل)

لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ ،ص:٧٦

(م)

مآثر الکرام،ص:٦٤

مجلہ الرشید ساہیوال ''دارالعلوم دیوبند نمبر''، ص:٤٩، ٥٠، ٦١، ٦٢

مختصر المعانی،ص:٦٤

المرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح،ص:٧٦

مسلم الثبوت،ص:٦٣

مشاہدات ومعارف اردو ترجمہ فیوض الحرمین،ص:٧٥

مشکوۃ المصابیح،ص:٢٠، ٢١، ٤٣، ٦٢، ٦٥، ٧٦

مطول تا ماانا قلت،ص:٦٤

مظاہر حق،ص:٦٢

المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الکریم،ص : ٧٦

مقالات اقبالؒ،ص:٧٧

مقالات شبلیؒ،ص:٦٤

مقالات کوثری،ص:٥٥

مقامات مظہریؒ،ص:٧٧

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ،ص:٧٧

مکتوبات شاہ ولی اللہؒ،ص:٧٥، ٧٧

ملاصدرا،ص:٦٤

ملفوظات عزیزی،ص:٣٤

منہاج السنہ،ص:٦٠

منشعب میزان،ص،٦٤

موج کوثر،ص:٧٧

میبذی،ص:٦٤

میر زاہد،ص:٦٥

میزان الصرف،ص:٦٤

میزان العقاید،ص:٣١، ٥٠

(ن)

نحو عربی،ص:٦٤

Marfat.com

نحو میر، ص:٦٤

نقش دوام (حیات مولانا انور شاہ کشمیریؒ)، ص:
٧٧

نور الانوار، ص:٦٤

(و)

وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰؐ، ص:٢٠

(ھ)

ھدایۃ اولین و آخرین، ص:٦٤

ھدایۃ النحو، ص:٦٤

ہفت روزہ آئینہ (گجرات)، حضرت قطب الارشادؒ
نمبر، ص:٣٨، ٤٤، ٤٧، ٧١، ٧٧

اسماء المقامات

(الف ممدود)

آستانہ (ترکی)، ص:١٩

(الف)

اچھرہ، ص:٤٧

ادارہ اسلامیات، لاہور، ص:٧٣

ادارہ تألیفات اشرفیہ، ملتان، ص:٧٢،٥١

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص:٧٣

ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ص:٧٥، ٧٧

ادارہ مجددیہ، کراچی، ص:٧٧

ازمیر (سمرنا)، ص:١٧

استنبول، ص:١٨، ١٩

اسلام آباد، ص:٧٣

اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ص:٧٢

اعوان شریف، ص:٢٧

افغانستان، ص:١٤، ٤٥

اقراء روضۃ الانور ہائی سکول بیدیاں روڈ،
لاہور، ص:٧

امریکہ، ص:٤٥

انبالہ شریف، ص:١٤، ١٥، ١٦

انجمن ترقی اردو، پاکستان، ص:٧٣

ایران، ص:٧٦

(ب)

بحر متوسط، ص:١٧

برصغیر پاک و ہند، ص:١٠، ١٢، ٢٠، ٢٣، ٢٤،
٢٥، ٢٦، ٢٨، ٢٩، ٣٠، ٣٢، ٤٤، ٦٦

بصرہ، ص:٢٣، ٤٣، ٤٣

بغداد، ص:٧، ١٤، ٢٣، ٣٧، ٤٣، ٧٠

Marfat.com

بمبئی (ممبئی)، ص: ۲۳
بھارت، ص: ۲۵، ۴۴، ۷۳، ۷۴

(پ)

پاکستان، ص: ۲۵، ۴۴، ۴۵، ۶۷، ۷۳، ۷۴
پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، کراچی، ص: ۶۷، ۷۳
پٹنہ، ص: ۵۲
پشاور، ص: ۲۶
پنجاب، ص: ۲۷، ۴۳، ۷۲
پنجاب یونیورسٹی (دانشگاہ پنجاب)، لاہور،
ص: ۳۹، ۷۴،
پھالیہ، ص: ۱۵، ۳۶، ۷۴
پھلواری شریف، ص: ۶۵

(ت)

تاج کمپنی، لاہور، ص: ۲۷، ۴۲، ۴۶، ۷۶
تخت سلیمانؒ، ص: ۲۶
ترکی، ص: ۱۴، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۳، ۲۵،
تھیسلے، ص: ۱۸

(ج)

جامعہ حربیہ، قسطنطنیہ، ص: ۱۹
جامع مسجد و مدرسہ فتحیہ، اچھرہ، ص: ۴۷
جدہ، ص: ۲۰
جنیوا، ص: ۱۸
جہلم، ص: ۱۶، ۷۱

(چ)

چاچڑاں شریف، ص: ۲۸
چتلی قبر، دہلی، ص: ۲۷

(ح)

حاجی محمد قاسم شپ کمپنی، بمبئی (ممبئی)، ص: ۲۳
حبیب اکیڈمی، ۱۶۷۔بی سیٹلائٹ ٹاؤن،
گوجرانوالہ، ص: ۷۵
حجاز، ص: ۵۵
حمیدیہ سٹیم پریس، دہلی، ص: ۴۱، ۴۲، ۷۵
حیدر آباد دکن، ص: ۷۵،

(خ)

خدا بخش لائبریری، پٹنہ، ص: ۵۲

(د)

دار ابن کثیر، دمشق، ص: ۷۵
دار الاحیاء التراث العربی، ص: ۲۰
دار العلوم دیوبند، ص: ۱۲، ۲۸، ۲۹، ۳۱، ۳۲،
۳۳، ۴۹، ۵۰، ۶۳

دارالعلوم منظر الاسلام، بریلی، ص:۲۹، ۳۲، ۳۳، ۶۳

دمشق، ص:۵۶، ۷۵

دہلی، ص:۱۴، ۲۶، ۲۷، ۶۸، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۷۷

(ڈ)

ڈھاکہ، ص:۲۵

(ذ)

ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور، ص:۱۰

(ر)

رامپور، ص:۱۳، ۱۵، ۱۷، ۲۸، ۲۹، ۳۵

راولپنڈی، ص:۲۸

روس، ص:۲۵، ۴۵

روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۲۲، ۲۳

(ز)

زمزم پبلشرز، کراچی، ص:۷۵

(س)

سالونیکا، ص:۱۸

ساہیوال، ص:۴۹، ۵۰، ۶۱، ۶۲، ۷۶

سکندریہ، ص:۲۰

سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور، ص:۷۲، ۷۶

سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص:۴۵

سہارنپور، ص:۱۲، ۳۳

سیداشریف، ص:۱۵، ۱۶، ۳۶، ۳۷، ۷۴

سیالکوٹ، ص:۱۶

(ش)

شاہ ولی اللہ انسٹیٹیوٹ، نئی دہلی، ص:۷۲

شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، ص: ۳۹، ۷۴

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ص:۷۲

شیراز، ص:۶۵

(ع)

علم و عرفان پبلشرز، ص:۷۴

(ف)

فرنگی محل، ص:۶۴، ۶۵

(ق)

قاہرہ، ص:۴۳، ۷۳

قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص:۷۴

(ک)

کتب خانہ ظاہریہ، دمشق، ص:۵۶

کراچی،ص:۴۸،۶۷،۶۳،۷۵،۷۶،۷۷

کرنال،ص:۱۴

کریٹ،ص:۱۸

کشمیر،ص:۲۵،۶۶

کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز، اردو بازار، لاہور،

ص:۶۱،۶۳،۶۶،۷۳

(گ)

گجرات،ص:۱۶،۲۷،۳۸،۴۴،۴۷،۷۷

گوجرانوالہ،ص:۱۶،۶۷،۷۵،۷۶

(ل)

لاہور،ص:۷،۱۰،۱۶،۲۷،۳۷،۳۸،۳۹،۴۱،

۴۲،۴۳،۴۷،۴۹،۵۰،۶۱،۶۳،۶۶،۶۸،

۷۲،۷۳،۷۴،۷۵،۷۶،۷۷

(م)

ماسکو،ص:۲۵

مجلس اشاعت اسلام، لاہور،ص:۷۵

مدرسہ حسین بخش، دہلی،ص:۱۴

مدرسہ رحیمیہ، دہلی،ص:۶۲

مدرسہ عربیہ (مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ عقلیہ

نواب فیض اللہ خان) رامپور،ص:۱۳،۲۸

مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ تو کلیہ انبالہ شریف،ص:۱۴،۱۵

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ،ص:۷۶

مدرسہ نعمانیہ، لاہور،ص:۳۷

مدینہ منورہ،ص:۲۰،۵۵،۵۶

مسجد اقصیٰ،ص:۲۲

مسجد نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،ص:۲۲

مسلم کتابوی، لاہور،ص:۷۶

مصر،ص:۴۳،۶۱

مطبع ادارہ مجددیہ، ناظم آباد، کراچی،ص:۷۷

مطبع کنز العلوم، حیدرآباد دکن،ص:۷۵

مطبع مجتبائی، دہلی،ص:۶۸،۷۶

مکتبہ دارالعلوم، کراچی،ص:۳۸،۵۱،۷۵

مکتبہ سلفیہ، لاہور،ص:۷۳،۷۴،۷۷

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور،ص:۷۴

مکتبہ و مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی و

اولادہ،ص:۴۳

مکہ مکرمہ،ص:۸،۲۱

ملتان،ص:۵۱،۷۲،۷۷

مناستر،ص:۱۷،۱۹

منڈی بہاء الدین،ص:۱۵،۳۷،۷۴

Marfat.com

(ن)

ندوة المصنفين، ص:۷۳،۷۴

نوری کتب خانہ، ص:۵۰،۷۲

نوید پبلشرز، لاہور، ص:۷۳

(و)

وسط ایشائی مسلم ریاستیں، ص:۲۵،۴۵

(ہ)

ہندوستان، ص:۲۴،۲۵،۲۹،۳۰،۳۴،۴۸،۵۵،

۵۶،۵۹،۶۲

(ی)

یونان، ص:۱۷،۱۹

Persons

Ahmad Hasan Dani, P-45,78

G Allana, P-78

G.N.Jalbani, P-77

Marcia K.Hermensen, P-78

Mahmood Ahmad Ghazi,

P-78

Muhammad Al Ghazali, P-78

S.M. Ikram, P-77

Shah Wali Allah, P-77

Zubaid Ahmad,P-78

Muahammad Ashraf,P-78

Books

A History of Muslim

Civilization in India and

Pakistan, P-77

Akbar And The Jesuits,P-78

Al-Budur al Bazighah, P-77

Central Asia Today, P-44,78

Al-Fauz al-Kabir fl Usul al

Tafsir: The Principles of

Quran Commentary, P-77

Islamic Ranaissance In

Marfat.com

Places

Ferozsons, P-78

Institute of Islamic

CultureLahore, P-77

Islamabad, P-77,78

Islamic Research Institute,

International Islamic

University, Islamabad, P-78

Lahore, P-45,77,78

National Hijra Counsil,

Islamabad, P-77

Sang-e-Meel Publications

P-77,78

South Asia 1707.....1867:P-78

New Light on Central Asia,

P-78

Our Freedom Fighters

1562..1947, P-78

The Conclusive Argument

From GOD: Shah Wali Allah

of Delhi's Hujjat Allah

ul-Baligha, P-78

The Contribution of Indo

Pak to Arabic Literature by

Zubaid Ahmad, P-78

The Role of Shah Wali

Allah and His Successors,

P-78

The Socio-Political Thought

of Shah Wali Allah, P-78

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی

مُجدِّدِی تَوَکّلِی قُدِّسَ سِرُّہٗ

(۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء — ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء)

کا

سفر بغداد شریف

(۱۳۱۷ھ/۱۹۹۹ء — ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۳ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بمبئی (ممبئی) میں نو وارد

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے ترکی جاتے ہوئے خشکی کے راستے سفر اختیار فرمایا تھا اور افغانستان اور ایران سے ہوتے ہوئے ترکی پہنچے تھے۔ واپسی کے سفر میں بحری راستے کو اپنایا۔ آپؒ ترکی سے شام پہنچے اور پھر سکندریہ سے بحری جہاز کے ذریعے براستہ جدہ بمبئی (ممبئی) تشریف لے آئے۔ یہ صفر ۱۳۱۷ھ/ جون ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے۔ اس شہر میں آپؒ کی حیثیت ایک نو وارد اور اجنبی کی تھی کیونکہ اس سے پہلے آپؒ یہاں کبھی نہیں آئے تھے اور اس شہر میں آپؒ کا واقف کار کوئی نہیں تھا (۱)۔

بمبئی (ممبئی) میں پیش آنے والے اہم واقعات

قیام بمبئی (ممبئی) کے دوران حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ساتھ درج ذیل واقعات پیش آئے۔

سامان چوری ہوا اور خود چور سمجھ کر پکڑے گئے

ماہ جون گرمیوں کا موسم تھا اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ جیسا

Marfat.com

کہ پہلے ذکر ہوا ہے بمبئی (ممبئی) میں نو وارد اور اجنبی تھے اور کوئی شخص واقف نہ تھا جس کے ہاں قیام فرماتے۔ جبکہ دل میں پیشوائے پاک کا درد فراق اور اضطراب غالب تھا۔ چنانچہ اس حالت میں آپؒ اس دن کا آخری حصہ اور رات کا زیادہ حصہ اس نئے اور اجنبی شہر میں گھومتے پھرتے رہے۔ پھر کسی مسجد میں رات گزارنے کا ارادہ کر لیا۔ شب بسری کے لئے جب یکے بعد دیگرے چند مساجد میں پہنچے تو ان مساجد میں نماز عشاء کے بعد رات کا وقت زیادہ گزر جانے کی بنا پر تالا لگ چکا تھا۔ ناچار آپؒ ایک دکان کے تھڑے پر سامان اور جوتے سرہانے کے قریب رکھ کر لیٹ گئے۔ صبح دم فجر کی اذان کے ساتھ جب آپؒ کی آنکھ کھلی تو کوئی چور آپؒ کا سامان اور جوتے چرا کر جا چکا تھا۔ ابھی اس ساری صورتحال کو اچھی طرح سمجھ بھی نہ سکے تھے کہ ادھر سے دو سپاہی گزرے۔ انہوں نے آپؒ کو دکان کے تھڑے پر بے سروسامانی کے عالم میں یوں پریشان حال دیکھا تو چور سمجھ کر ہتھکڑی لگائی اور ساتھ لے چلے (۲)۔

ایک مسجد میں نماز فجر ادا کی

چلتے چلتے آپؒ کا گزر ایک چوک میں ایک چھوٹی سی مسجد کے سامنے سے ہوا تو آپؒ سپاہیوں سے اجازت لے کر نماز فجر ادا کرنے کے لئے مسجد میں داخل ہو گئے۔ اس وقت مسجد کے مختصر صحن میں فجر کی باجماعت

Marfat.com

نماز کی ادائیگی کے بعد مولوی صاحب سورۃ الم نشرح کے تفسیری مضمون کا درس دے رہے تھے۔ آپؒ نے وضو فرمایا اور نماز ادا کی۔ دعا مانگ کر فارغ ہوئے تو آپؒ نے سنا کہ سامعین میں سے ایک طالبعلم نے مولوی صاحب سے چند ایسے سوالات کر دیئے جن کا مولوی صاحب سے کوئی تسلی بخش جواب نہ بن رہا تھا۔

یہ دیکھ کر آپؒ آگے بڑھے اور مولوی صاحب سے درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو اس طالبعلم کے جواب میں فقیر کچھ بیان کرے۔ مولوی صاحب نے آپؒ کو بخوشی اجازت دے دی کیونکہ اس طالبعلم سے جان چھڑانے کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا (۳)۔

سورۃ الم نشرح کا تفسیری درس

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اسی لٹے پٹے سر و پا برہنہ اور فقیرانہ لباس میں حاضرین کے سامنے کھڑے ہو کر اس طالب علم کے سوالات کے بڑے تسلی بخش اور مدلل جوابات دیئے اور اسے مطمئن کرنے کے بعد سورۃ الم نشرح کے تفسیری نکات اور حقائق و معارف بیان فرمانے شروع کیے تو نفس مضمون پر ماہرانہ گرفت کا عالم یہ تھا کہ آپؒ نے یہ حقائق و معارف بیان کرتے ہوئے قریباً پچاس معتبر عربی اور فارسی تفاسیر قرآن کے مضامین کے حوالہ جات کے

ساتھ ساتھ اپنی تحقیقات بھی بیان فرمائیں (۴)۔

آپؒ "جھیر الصوت" (بلند آواز) نہایت جاذب صورت اور جادو بیان تھے۔ آپؒ تقریر فرما رہے تھے تو نماز فجر کے بعد لوگ ناشتہ اور دہی وغیرہ خریدنے کے لئے چوک سے گزر رہے تھے۔ چوک سے گزرنے والا ہر شخص آپؒ کی بلند اور خوبصورت آواز سن کر اوّلاً مسجد کے صحن میں داخل ہوتا تھا اور پھر آپؒ کے حسن بیان سے متاثر ہو کر سامعین میں شامل ہو جاتا تھا۔ حتیٰ کہ مسجد کا صحن بھر گیا اور مسجد کے باہر چوک میں بھی لوگوں کا ایک جمّ غفیر اکٹھا ہو گیا۔ جبکہ وہ دونوں سپاہی جو آپؒ کو چور سمجھ کر گرفتار کئے ہوئے تھے اب آپؒ کو ایک ممتاز عالم دین کے روپ میں عقیدت مندوں کے ایک جمّ غفیر کے درمیان دیکھ کر ڈر گئے اور اپنی ہتھکڑی اٹھا کر اور اپنی جان بچا کر وہاں سے کسی اور جانب بھاگ گئے (۵)۔

ادھر آپؒ سورۃ الم نشرح کے حقائق و معارف کمال خوبصورتی سے بیان فرما رہے تھے اور ادھر لوگ آپؒ کو برہنہ سر و پا اور فقیرانہ لباس میں دیکھ کر بے اختیار آپؒ کے اوپر سے کپڑے کے تھان، چادریں اور مختلف تحائف نچھاور کر رہے تھے۔ قریباً دو گھنٹے کے بعد جب آپؒ کی تقریر ختم ہوئی تو لوگ دیوانہ وار آپؒ کے گرد اکٹھے ہو گئے اور نہایت عقیدت و احترام سے دست بوسی

Marfat.com

کی سعادت حاصل کرنے لگے (۶)۔

سیٹھ حاجی محمد قاسم نقشبندی مجدّدی کی اہلیہ کا شرفِ میزبانی

دوران تقریر بمبئی (ممبئی) کی مشہور جہاز ران کمپنی "حاجی محمد قاسم شپ کمپنی" کے مالک سیٹھ حاجی محمد قاسم کی اہلیہ بند فٹن میں سوار ادھر سے گزری۔ اس نے مسجد کے سامنے ہجوم خلائق دیکھا تو اس کی وجہ دریافت کی۔ لوگوں نے بتایا کہ ایک ممتاز عالم دین سورۃ الم نشرح کا تفسیری درس دے رہے ہیں۔ اس نے بھی مسجد کی دیوار کے پاس فٹن کھڑی کر کے آپؒ کی خوبصورت تقریر سنی تو بے حد متاثر ہوئی۔ چنانچہ جب حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی تقریر ختم ہوئی تو اس نے اپنی باندی کے ذریعہ آپؒ کو دعوت طعام دی جسے آپؒ نے قبول فرمالیا۔ لہٰذا آپؒ اس کی درخواست پر اس کی بند فٹن میں اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ پچھلی سیٹ پر وہ خاتون خود پردے میں تھی۔ سیٹھ حاجی محمد قاسم کے قصر امارت میں جا پہنچے۔ وہاں کھانا تناول فرمایا اور پھر کچھ دیر آرام کیا (۷)۔

آپؒ کے اعزاز میں محفل میلاد کا انعقاد

رات کو سیٹھ حاجی محمد قاسم کے قصر امارت میں آپؒ کے اعزاز میں ایک محفل میلاد منعقد ہوئی جس میں اس خاتون کی درخواست پر آپؒ نے وعظ فرمایا۔ اس مجلس میں میزبان حاجی محمد قاسم اور اس کی اہلیہ کے افراد خانہ، ان

Marfat.com

کے جملہ ملازمین اور خدّام کے علاوہ شہر کے عوام و خواص نے بھی شرکت کی جن کو باقاعدہ اعلان کے ذریعہ دعوت دی گئی تھی۔ آپؒ کا یہ وعظ آدھی رات سے زیادہ وقت تک جاری رہا (۸)۔

سیٹھ حاجی محمد قاسم کی بیٹی کا زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہونا

اس محفل کے اختتام پر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے لئے قصر امارت کی گراؤنڈ فلور/ زمینی منزل پر ایک کمرے میں سونے کا اہتمام کیا گیا۔ جبکہ اتفاق سے سیٹھ حاجی محمد قاسم کی اہلیہ نے اپنے اور اپنی بیٹی کیلئے فرسٹ فلور/ پہلی منزل پر اس کمرے میں سونے کا اہتمام کیا جو آپؒ کے کمرے کے عین اوپر واقع تھا۔ رات کے پچھلے پہر سیٹھ حاجی محمد قاسم کی بیٹی نے سخت بے چینی کے عالم میں اپنی والدہ کو بیدار کیا اور بتایا کہ اسے اس تھوڑے سے وقت میں خواب میں حضرت نبی کریم ﷺ کی پے در پے تین بار زیارت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ محبوب عالم، جو تمہارے ہاں قیام پذیر ہیں، ہمارے فرزند ہیں۔ وہ ایک بلند پایہ عالم دین اور عالی مرتبت ولی اللہ ہیں۔ تم ماں بیٹی ان کے کمرے کے عین اوپر والے کمرے میں قیام پذیر ہو کر ان کی سخت گستاخی کی مرتکب ہو رہی ہو۔ فوراً نیچے جا کر ان سے معافی مانگو اور انہیں آرام کرنے کے لئے اوپر والی منزل میں کوئی کمرہ پیش کر دو اور خود نیچے کسی کمرے میں جا رہو (۹)۔

Marfat.com

سیٹھ حاجی محمد قاسم کا گھرانہ ایک خوش عقیدت گھرانہ تھا۔ چنانچہ بیٹی سے یہ خواب سننے کے بعد حاجی محمد قاسم کی اہلیہ بچّی کو ساتھ لے کر فوراً نیچے اتری۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو بیدار کیا اور آپؒ کی خدمت میں بیٹی کا خواب عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا ''بچّی کا خواب بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے آپ لوگوں کو معاف کیا۔ مگر اس خاتون کے پرزور اصرار کے باوجود آپؒ نے اوپر کی منزل پر کسی کمرے میں جانے سے معذرت چاہی اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کمرہ ہی ٹھیک ہے''۔ البتہ وہ خاتون دوبارہ اوپر والے کمرے میں نہ گئی اور بقیّہ رات نچلی منزل کے کسی اور کمرے میں بسر کی (۱۰)۔

سیٹھ حاجی محمد قاسم کے خانوادہ کا آپؒ سے شرف بیعت پانا

صبح ہوئی تو اس واقعہ کی اطلاع خاندان کے سب افراد کو ہوگئی۔ ان کی عقیدت آپؒ کے بارے میں اور بڑھ گئی۔ چنانچہ خود سیٹھ حاجی محمد قاسم، اس کے افراد خانہ، خاندان کے دیگر افراد اور اکثر ملازمین بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں آپؒ سے بیعت ہوئے (۱۱)۔

سیٹھ حاجی محمد قاسم کے ہاں قیام

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے سب افراد خانہ کے پرزور اصرار پر وہاں تقریباً دو ماہ تک قیام فرمایا۔ اس دوران ہر روز رات کو دینی محفل منعقد

Marfat.com

ہوتی تھی۔ افرادخانہ اور ملازمین کے علاوہ شہر میں بھی اعلان کرایا جاتا تھا۔ لہٰذا شہر کے عوام و خواص کی کثیر تعداد بھی ان محافل میں شریک ہوتی تھی۔ آپؒ کے ان مواعظ شریفہ کی برکت سے اکثر لوگ آپؒ کی ممتاز علمی و عرفانی شخصیت سے متاثر ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرّف ہوئے (۱۲)۔

سفر بغداد کا عزمِ صمیم

دو ماہ بعد آپؒ کی طبیعت میں بیقراری اور اضطراب بڑھ گیا۔ آپؒ نے سامان سفر باندھ لیا۔ جب آپؒ نے اہل خانہ سے اپنے سفر بغداد کے ارادے کا اظہار فرمایا تو سیٹھ حاجی محمد قاسم اور اس کی اہلیہ نے آپؒ کے لئے الگ سے ایک دخانی بحری جہاز کا خصوصی انتظام کر دیا اور عملہ کو حکم دیا کہ آپ کو بصرہ تک لے جائیں پھر بصرہ کی بندرگاہ پر جہاز کھڑا کر کے آپؒ کے ہمراہ بغداد تک جائیں اور پھر جب آپؒ کا واپسی کا ارادہ ہو تو آپ کو بحفاظت واپس لے کر آئیں (۱۳)۔

آپؒ کی بغداد شریف کے لئے روانگی کے وقت سیٹھ حاجی محمد قاسم کے قصر امارت میں ایک جشن کا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ سیٹھ حاجی محمد قاسم کے افراد خانہ، عزیز و اقارب، جملہ ملازمین اور خدام کے علاوہ شہر کے عوام و خواص بھی آپ کو الوداع کہنے کے لئے قصر امارت میں جمع ہو گئے تھے (۱۴)۔

Marfat.com

آپؒ کے اوپر سے جواہرات نثار کئے گئے

جب حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سیٹھ حاجی محمد قاسم کے قصر امارت کے مرکزی دروازے سے باہر تشریف لے جانے لگے تو سیٹھ حاجی محمد قاسم کی اہلیہ نے آپؒ کے اوپر سے از راہ محبت وعقیدت درّ ومرجان اور یاقوت وزمرّ د اور دیگر قیمتی جواہرات کے تھال نثار کر کے صدقہ اتارا۔ اور آپؒ کو بمبئی کی بندرگاہ سے نہایت عزت واحترام اور شان وشوکت کے ساتھ، آپؒ کے لئے مخصوص ایک دخانی بحری جہاز پر سوار کیا گیا۔ یہ جہاز آپؒ کو لے کر بمبئی (ممبئی) سے بصرہ کی جانب عازمِ سفر ہوا (۱۵)۔ یہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ اگست ۱۸۹۹ء کی بات ہے۔

بصرہ انیسویں صدی کے اختتام پر

بصرہ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں جنوبی عراق کا دارالحکومت رہا تھا۔ ۱۸۹۹ء میں عراق کی تاریخ کا یہ دور ایسا تھا جب سارا عراق سیاسی، سماجی اور اقتصادی لحاظ سے نہایت زوال پذیر تھا۔ یہاں نہ تو سڑکیں تھیں اور نہ ہی مناسب ذرائع آمدورفت تھے۔ یہ علاقہ گھنے جنگلوں اور لق ودق صحراؤں پر مشتمل تھا۔

بصرہ بغداد سے جنوب مشرق کی طرف چار سو بیس (۴۲۰) کلومیٹر دور شاہراہ شط العرب پر واقع عراق کی واحد مختصر سی بندرگاہ نہایت ناقص اور

تباہ حال تھی۔ جہاں مسافروں اور جہازوں کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ اس زمانے میں بصرہ قبائلی ڈاکوؤں، حملہ آوروں اور دہشت گردوں کا مسکن تھا۔ جہاں عام لوگوں کا پرسکون زندگی گزارنا ایک خواب بن چکا تھا۔

دو صدیوں (بارہویں۔ تیرہویں صدی ہجری / اٹھارہویں۔ انیسویں صدی عیسوی) کے دوران میں البصرہ برابر جنوبی عراق کا صدر مقام، ملک کی واحد بندرگاہ (بے سروسامانی اور ابتدائی حالت میں ہونے کے باوجود) اور فرسودہ اور بے حقیقت بحری بیڑے کی گودی بنا رہا۔ کھجور کی تجارت کا مرکز اور عرب، خوزستان اور خلیج فارس کے شاہزادوں اور قبائل کے لیے دروازے کا کام دیتا تھا۔ یہ شہر جس کا نظم و نسق ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء کے بعد بتدریج تجدد کی جانب آمادہ ہوا۔ ہمیشہ قبائلی ڈاکوؤں بلکہ حملہ آوروں بالخصوص کثیر التعداد قبیلۂ منتفق کے حملوں، طاعون اور سیلاب کے رحم و کرم پر رہا۔

۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء تا ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۴ء کا زمانہ دھیمی ترقی کا دور ہے۔ اس عرصے میں امن و امان کی صورت حال کو بہتر کیا گیا۔ یورپ اور امریکہ کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھائے گئے۔ ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۰ء میں البصرہ ''ولایت'' قرار دے دیا گیا۔ اس کے ممتاز خاندانوں اور شخصیتوں میں بڑھتی ہوئی عربی قومیت کا ظہور ہوا۔ عراق پر برطانوی قبضے (۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء) کے دوران میں اور بعد کے منشور (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء تا ۱۳۰۱ھ/ ۱۹۳۲ء) کے دوران میں البصرہ

Marfat.com

بڑی تیزی سے ایک جدید شہر کا روپ دھار گیا۔ بندرگاہ کو نہایت وسیع اور جدید ترین طریقوں کے مطابق تعمیر کیا گیا اور اسے تمام ضروری سامان سے لیس کیا گیا۔ شطّ العرب کے دہانے پر ایک گہری رود بار کھودی گئی اور خود شہر اور اس کے مضافات کو مختلف قسم کی سڑکوں، عمارتوں اور عوامی محکموں سے آراستہ کیا گیا۔ وہ عراق ریلوے کا جنوبی ٹرمینس (آخری سٹیشن) قرار دیا گیا۔ اور روز افزوں اہمیّت کا ہوائی مرکز بھی ہو گیا۔ عراقی حکومت کے ماتحت یہ ایک ''لوا'' کا صدر مقام قرار پایا (۱۶)۔

بصرہ کی بندرگاہ پر

سیٹھ حاجی محمد قاسم کا دخانی بحری جہاز حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو لے کر بصرہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا تو آپؒ نے واپسی کا سفر خشکی کے راستے کرنے کے ارادے کے پیشِ نظر جہاز رانوں اور خدام کو ارشاد فرمایا کہ آپؒ بغداد شریف اکیلے ہی جائیں گے۔ خدام کو ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے اور انہیں اجازت فرما دی کہ وہ جہاز لے کر واپس بمبئی (ممبئی) چلے جائیں کیونکہ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے بصرہ کی بے آباد اور برباد بندرگاہ پر جہاز کو کھڑا کرنے کا اور جہاز رانوں کی رہائش اور حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں تھا (۱۷)۔

Marfat.com

بصرہ سے بغداد تک کے سفر کا حال

بصرہ سے بغداد تک ۴۲۰ کلومیٹر کا یہ طویل سفر جیسا کہ پہلے مذکور ہوا گھنے جنگلوں اور وسیع وعریض صحراؤں پر مشتمل تھا۔ جہاں خطرناک صحرائی اور جنگلی جانوروں کے علاوہ راہزنوں کی بھی کثرت تھی۔ اس سفر میں چند واقعات پیش آئے جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ مقابل آنے والا ایک بڑا اژدھا راکھ ہوگیا

دوران سفر ایک لق ودق صحرا سے گزرتے ہوئے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدھا اپنا منہ کھولے ہوئے نہایت تیزی کے ساتھ آپؒ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے منہ سے سانس کے ساتھ شعلے نکل رہے تھے۔ چھوٹے موٹے جانور سانس کی کشش کے ساتھ اس کے منہ کی طرف کھنچے چلے جارہے تھے اور بھسم ہورہے تھے۔ آپؒ نے اس بلائے ناگہانی کو دیکھا تو ایک دم آپ کو محسوس ہوا کہ جیسے آپؒ کے جسم کو ایک جھٹکا لگا ہو اور پھر مسلسل تین مرتبہ ایسا ہوا اور آپ کا جسم بھی اس کی جانب کھنچنے لگا تو آپؒ اللہ پاک کی جانب اور مشائخ عظام کی ارواح طیّبہ کی جانب متوجہ ہوگئے۔ اللہ پاک کے فضل وکرم سے اور اپنے مشائخ طریقت کی ارواح طیّبہ کی برکت سے آپؒ کو حضرت امام شاذلیؒ کی روح مبارک کی طرف سے دائرہ

Marfat.com

امام شاذلیؒ القاء ہوا۔ آپؒ نے فوراً انگلی کے اشارے سے بمع شرائط دائرہ شریف بنایا ہی تھا کہ اژدھا اپنے ہی دمِ آتشیں سے جل کر راکھ ہو گیا۔ اللہ پاک نے آپؒ کی حفاظت فرمائی اور اس کے ساتھ اس علاقے کی قریبی آبادیوں کو بھی اس آفت سے نجات مل گئی۔

ان آبادیوں کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ اس صحرا میں موجود خوفناک اژدھا آپؒ کے اثر توجہ سے جل کر راکھ ہو گیا ہے اور راستے پرسکون ہو گئے ہیں تو وہ جوق در جوق آ کر آپؒ کی زیارت سے مشرّف ہونے لگے۔ آپؒ کے نہایت شکر گزار اور ممنون ہوئے۔ انہوں نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں شرفِ میزبانی بخشا جائے۔ چنانچہ آپؒ دو تین دِن تک ان کے ہاں قیام پذیر رہے اور پھر دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے (۱۸)۔

ii۔ من جانب اللہ تازہ تربوزوں سے تغذیہ/آب و طعام کا میسّر آنا

بغداد شریف کی جانب سفر کے دوران آپؒ کو کئی روز لق و دق صحرا سے گزرنا پڑا۔ اس دوران نہ تو کوئی آبادی راستہ میں آئی اور نہ کھانے پینے کا کوئی سامان میسّر آیا۔ چنانچہ ایک دن دوپہر کے وقت بھوک، پیاس اور تھکن سے لاچار ہو کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اور پاؤں کے نیچے سے ریت کھودنے لگے تاکہ نیچے سے ٹھنڈی ریت نکل آئے اور پاؤں ٹھنڈے ہوں۔

Marfat.com

اس طرح بیٹھنے کے لئے تقریباً ۳×۳×۳ فٹ گہری اور ٹھنڈی جگہ بن گئی۔ پھر مزید کھودنے لگے تو نیچے سے اچانک ایک بڑا تروتازہ تربوز نکل آیا۔ پھر اور کھودا تو دو تین اس طرح کے بڑے بڑے مزید تربوز برآمد ہوئے۔ آپؒ نے ان کو توڑا تو نہایت ٹھنڈے اور میٹھے تھے۔ آپؒ نے انکا پانی پیا اور گودا کھایا۔ بھوک اور پیاس دونوں کی سیرابی ہوئی۔ آپؒ توکّلی تھے اور عمر کا ایک بڑا حصہ آپؒ کا دارومدار توکل ہی پر رہا تھا۔ چنانچہ جیسا کہ آپؒ کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے باب میں ذکر ہوا ہے۔ سرہند شریف میں ایک مجاہدہ کے دوران متواتر چالیس روز تک آپؒ کو آسمان سے انواع واقسام کے کھانوں کے طبق نوری فرشتوں کے ذریعہ آتے رہے تھے (۱۹)۔

اب یہاں بصرہ کے لق ودق، بے آب وگیاہ اور بے آباد صحرا میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تروتازہ اور میٹھے تربوزوں سے تغذیہ اور آب وطعام میسّر فرمادیئے۔ پھر جب آپؒ سیر ہوگئے تو تربوزوں کے بیجوں پر نگاہ پڑی وہ بڑے بڑے تھے اور ان پر کلمہ طیّبہ شریف سفید رنگ سے واضح طور پر تحریر تھا۔ جبکہ بعض بیجوں کا رنگ سیاہ تھا اور بعض بیجوں کا رنگ بھورا (براؤن) تھا۔ وہ بیج آپؒ نے سمیٹ لئے اور اپنے کندھے کے صافہ میں باندھ لئے۔ پھر جب آپؒ بغداد شریف کے سفر سے سیدا شریف واپس آئے تو ان بیجوں کو بطور تبرک گھر میں سنبھال کر رکھ دیا (۲۰)۔

راقم ۱۹۵۲ء تک موسم گرما کی تعطیلات اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ سیدا شریف میں گزارا کرتا تھا۔ یہ جگہ اس کا ننھیال تھی لہٰذا راقم کے والد صاحب راقم کو، اس کی والدہ اور اس کے بہن بھائیوں کو آستانہ عالیہ سیدا شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سیّد صدیق احمد شاہ صاحبؒ کے کہنے پر یہاں چھوڑ جایا کرتے تھے۔ ان ایام میں راقم ان تربوزوں کے بڑے بڑے بیجوں کی زیارت سے کئی بار مشرف ہوا جن پر کلمہ طیبہ شریف واضح طور پر تحریر تھا۔

iii۔ مقابل آنے والا دوسرا اژدھا سواری بن گیا

اس کے بعد کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ جب آپؒ نے دوبارہ اس لق ودق صحرا میں بغداد شریف کی جانب کا سفر شروع کیا تو تھوڑا ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد آپؒ نے دیکھا کہ ایک اور بہت بڑا اژدھا نہایت تیزی سے آپؒ کی جانب بڑھا چلا آرہا ہے۔ آپؒ پر پہلے واقعہ میں دائرۂ امام شاذلیؒ القاء ہوا تھا اور آپؒ اس کی تاثیر بھی دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ اس بار آپؒ نے امام ابوالحسن شاذلیؒ کی دعائے حزب البحر کا ورد شروع کر دیا۔ آپؒ نے دیکھا کہ وہ اژدھا نہایت تیزی کے ساتھ آپؒ کے قریب پہنچا اور پھر وہ آپؒ کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے اسطرح گزرا کہ اس نے آپؒ کو اپنے اوپر سوار کر لیا اور دوبارہ تیزی کے ساتھ ایک طرف کو دوڑنا شروع کر دیا۔ آپؒ متواتر حزب البحر پڑھتے

Marfat.com

رہے تاکہ اس موذی سے نجات ہو۔ جبکہ وہ اژدھا اسی طرح کئی شب و روز متواتر دوڑتا رہا۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد آخر اس نے اچانک اسطرح پہلو بدلا کہ آپ گر پڑے اور وہ کسی جانب بھاگ گیا۔ آپؒ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بلا سے نجات ملی (۲۱)۔

iv۔ شاہراہِ بغداد پر

آپؒ اُٹھ کر کھڑے ہوئے تو آپؒ نے اپنے آپ کو ایک سڑک کے کنارے پایا۔ چنانچہ آپؒ نے اس سڑک پر سفر شروع کر دیا۔ کچھ فاصلہ طے کیا تو ایک چھوٹی سی آبادی کے آثار نظر آنے لگے۔ یہاں کسی سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ سڑک بغداد شریف کو جاتی ہے اور بغداد شریف یہاں سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپؒ نے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ شکر ادا کیا کہ من جانب اللہ ایک اژدھے نے اس طویل سفر میں کئی شب و روز تک آپ کو ایک سواری کا کام دیا۔ چنانچہ وہ رات تو آپؒ نے اس مختصر آبادی میں گزاری اور صبح دم بغداد شریف کی جانب روانہ ہو گئے (۲۲)۔

v۔ اس بستی میں قیام شب کے دوران ایک بلا سے سامنا

اس زمانے میں رواج یہ تھا کہ مسافر لوگ رات کو بستی کی مسجد میں قیام کیا کرتے تھے اور بستی والوں میں سے کوئی شخص مسجد ہی میں مسافر کو کھانا مہیا کر دیا

Marfat.com

کرتا تھا۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا طریقہ مبارک بھی یہی تھا کہ مسافرانہ حالت میں رات کا قیام بستی کی مسجد ہی میں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حسب معمول آپؒ نے اس بستی کی مسجد میں رات کو قیام کا ارادہ کرلیا۔ تو بستی والوں نے منع کیا کہ آپؒ رات کو مسجد میں قیام نہ فرمائیے کیونکہ اس مسجد میں رات کو ایک بلا آتی ہے اور وہ یہاں قیام کرنے والے مسافروں کو لوٹ لیتی ہے۔ لیکن آپؒ نے بستی والوں کے شدید منع کرنے کے باوجود مسجد ہی میں رات گزارنے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے بعد مسجد کے کمرے کی چھت کے ایک شہتیر کے ساتھ رسّی باندھ کر اس کے دوسرے سرے سے آپؒ نے اپنے سر مبارک کے چھتے کے بالوں کو باندھ لیا اور حالت قیام میں عبادت الٰہی میں مصروف ہوگئے۔ سر کے بالوں کو شہتیر کی رسّی کے ساتھ باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر نیند آجائے اور سر اس کے بوجھ سے جھکنے لگے تو رسّی کے جھٹکے سے گردن سیدھی ہو جائے اور نیند پر قابو پایا جا سکے۔ عبادت کی اس حالت میں آدھی رات گزرنے کے بعد آپؒ کو محسوس ہوا کہ سیاہ لباس میں ملبوس ایک بڑی موٹی اور دراز قامت بلا کسی جانب سے مسجد کے کمرے میں داخل ہوگئی ہے۔ وہ آپ کو خوفزدہ کرنے لگی اور لڑائی پر آمادہ ہوگئی۔ آپؒ نے سر کے بالوں کو رسّی سے آزاد کیا اور اس بلا سے گتھم گتھا ہو گئے۔ آپؒ دراز قامت تھے۔ قد مبارک ساڑھے چھ فٹ سے کم نہ تھا۔ جسم مبارک بھی ورزشی

اور طاقتور تھا۔ لہٰذا آپؒ نے تھوڑی دیر میں اس بلا پر قابو پا لیا۔ اس پر سے سیاہ لبادہ اتارا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی بلا نہیں ہے بلکہ ایک دراز قامت اور پہلوان قسم کا شخص ہے۔ آپؒ نے شہتیر کی رسّی اتار کر اس سے اس کو باندھ کر مسجد کے کمرے میں ایک جانب ڈال دیا۔ صبح دم نماز فجر کے لئے بستی کے لوگ مسجد میں آئے تو ان کو یہ کامل یقین تھا کہ مسافر کی حالت ٹھیک نہیں ہوگی۔ لیکن انہوں نے خلاف توقع دیکھا کہ مسافر تو ٹھیک ٹھاک حالت میں بیٹھا ہوا ذکر الٰہی میں مشغول ہے لیکن کمرے میں ایک جانب ایک شخص رسّی سے بندھا ہوا پڑا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسافر سے پوچھا کہ رات کیسے گزری اور کیا وہ بلا نہیں آئی؟ آپؒ نے اس بندھے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس مسجد میں مسافروں کو لوٹنے والی بلا یہ ہے۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ وہ شخص بستی ہی کا ایک رہائشی تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپؒ کا شکریہ ادا کیا۔ کہ:

۱۔ آپؒ نے مسافروں کو لوٹنے والے بستی کے اس طاقتور آدمی پر قابو پا لیا ہے۔

۲۔ اور آپؒ کی وجہ سے بستی والوں کو اس کے اس برے کردار کا پتہ چل گیا ہے۔

۳۔ اور یہ کہ آپؒ نے بستی والوں کو اس کے شر سے بچا لیا ہے (۲۳)۔

ازاں بعد جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ ایک رات بستی میں گزارنے کے بعد آپؒ اگلے دن بغداد شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

vi۔ آستانہ عالیہ بغداد شریف پر حاضری

بغداد شریف پہنچ کر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے آستانہ عالیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر حاضری دی اور سلام عقیدت پیش کیا (۲۴)۔ یہ ماہ رجب ۱۳۱۷ھ/اکتوبر ۱۸۹۹ء کی بات ہے۔

Marfat.com

بغداد ــــــــ مختصر تاریخی جائزہ

بغداد: بُغ اور داد دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ بُغ ایک صنم یا بت کا نام ہے۔ جو خدا کے معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ لفظ بُغ کا دوسرا معنی باغ یعنی گلستان ہے لفظ داد کا معنی دیا ہوا۔ عطیّہ اور عدل/ انصاف وغیرہ ہے۔ اس طرح بغداد کے دو معنی درج ذیل ہیں۔

۱۔ دادۂ خدا / خداداد / عطیۂ خدا (عطیّة الصَّنم)

۲۔ باغِ داد یعنی عدل وانصاف کا باغ۔ یہاں ایران کے حکمران نوشیروان عادل نے ایک باغ بنایا تھا۔ جس میں وہ مصیبت زدوں کی دادرسی کرتا تھا۔ اس لئے اس کا نام بغداد ہوا۔

بغداد دریائے دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ہے اس کا محل وقوع ۳۳ درجہ ۲۶ دقیقہ، ۱۸ ثانیہ عرض بلد شمالی اور ۴۴ درجہ، ۲۳ دقیقہ ۹ ثانیہ طول بلد مشرقی ہے۔ عباسی خلیفہ المنصور (۱۳۶ھ/۷۵۴ء ــــ ۱۵۸ھ/۷۷۵ء) نے اسے ۱۴۵ھ/۷۶۳ء میں تعمیر کیا۔ تو اس کا نام مدینة السلام (سلامتی کا شہر) رکھا تھا۔ اس نام میں جنت کی طرف اشارہ ہے۔ جس کا ایک عربی نام دارالسلام ہے۔ بغداد خلافت عباسیہ کے خاتمہ تک حکومت کا دارالخلافہ رہا۔ بغداد صوبہء عراق کے وسط میں واقع ہے۔ ۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان

Marfat.com

نے عباسی خلافت کے آخری خلیفہ المستعصم باللہ کو قتل کیا اور بغداد کو تباہ کردیا۔ ازاں بعد ۷۴۰ھ/۱۳۴۰ء تک بغداد ایل خانیوں کے ماتحت رہا جو ایران کے حکمران تھے۔ ۷۴۰ھ/۱۳۴۰ء میں حسن بزرگ نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اور جلائری خاندان کی بنیاد رکھی۔ جو ۸۱۳ھ/۱۴۱۰ء تک یہاں حکمران رہا۔ اس دوران امیر تیمور نے بغداد کو دوبار فتح کیا۔ پہلی بار ۷۹۵ھ/۱۳۹۲ء میں اور دوسری بار ۸۰۳ھ/۱۴۰۰ء میں۔

بغداد ۸۱۳ھ/۱۴۱۰ء میں قرۃ قویونلو ترکمانوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ وہ ۸۷۲ھ/۱۴۱۰ء تک اس پر حکمران رہے۔ ان کے بعد آق قویونلو ترکمان اس پر قابض ہوگئے۔

۹۱۴ھ/۱۵۰۸ء میں ایران کے صفوی خاندان کے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اس پر قبضہ کرلیا۔ لیکن جلد ہی بغداد اس کے قبضہ سے آزاد ہوگیا۔ البتہ ۹۳۶ھ/۱۵۲۹ء میں ایران کے صفوی خاندان کے ایک اور حکمران شاہ طہماسپ صفوی نے بغداد پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ پھر ۹۴۱ھ/۱۵۳۴ء میں ترکی کی خلافت عثمانیہ کے حکمران سلطان سلیمان ثانی نے اسے فتح کرلیا اور خلافت عثمانیہ کے تحت چلا گیا۔ خلافت عثمانیہ کی طرف سے بغداد میں درج ذیل منصب کے لوگ مقرر کئے جاتے تھے۔

Marfat.com

۱۔ گورنر/ والی جسے پاشا کہتے تھے۔

۲۔ ریونیو آفیسر/ افسر مالیہ جسے دفتر دار کہتے تھے۔

۳۔ قاضی عدالت جس کو مفتی بغداد کہا جاتا تھا۔

۴۔ ملٹری کمانڈر/ فوجی افسر جسے ینی چری کہتے تھے۔

پھر ایران کے صفوی خاندان کے حکمران شاہ عباس اوّل صفوی نے ۱۰۳۲ھ/ ۱۶۲۲ء میں بغداد کو ترکوں سے چھین لیا۔ لیکن ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۶ء میں خلافت عثمانیہ کے حکمران سلطان مراد چہارم نے بغداد پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اب بغداد مستقل طور پر خلافتِ عثمانیہ کے ماتحت ہو گیا۔ جن عہدوں کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ ان عہدوں کے مطابق ترک اس پر حکومت کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ء سے ۱۱۱۶ھ/ ۱۷۰۴ء تک بغداد پر ۲۴ پاشا/ گورنرز ہوئے۔

۱۱۱۶ھ/ ۱۷۰۴ء میں حسن پاشا کا بطور گورنر تقرر ہوا۔ لیکن اس نے یہاں اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ اس کے خاندان کے حکمران مملوک یا ممالیک کہلاتے تھے۔ اس خاندان کا پہلا مملوک سلیمان پاشا تھا۔ جو ۱۷۴۹ء میں بغداد کا والی بنا۔ یہ ممالیک کا اصل بانی تھا۔ مملوک خاندان ۱۱۱۶ھ/ ۱۷۰۴ء سے ۱۲۴۷ھ/ ۱۸۳۱ء تک حکمران رہا۔ اس دور میں ینی چریوں/ ملٹری کمانڈرز کا زور ٹوٹ گیا۔

Marfat.com

۱۷۶۶ء میں بمبئی (ممبئی) کے انگریزوں نے فیصلہ کیا کہ بغداد میں ایک انگریز/ برطانوی وکیل (ریذیڈنٹ افسر) مقرر کیا جائے۔ ۱۷۷۴ء میں بغداد ہندوستان، ایران، قسطنطنیہ، اور دمشق کے مال کی بڑی منڈی تھا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے بغداد خلافت عثمانیہ کے ماتحت ایک صوبہ/ ولایت تھا۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ اصل صوبہ یا ولایت عراق تھا جس کا دارالخلافہ ہمیشہ بغداد رہا اور صوبہ/ ولایت عراق، صوبہ بغداد یا ولایت بغداد کے نام سے بھی معروف رہا۔ لہٰذا خلافت عثمانیہ کے گورنروں/ والیوں کا گورنر ہاؤس اور دارالحکومت بغداد ہی رہا۔ بغداد کے درج ذیل گورنرز/ والی زیادہ مشہور ہوئے۔

۱۔ محمد رشید پاشا (۱۸۴۷ء)

۲۔ نامق پاشا (۱۸۵۳ء)

۳۔ مدحت پاشا (۱۸۶۹ء۔ ۱۸۷۲ء)

بغداد انیسویں صدی عیسوی کے اختتام پر (خصوصاً ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۳ء تک جب یہاں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ قیام پذیر رہے)

مدحت پاشا نے عراق میں نیا نظام صوبہ/ ولایت جاری کیا۔ چنانچہ گورنر/ والی کا ایک اسسٹنٹ/ معاون ایک ایڈمنسٹریٹر/ مدیر برائے امور خارجہ

اور ایک سیکرٹری/ مامون/ کاتب ہوتا تھا۔ ولایت سات سنجاقوں (صوبوں) میں منقسم تھی۔ ہر سنجاق (صوبہ) کا حاکم اعلیٰ متصرف کہلاتا تھا۔ بغداد بھی ایک سنجاق تھا۔ ۱۸۷۰ء میں مدحت پاشا نے بغداد اور کاظمین کے درمیان ٹرام گاڑی چلائی۔ جو ۱۸۷۰ء سے ۱۸۸۷ء تک سترہ (۱۷) برس چلتی رہی۔ اس نے ۱۸۶۹ء میں بغداد میں پہلا دارالاشاعت اور مطبع ولایت قائم کیا اور اخبار الزوراء کی بنیاد رکھی۔ جو عراق میں پہلا سرکاری ہفتہ وار اخبار تھا جو ۱۹۱۷ء تک جاری رہا۔ مدحت پاشا کے وقت میں چند فرانسیسی مشنری مدارس تھے۔ مدحت پاشا نے (۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۱ء) کے دوران درج ذیل نئے مدرسے جاری کیے۔

۱۔ صنعتی مدرسہ ۲۔ ابتدائی مدرسہ (رشدی) ۳۔ ثانوی مدرسہ (اعدادی)

۴۔ فوجی درس گاہ/ ملٹری سکول ۵۔ ابتدائی ملکی مدرسہ/ ابتدائی گورنمنٹ سکول ۶۔ ثانوی ملکی مدرسہ/ ثانوی گورنمنٹ سکول

مدارس کی تحریک مدحت پاشا کے بعد بھی جاری رہی۔ چنانچہ:

۱۸۹۰ء میں طالبات کا پہلا ابتدائی مدرسہ کھولا گیا۔ اس سال طلبہ کے چار ابتدائی مدارس مزید قائم ہوئے۔ ۱۹۰۰ء میں ایک ابتدائی مدرسة المعلّمین

(Primary Teachers' Training School) قائم ہوا۔ ۱۹۱۳ء تک عراق میں ایک سو تین مدارس ہوگئے۔ ان میں سے ایک سو سرسٹھ (۱۶۷) رشدی اور ثانوی تھے اور ایک لاء کالج/ کلیة القانون بھی جاری ہوگیا۔

۱۸۸۴ء تا ۱۹۰۷ء کے دوران پانچ مطابع قائم ہوئے۔ مدحت پاشا کے بعد گورنرز/ والی جلد جلد آئے۔ مگر انہوں نے کوئی خاص کام نہ کیا۔ ۱۸۸۶ء میں مسلمانوں کی جبریہ بھرتی جاری ہوگئی۔ ۱۸۷۹ء میں پہلے ہسپتال کا آغاز ہوا۔ ۱۹۰۲ء میں کشتیوں کا ایک نیا پل تعمیر کیا گیا۔ جو اتنا چوڑا تھا کہ اس پر سے گاڑیاں گزر سکتی تھیں۔ اس پل کے جنوبی جانب ایک قہوہ خانہ بنایا گیا۔

۱۷۶۸ء تک بغداد تین ریاستوں موصل، بصرہ اور بغداد کا صدر مقام تھا۔ ۱۸۸۴ء میں بصرہ علیحدہ کر دیا گیا اور یہ بصرہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے برطانوی ریذیڈنٹ افسر کے ماتحت چلا گیا تھا۔ جبکہ بغداد باقی متصرفوں (حکومتی علاقوں) کا صدر مقام رہ گیا تھا۔ ۱۹۰۰ء میں آبادی ایک لاکھ تھی۔ ۱۹۰۴ء میں یہ تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تھی۔ قومیں خوب خلط ملط ہوگئی تھیں۔ مختلف زبانیں بولی جاتی تھیں۔ غیر مسلموں کو پوری آزادی تھی۔ عوام میں باہم بڑی رواداری تھی۔ اس اختلاط کا اثر بغداد کی مقامی زبان پر بھی ہوا۔ جبکہ عام زبان عربی تھی۔ ترک شمالی محلے میں تھے۔ یہودی اور عیسائی علی الترتیب سوق الغزل کے شمال اور مغرب میں رہتے تھے۔ ایرانی مغربی بغداد میں تھے اور عرب کرخ میں تھے

Marfat.com

اور یہ سب عربی ہی بولتے تھے۔ اگرچہ ان کی بولیوں میں فرق تھا۔

انیسویں صدی کے خاتمہ پر درج ذیل صنعتیں تھیں

ا۔ پارچہ بافی کی صنعت

اس کی درج ذیل اقسام تھیں۔

ریشمی کپڑا، سوتی کپڑا، اون اور ریشم کو ملا کر بنایا ہوا کپڑا، دھاری دار سوتی کپڑا، موٹا سوتی کپڑا جو جبّوں، چادروں اور برقعوں کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ ریشمی کپڑا اپنے رنگ اور کاریگری کی بنا پر مشہور تھا۔

۲۔ صنعت دباغت (چمڑہ سازی) ایک بڑی صنعت تھی۔ شہر ''معظم'' میں اس کے چالیس (۴۰) کارخانے تھے۔

۳۔ رنگریزی کی صنعت اعلیٰ تھی۔

۴۔ نجاری (کارپینٹری) اور تیغ سازی ترقی یافتہ تھی۔

۵۔ کپڑے کا ایک فوجی کارخانہ بھی تھا۔

بغداد کے بازار مسقّف (چھت والے) بھی تھے اور کھلے بھی تھے۔ جیسے سوق الغزل۔ مشرقی پل کے بیرونی سرے پر سرائے کے بازاروں میدان اور شرجہ میں کپڑے کے بازار میں تجارت کا بڑا زور تھا۔ بازاروں کے نام پیشوں کے نام پر تھے۔ جیسے سوق الصفافیر (تانبے والوں کا بازار)، سوق السرّاجین (زین بنانے والوں کا بازار)، سوق الصاغا (چاندی

Marfat.com

والوں کا بازار) سوق الخفّافین (جوتے بنانے والوں کا بازار) وغیرہ۔

دو سڑکیں مشہور تھیں:

۱۔ شمالی دروازے سے پل کے قریب تک۔

۲۔ جنوبی دروازے سے بڑے بازار کے سرے تک۔

۱۹۱۵ء میں شمالی دروازہ کو جنوبی دروازے سے ایک سڑک کے ذریعہ ملا دیا گیا تھا اور یہ سڑک شارع رشید کہلانے لگی تھی۔

۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء میں سرّی پاشا نے ''میدان'' کو کھلے چوک میں بدل دیا اور اس میں ایک باغ لگا دیا۔ مدحت پاشا نے ۱۸۶۹ء میں مجلس بلدیہ قائم کی۔ ۱۸۷۹ء میں دیگر بلدیات بھی باقاعدہ قائم ہوگئیں اور بدرویں/سیوریج سسٹم بنانے کے احکام جاری ہوئے۔ مٹی کے تیل سے گھروں، سٹیشنوں، بازاروں میں روشنی کرنے کا انتظام ہوا۔

بیسویں صدی کے شروع میں بغداد شہر کا رقبہ تقریباً چار مربع میل تھا۔ مدحت پاشا کی گرائی ہوئی مشرقی دیوار کے آثار دریا کے ساتھ مل کر ایک متوازی الاضلاع شکل بناتے تھے۔ جس کا طول دو میل اور عرض ایک میل سے زائد تھا۔ اس رقبہ کا ایک تہائی حصہ خالی پڑا تھا یا قبروں اور کھنڈروں سے پُر تھا۔ جنوب میں کھجوروں کے باغات تھے۔

۱۹۰۳ء میں بغداد میں چار ہزار دکانیں تھیں۔ ۲۹۵ قہوہ خانے ۱۳۵

Marfat.com

میوہ دار باغات' ۱۴۵ جامع مساجد' ۶ ابتدائی مدارس' ۸ غیر مسلموں کے سکول، ۲۰ خانقاہیں ، ۱۲ کتب فروش دکانیں، ایک عوامی کتب خانہ (لائبریری)' ۲۰ لڑکوں کے مکتب' ۸ گرجا گھر' ۹ دباغت کے کارخانے' ایک صابون کا کارخانہ اور ۲۲ کپڑے کے کارخانے تھے۔ مکانوں کی تعداد ستر ہزار تھی اور تین (۳) غیر سرکاری چھاپہ خانے تھے۔

بغداد میں درجہ حرارت موسم گرما میں ۱۱۴ درجہ سے ۱۲۱ درجہ فارن ہیٹ/ ۴۵.۵ سے ۴۹.۴ درجہ سینٹی گریڈ تک رہتا تھا۔ موسم سرما میں ۳۶ درجہ سے ۳۱ درجہ فارن ہیٹ/ ۲.۲ سے ۵.۵ منفی درجہ سینٹی گریڈ تک ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھی موسم گرما میں ۱۲۳ درجہ فارن ہیٹ/ ۵۰.۵ درجہ ڈگری سینٹی گریڈ تک بھی چڑھ جاتا تھا اور جاڑے کے موسم میں ۲۰ درجہ فارن ہیٹ/ ۷.۴ منفی درجہ سینٹی گریڈ تک گر جاتا تھا (۲۵)۔

اس زمانے میں آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف کے سجادہ نشین/ نقیب الاشراف السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی کا تعارف اور ان کے فضائل

اس زمانے میں السیّد عبدالرحمن المحض بن السیّد علی النقیب المرحوم (۱۲۶۱ھ/ ۱۸۴۵ء ــــــ ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء)

Marfat.com

آستانہ عالیہ غوثیہ کے سجادہ نشین/نقیب الاشراف تھے جو اپنے بڑے بھائی السیّد سلمان بن علی النقیب سابق نقیب الاشراف اور متولی اوقاف (۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء ــــ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کی وفات ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کے بعد آستانہ عالیہ غوثیہ کے نقیب الاشراف اور متولی اوقاف مقرر ہوئے تھے۔ آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف پر آپؒ کا دور نقابت ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء سے ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء تک ہے (۲۶)۔

اس دور میں عراق جس کا دارالخلافہ بغداد تھا سلطنتِ ترکی/ خلافتِ عثمانیہ کے ماتحت ایک صوبہ تھا۔ چنانچہ آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف کے مذکورہ بالا سجادہ نشین / نقیب الاشراف کے دورِ نقابت میں سلطنتِ ترکی پر مندرجہ ذیل خلفاء آئے

۱۔ خلیفہ عثمانی سلطان عبدالحمید ثانی۔ (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۰۹ء)

۲۔ خلیفہ عثمانی سلطان محمد خامس۔ (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۱۷ء)

۳۔ خلیفہ عثمانی وحیدالدین محمد سادس۔ (۱۹۱۷ء۔ ۱۹۲۲ء)

۴۔ خلیفہ عثمانی عبدالمجید ثانی۔ (۱۹۲۲ء۔ ۱۹۲۳ء)

Marfat.com

۵۔ ان کے بعد مصطفیٰ کمال پاشا ۱۹۲۴ء میں اقتدار میں آ گئے اور نام نہاد جمہوریت کا آغاز ہوا (۲۷)۔

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ جب رجب المرجب ۱۳۱۷ھ/ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں بغداد شریف گئے تو اس وقت السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی نقیب الاشراف کی عمر ۵۴ برس تھی جبکہ خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی عمر ۴۹ برس تھی اور جب ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/ فروری ۱۹۰۳ء میں اپنے وطن کو واپسی کے لیے بغداد سے روانہ ہوئے تو آپؒ کی عمر ۵۳ سال تھی جبکہ نقیب الاشراف مذکور ۵۸ برس کے ہو چکے تھے (۲۸)۔

السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی کو عراقی حکومت میں اوّلین رئیس الوزراء (وزیر اعظم) کا درجہ حاصل تھا۔ بغداد کے گورنر (والی بغداد) کے ہاں بھی کوئی اہم سرکاری مرتبہ حاصل تھا۔ آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف کے نقیب الاشراف اور متولی اوقاف کا تقرر براہ راست ترکی کی حکومت کے سلطان اور شیخ الاسلام کرتے تھے۔ اس لئے السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی کو سلطان ترکی عبدالحمید کے ہاں بھی نہایت باعزت مقام حاصل تھا (۲۹)۔

السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانیؒ خانوادۂ گیلانیہ کے سردار، ممتاز شیخ طریقت، رئیس الاتقیاء، جیّد عالم دین، ماہر مدرس، مفتی، محدث، مفسر، اعلیٰ درجے کے منتظم، سیاسی مدبر، فلاحی راہنما اور صاحب اسلوب

Marfat.com

ماہر ادب ولغت تھے۔انہوں نے اپنی زندگی کے ہر دور میں ان تمام شعبہ جات میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں (۳۰)۔جن پر سلطان ترکی سلطان عبدالحمید ثانی (۱۸۷٦ء ۱۹۰۹ء) نے آپ کو درج ذیل مناصب سے نوازا تھا۔

مناصب

ا۔ کبار المدرسین (صدرالمدرسین/عراق کے انسپکٹر آف سکولز)

۲۔ رتبة موالی المخرج (خراج، عشر اور زکوٰۃ کے افسر)

۳۔ رتبة بلاد الخمس (افسر بلاد خمس/خمس دینے والے شہروں کے افسر)

۴۔ آپ کو شیخ الحرمین الشریفین کے باعزت منصب پر فائز کیا گیا تھا۔

۵۔ استنبول کے پایہ سی کا اعلیٰ منصب دیا گیا تھا (۳۱)۔

اورسلطان عبدالمجید ثانی (۱۹۲۲ء۔۱۹۲۳ء) نے درج ذیل تمغہ جات (Medals) عطا کئے تھے۔

تمغہ جات (Medals)

ا۔ تمغہ بنام وسام مجیدی عثمانی درجہ اوّل / *Medal Majeedi Usmani Grade-I*

۲۔ تمغہ بنام وسام مجیدی عثمانی درجہ دوم / *Medal Majeedi Usmani*

Marfat.com

Grade-2

۳۔ تمغہ بنام وسام مجیدی عثمانی درجہ دوم / Medal Majeedi Usmani

Grade-2

۴۔ تمغہ بنام وسام الجہاد / تمغہ جہاد / Medal of Jehad

۵۔ تمغہ بنام دانشمند وفیر / Medal of the greatest Scholar (۳۲)

حکومت برطانیہ نے ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۰ء کے دوران اس کے ساتھ تعاون کرنے پر اور عراق بغداد اور بصرہ وغیرہ میں رفاہی خدمات انجام دینے پر آپ کو "سر" (Sir) کا ممتاز خطاب دیا (۳۳)۔

تحریرات

السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی کی حسب ذیل تحریرات نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

۱۔ التعالیق علیٰ تفسیر القرآن روح المعانی للسیّد الشیخ شہاب الدین سیّد محمود الآفندی الآلوسی (۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء ـــ ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) مفتی بغداد

۲۔ تقریظ علیٰ کتاب شرح سقط الزند تصنیف العلامة السید ابراهیم فصیح الحیدری

Marfat.com

۳۔ التعالیق علیٰ کتاب بهجة الاسرار للشطنوفی علی بن یوسف بن حریز ابو الحسن نور الدین الشّافعی م ۱۳۱۷ھ/۱۳۱۳ء

۴۔ المراسلات الادبیه والعلمیه بینه و بین الملک عبدالعزیز بن السعود بالمملکة العربیه السعودیة فی النجد فی سنة ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء(۳۴)

حضرت السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانیؒ کی آستانہ عالیہ غوثیہ پر دیگر خدمات

السیّد عبدالرحمٰن المحض الگیلانیؒ کی آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف پر دیگر خدمات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ درگاہ کے جملہ امور کا روزانہ خود معائنہ کرتے تھے۔

۲۔ درگاہ پر گھڑیال کو تعمیر کیا۔

۳۔ نئی وضوگاہ بنام شاذ روان تعمیر کی۔

۴۔ درگاہ عالیہ کی دوسری منزل کو مستحکم کیا۔

۵۔ درگاہ عالیہ کے مدرسہ عالیہ کی عمارت کو از سر نو تعمیر کروایا، آباد کیا اور تدریس کا معیار بلند کیا۔

۶۔ نئے فاضل اساتذہ کا اضافہ کیا۔ طلبہ کی تعداد میں اضافہ کیا۔

Marfat.com

۷۔ الجامع الکبیر/۳۔المسجد الجامع الکبیر (بڑی جامع مسجد) میں اہم اصلاحات کیں اور محراب ومنبر کواز سرِنو تعمیر کروایا۔

۸۔ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ کے آغاز پر وزیراعظم ترکی انور پاشا بغداد آئے۔ درگاہ شریف پر حاضری دی اور آپؒ سے درخواست کی کہ حضرت غوث اعظمؒ کے روضہ شریف پر مجاہدین کے لشکروں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔آپؒ نے دعا کی تو اس کے پراثر الفاظ سے وزیراعظم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس نے آپؒ کی دست بوسی کی (۳۵)۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے بغداد پر انگریزوں کے قبضہ (۱۹۱۸ء ___ ۱۹۲۰ء) کے دور میں آپؒ نے یہ مساعی انجام دیں کہ بغداد شریف میں قومی، وطنی عربی حکومت قائم ہو جائے۔ یہ مساعی اس دانشمندانہ اسلوب سے واقع ہوئیں کہ انگریزی حکومت اور دیگر یورپی اقوام جو شرق اوسط میں اپنی کالونیاں/ بستیاں بنارہی تھیں سب خوش ہو گئے اور آپؒ کو انگریزی حکومت کی جانب سے ''سر'' (Sir) کا خطاب اور ممتاز تمغہ دیا گیا (۳۶)۔

۹۔ ۱۹۲۱ء میں جب شاہ حجاز، شریف حسین بن علی (۱۹۱۵ء ___ ۱۹۲۴ء) نے آپ کو لکھا کہ وہ اپنے بیٹے الفیصل کو عراق کا حکمرن بنا کر بھیج رہا ہے۔ آپؒ اس کی مدد فرمائیں تو آپؒ نے اس کا استقبال کیا اور

Marfat.com

عراق میں اس کی حکومت کو استحکام بخشا۔ جو ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۳ء تک قائم رہی۔ اس درخواست کی وجہ یہ تھی کہ عراق کے عوام وخواص میں حضرت غوث اعظمؒ کے دربار کے نقیب الاشراف اور متولی ہونے کی بنا پر آپؒ کا اثر ورسوخ اس قدر زیادہ تھا کہ وہاں کوئی بھی حکومت آپؒ کی مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی تھی (۴۷)۔

دربار عالیہ کے سجادہ نشین/نقیب الاشراف کو حضرت غوث اعظمؒ کا حکم

جس دن حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ آستانہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف پہنچے اس سے ایک رات قبل حضرت غوث اعظمؒ اپنے دربار کے سجادہ نشین/نقیب الاشراف السید عبدالرحمٰن المحض الگیلانی کو خواب میں ملے اور انہیں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا حلیہ دکھا کر ارشاد فرمایا:

''یہ محبوب عالم آج ہی ہندوستان سے آئے ہیں۔ یہ ہمارے فرزند ہیں اور یہ صرف نام ہی کے محبوب نہیں بلکہ حقیقت میں بھی ہمارے محبوب ہیں۔ ان کی ہر قسم کی آسائش کا خیال رکھا جائے۔ ہماری طرف سے ان کو سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازات دی جائیں، ہماری فلاں فلاں کتب وظائف انہیں دے دی جائیں اور ان کے لئے ہمارے آستانہ عالیہ کے کتب خانے

Marfat.com

کا دروازہ کھول دیا جائے (۳۸)۔"

نقیب الاشراف کے ہاں قیام بطور مہمان خصوصی، ان کا آپؒ سے حسن سلوک اور آپؒ کے روابط کا ان کے ساتھ مستحکم ہونا

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ خود ایک ممتاز زمانہ شخصیت تھے۔ ریاست رامپور میں دس سال تک اس ریاست کی دو انتہائی عدالتوں عدالت صدر مرافعہ (سپریم کورٹ) اور انتہائی عدالت اپیل سلطانی / اجلاس ہمایونی (نواب سیّد کلب علی خان والی ریاست رامپور کے حضور اپیل کی آخری عدالت) کے نائب مفتی اعظم (ڈپٹی چیف جسٹس آف اسٹیٹ) کے جلیل القدر منصب پر فائز رہے تھے۔ جس کے سبب سلطان ترکی سلطان عبدالحمید ثانی کے ہاں بھی نمایاں عزت و احترام پایا تھا۔ چنانچہ یہاں بغداد شریف میں بھی نقیب الاشراف السید عبدالرحمن المحض الگیلانی نے آپؒ کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر آپؒ کو خاص اعزاز دیا۔ آستانہ عالیہ سے آپؒ کے لئے ماہوار وظیفہ جاری کر دیا۔ جملہ ساز و سامان سے آراستہ دو کمروں پر مشتمل رہائش گاہ کا انتظام کیا اور آپؒ کی خدمت کے لئے دو خدام بطور خاص مقرر کر دیے جن کو آستانہ عالیہ سے باقاعدہ وظیفہ ملتا تھا۔ اس طرح حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ بغداد میں حضرت نقیب الاشراف کے مہمان

Marfat.com

خصوصی کے طور پر قیام پذیر ہوئے۔ پھر آہستہ آہستہ آپ کے ان کے ساتھ نہایت قریبی، دوستانہ اور برادرانہ انداز پر محبت و احترام کے روابط قائم اور مستحکم ہو گئے (۳۹)۔

اس کے علاوہ بغداد شریف کے دیگر علماء و مشائخ اور امراء نے بھی آپؒ کی خصوصی قدر و منزلت کی اور آپؒ کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؒ کبھی کسی سے سوال نہ کرتے تھے اور ہمیشہ متوکّل علی اللہ رہتے تھے (۴۰)۔

علاوہ ازیں بغداد میں عوام و خواص آپؒ سے بکثرت بیعت ہوئے اور وہاں آپؒ کا مستقل طور پر ایک حلقۂ ارادت و طریقت قائم ہو گیا (۴۱)۔

قیام بغداد کے اہم واقعات

قیام بغداد شریف کے دوران اور اکتوبر ۱۸۹۹ء سے فروری ۱۹۰۳ء تک جو تقریباً چار (۴) سال کے عرصہ پر محیط ہے (۴۲)۔ آپؒ نے جو کمالات حاصل کئے اور جن قیمتی مصروفیات میں وقت گزارا وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ریاضات، مجاہدات اور چلّہ کشی

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے دریائے دجلہ کے کنارے اندر کی جانب ۱۰ گز × ۱۰ گز (۹۰۰ مکعب فٹ) کا ایک شرعی تالاب بنوایا۔ جس میں وضو اور غسل وغیرہ شرعی رو سے صحیح ہوتے ہیں۔ اس تالاب میں بہاؤ

کے رخ سے دریا کا پانی تالاب کے اندر داخل ہوتا تھا اور اس کے مقابل دوسری طرف سے باہر نکل کر دریا میں جا گرتا تھا۔ اس طرح دریا کا پانی اس تالاب میں دریا کے بہاؤ کی صورت جاری ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے دریا کی مچھلیاں بھی اس تالاب میں آ جاتی تھیں۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اس تالاب میں اس طرح کھڑے ہو کر کہ پانی آپؒ کے سینے تک آتا تھا، تقریباً ایک سال تک پے در پے شدید ریاضات، مجاہدات اور چلہ کشی کی اور عملیات کی معتبر کتب میں مندرج جملہ عملیات کے کامیاب چلے کاٹے۔ آپؒ نے اس دوران ایسی استقامت کا مظاہرہ کیا کہ مچھلیاں آپؒ کی پنڈلیوں کا گوشت کھا جاتی تھیں مگر آپؒ کا پائے ثبات متزلزل نہ ہوتا تھا۔ چند سال بعد جب آپؒ نے سیدا شریف میں قیام اختیار کیا تو خدام جو پنڈلیاں دباتے تھے وہ آپؒ کی پنڈلیوں میں جگہ جگہ ایسے گڑھے بنے ہوئے دیکھتے تھے جہاں سے مچھلیوں نے گوشت کھایا تھا۔ وہ گڑھے وقت گزرنے کے ساتھ بھی پوری طرح ہموار نہ ہوئے تھے (۴۳)۔

وہ کتب جن سے ریاضتوں اور چلہ کشی میں استفادہ کیا

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے بغداد شریف میں دریائے دجلہ کے کنارے ریاضات، مجاہدات اور چلہ کشی میں عملیات کی جن معتبر کتابوں سے استفادہ کیا انکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

ا۔ **شمس المعارف الکبریٰ ولطائف العوارف**
تصنیف: البونی الامام شرف الدین احمد بن علی القرشی م۶۲۲ھ، طبع حجر مصر ۱۲۹۱ھ اربعہ اجزاء/المطبعة الحسینیة مرارا/مطبعة شرکة التمدن الصناعیة ۱۳۱۸ھ

۲۔ **لطائف المنن فی مناقب ابی العباس المرسی وشیخہ ابی الحسن الشاذلیؒ** تصنیف: ابن عطاء اللہ السکندری، تاج الدین احمد بن محمد بن عبدالکریم عطاء اللہ السکندری/ الاسکندری م۷۰۹ھ طبع تونس ۱۳۰۴ھ

۳۔ **شموس الانوار وکنوز الاسرار الکبری:** تصنیف ابن الحاج التلمسانی/ الفاسی، ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری القیروانی م۷۳۷ھ

۴۔ **الدر النظیم فی فضائل القرآن العظیم** : الیافعی الامام، ابومحمد عبداللہ بن اسعد الیمنی الشافعی (۶۹۸ھ۔۷۶۸ھ) طبع اوّل حجر مصر ۱۲۸۲ھ/طبع ثانی مصر ۱۳۱۵ھ

۵۔ دائرۃ النعیم: الیافعی، الامام، ابومحمد عبداللہ بن اسعد م ۷۶۸ھ طبع اوّل حجر مصر ۱۲۸۲ھ/طبع ثانی مصر ۱۳۱۵ھ

۶۔ **المفاخر العلیہ فی المآثر الشاذلیہ** تصنیف: ابن عیاد الشافعی الشیخ احمد بن محمد بن عیاد، طبع حجر مصر ۱۲۷۳ھ/۱۲۹۳ھ

Marfat.com

۷۔ درّۃ الاسرار و تحفۃ الابرار، فی مناقب ابی الحسن الشاذلیؒ، تصنیف: ابن صبّاغ محمد بن ابی القاسم الحُمَیْدی، طبع تونس ۱۳۰۴ھ (۴۴)

۲۔ اکابر طریقت/صوفیہ سے اجازات

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے بغداد شریف میں موجود اس وقت کے اکابر ارباب طریقت سے ملاقات کی اور ان سے ان کے سلاسل کی اجازات حاصل کیں۔ خصوصاً سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت حضرت غوث اعظمؒ کی روح مبارک کے امر سے آستانہ عالیہ بغداد شریف کے سجادہ نشین/نقیب الاشراف السیّد عبدالرحمن المحض الگیلانیؒ نے آپ کو پیش کی۔ جن کے بارے میں تحریر ہے کہ وہ منصب نقابت کے ساتھ ساتھ طریقہ قادریہ عظمٰی کے عظیم شیخ بھی تھے۔ چنانچہ الدرّوبی لکھتا ہے:

"وَ ضَمّ اِلی نقا بته مشیخة الطریقة القادریة العظمیٰ(۴۵)

ترجمہ: "اوران کے منصب نقابت کے ساتھ الطریقة القادریة العظمیٰ کے عظیم شیخ طریقت کی حیثیت بھی ضم تھی۔"

Marfat.com

اور سلسلہ عالیہ شاذلیہ کی اجازت بغداد شریف کے ایک ممتاز شیخ طریقت شاذلیہ سے حاصل کی اور انہیں سے سلسلہ عالیہ شاذلیہ کی درج ذیل کتب کی اجازات حاصل کیں (۴۶)۔

۱۔لطائف المنن فی مناقب ابی العباس المرسی وشیخه ابی الحسن الشاذلیؒ

۲۔المفاخر العلیه فی المآثر الشاذلیه

۳۔ اس زمانے میں بغداد کے معاصر علمائے کبار ومشائخِ عظام

۱۔ الشیخ عیسٰی البند تیجی۔(یہ بزرگ سلسلہ عالیہ قادریہ میں الشیخ عبدالرّحمن المحض الگیلانی کے شیخِ طریقت تھے۔)

۲۔ اوران کے دوست الشیخ ابراھیم فصیح الحیدری۔

۳۔ الشیخ عبدالسلام مدرّس الحضرة الگیلانیه القادریة(مدرّس مدرسة الگیلانیة القادریة)۔

۴۔ السید رجب الافغانی۔

۵۔ الشیخ داؤدالنقشبندی۔

اوپر درج پانچوں علمائے کرام سیّد عبدالرحمٰن المحض الگیلانی کے اساتذہ بھی تھے اور معاصر بھی (۴۷)۔

Marfat.com

۶۔ محمد آفندی المرحوم چراغِ خانوادہ آل الجمیل۔

۷۔ مصطفی آفندی المرحوم چراغِ خانوادہ آل الجمیل۔

۸۔ السید شاکر الآلوسی المرحوم ۔

۹۔ السید نعمان خیری الآلوسی المرحوم۔

۱۰۔ السید محمود شکری الآلوسی۔ مصنف کتاب **بلوغ الارب**

فی معرفة علوم العرب

۱۱۔ الشیخ عبدالوھاب النّائب۔

۱۲۔ السیّد محمد سعید آفندی الزھاوی المفتی (۴۸)۔

۴۔ بغداد شریف کے اکابر محدثین سے اجازات

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے بغداد شریف کے اکابر محدثین سے حدیث کی اسناد عالیہ حاصل کیں (۴۹)۔

۵۔ دربار عالیہ غوثیہ کی لائبریری (کتب خانہ) سے خصوصی استفادہ اور شیخ اکبرؒ کی کتب کا تحقیقی مطالعہ

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے ایک سال تک حضرت غوث اعظمؒ کے دربار عالیہ پر موجود لائبریری (کتب خانہ) سے اسلامی تصوف کی نہایت اہم مطبوع اور مخطوط کتب کا مطالعہ فرمایا اور بغداد شریف کے بعض اکابر علماء اور مشائخ کی رہنمائی میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

Marfat.com

(۵۶۰ھ/۱۱۶۴ء ___ ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کی کتب کا بطور خاص تحقیقی مطالعہ کیا جن میں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کو اہم حیثیت حاصل ہے(۵۰)۔

۶۔ روضہ شریف پر اعتکافات/مراقبات

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے حضرت غوث اعظمؒ کے روضہ شریف پر مسلسل دو سال اعتکافات اور مراقبات کئے یہاں تک کہ آپؒ کو نسبت قادریہ کامل عروج کے ساتھ حاصل ہوگئی تو حضرت غوث اعظمؒ کی طرف سے آپؒ کو درجۂ نیابت پر فائز کیا گیا(۵۱)۔

۷۔ بنو ہاشم کے آبائی خاندان سے تعلقات اور ان کے ہاں شادی

قیام بغداد کے دوران ہی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی ملاقات اپنے خانوادہ بنو ہاشم کے چند معزّزین سے ہوئی۔ حسبی نسبی تعلقات نکل آئے تو ان بزرگوں کی پیشکش پر آپؒ نے وہاں شادی بھی کر لی۔ یہ آپؒ کی تیسری شادی تھی۔ آپؒ کی ان زوجہ محترمہ کا نام بھی محفوظ نہیں ہے اور ان سے ہونے والی اولاد کا بھی علم نہیں ہے۔ جب آپؒ بغداد شریف سے برصغیر واپس آ گئے تھے تو اپنی وفات تک ہر مہینے بذریعہ منی آرڈر باقاعدگی سے اپنی ان زوجہ محترمہ کو اخراجات بھیجتے تھے۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے بغداد شریف کے اس ہاشمی خانوادہ کے بزرگوں سے اپنے شجرہ نسب کا ایک مصدّقہ نسخہ بھی

حاصل کیا جو سیدا شریف میں آپؒ کے آستانہ عالیہ پر موجود ہے (۵۲)۔

۸۔ قیمتی ذخیرہ کتب خرید کر برصغیر لائے

بغداد شریف سے واپسی پر آپؒ نے عالم عرب کی مطبوعہ اہم عربی کتب کا ایک وافر ذخیرہ بھی خرید کیا اور اسے اپنے ساتھ برصغیر لے کر آئے۔ یہ ایسی قیمتی اور نادرونایاب کتب تھیں جو اس وقت برصغیر میں نہ تو کسی سرکاری لائبریری میں موجود تھیں نہ کسی یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود تھیں اور نہ ہی کسی پبلک لائبریری میں دستیاب ہوسکتی تھیں۔ اسی طرح کسی اہل علم کی ذاتی لائبریری میں بھی ان کا ملنا محال تھا (۵۳)۔

۹۔ آستانہ عالیہ غوثیہ پر ایک مرد غیب سے ملاقات، جو اپنے مقام سے گر گیا تھا اور اس کا قصہ

آستانہ عالیہ حضرت غوث اعظمؒ پر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو مردان غیب میں سے تھا مگر اپنی غلطی کی بنا پر اپنے بلند مقام سے گر گیا تھا۔ اس غم میں ہر وقت روتا رہتا تھا اور مسلسل آنسو بہنے سے اس کے رخساروں پر آنسو بہنے کے رستے بن گئے تھے۔ آپؒ کے دریافت کرنے پر اس نے اپنا واقعہ یوں سنایا۔

''میں حج کے لئے بیت اللہ شریف پہنچا اور پھر حج کے بعد وہیں پہ قیام کر

Marfat.com

لیا اور لوگوں کو پانی پلانے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ایک مرتبہ تین نقاب پوش خواتین پانی پینے کے لئے کنویں پر آئیں۔میں نے انہیں پانی دیا تو ان میں سے ایک خاتون نے نقاب ہٹا کر پانی پینا شروع کیا۔میری نظر اس کے لازوال اور بیمثال حسن پر پڑی اور وہیں ٹک گئی۔اس خاتون نے غیرت میں آ کر مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا جس سے میں بے ہوش ہو گیا۔جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک وادی میں پایا۔میرے نیچے ایک مصلّیٰ تھا اور سامنے ایک تسبیح پڑی ہوئی تھی۔میرے قریب ہی تین اور مصلّے بھی پڑے ہوئے تھے جن پر وہ تینوں نقاب پوش خواتین یادالٰہی میں مشغول بیٹھی تھیں۔میں بھی یادالٰہی میں مشغول ہو گیا۔کھانے کا وقت آیا تو اچانک انواع واقسام کے کھانوں سے بھرے ہوئے چار طشت ہم چاروں کے مصلّوں پر آ گئے۔ہم کھانا کھا چکے تو وہ طشت غائب ہو گئے۔اسی طرح مجھے اس وادی میں بارہ سال کا عرصہ بیت گیا۔ایک روز مجھے میرے اہل خانہ کی یاد نے ستایا تو میں نے کھانا کھا کر ایک طشت کو چھپا لیا کہ اسے بیچ کر زادِراہ بنالوں گا۔میرا یہ عمل توکّل کے خلاف تھا۔جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شام کو غیب سے کھانا نہ آیا۔ان تینوں خواتین نے ایک دوسری کی جانب تیز نگاہ سے دیکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم میں سے کسی کی خیانت کے بغیر کھانا بند نہیں ہو سکتا تھا۔چنانچہ ایک خاتون نے پھر مجھے اس زور سے طمانچہ مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا۔جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک سمندر کے کنارے پڑا ہوا پایا۔یہاں میں

Marfat.com

نے گریہ وزاری کی اور اپنی خطا کی معافی مانگی تو تقریباً تین ماہ بعد مجھے معافی کی نوید سنائی گئی اور تنبیہ کی گئی کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔

پھر وہی پردہ پوش خواتین ظاہر ہوئیں تو انہوں نے بتایا کہ اب تمہاری ذمہ داری اس سمندری علاقے پر فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک ہے۔ اب اس علاقے سے بحری جہازوں کو سلامتی کے ساتھ گزارنا یا غرق کر دینا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ یاد رکھو جیسے حکم ملے ویسے ہی کرنا اب اگر غلطی کی تو معافی نہیں ہوگی۔ یہ کہہ کر وہ خواتین چلی گئیں اور میں غیبی احکامات کے تحت اپنی ذمہ داری نبھانے لگا۔ تقریباً ایک سال اسی طرح گزر گیا میرے ایک اشارے پر جہاز میرے علاقے سے سلامتی کے ساتھ گزر جاتے تھے اور میری انگلی کے ایک اشارے پر ڈگمگا جاتے تھے، بھنور میں گھر جاتے تھے یا غرق ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ایسا جہاز میری سمندری حدود میں داخل ہوا جس پر خواتین اور بچے سوار تھے۔ ان کا تعلق کسی جنگ کے مقتولین اور مفتوحین سے تھا۔ مجھے حکم ہوا کہ اسے غرق کر دیا جائے۔ میں نے اشارہ کیا تو امواج اٹھیں، بھنور بنے اور وہ جہاز ان میں گھر گیا۔ خواتین اور بچے چیخنے لگے اور مدد کے لئے پکارنے لگے۔ مجھے ان پر رحم آ گیا۔ میں نے انگلی سے دوسرا اشارہ کیا تو پانی ساکن ہو گیا۔ مجھے دوبارہ حکم ملا کہ اسے غرق کر دیا جائے، میں نے دوبارہ انگلی سے اشارہ کیا تو پھر طوفان اٹھا اور جہاز اس میں گھر گیا۔ دوبارہ چیخ و پکار شروع ہو گئی

Marfat.com

تو مجھے پھر رحم آ گیا۔ اور میں نے اشارے سے جہاز کو پھر بچا لیا۔ ازاں بعد زوردار حکم ہوا کہ جہاز کو غرق کر دو۔ دیر نہ کرو۔ میں نے پھر اشارہ کیا تو جہاز تلاطم سے زیر وزبر ہونے لگا۔ اب کہ زیادہ زور سے چیخ و پکار شروع ہوئی تو مجھے پھر رحم آ گیا اور میں نے ان عورتوں اور بچوں کو بچانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ میری انگلی کے اشارے سے پانی ساکن ہو گیا اور جہاز میری سمندری حدود سے بسلامت گزر گیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اگلی سمندری حدود کے قطب نے ایک ہی اشارے سے اسے غرق کر دیا۔

اب وہی نقاب پوش خواتین دوبارہ ظاہر ہوئیں اور مجھے شدید ڈانٹ ڈپٹ کی کہ تم نے اپنے فرائض سے غفلت برتی ہے اور حکم عدولی کی ہے۔ اب تمہیں کسی صورت بھی معافی نہیں ہو گی۔ پھر مجھے ایک صحرا میں پھینک دیا گیا اور میں اس صحرا میں ادھر ادھر بھٹکتا رہا، ٹھوکریں کھاتا رہا اور مصائب اٹھاتا رہا۔ آخر کار آستانہ عالیہ حضرت غوث اعظمؒ پر پہنچ گیا۔ اب دو سال سے یہاں پڑا ہوں کئی بار معافی مانگی مگر نہ معافی ملی ہے اور نہ ہی باریابی ہوئی ہے۔''

پھر اس شخص نے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سے درخواست کی کہ آپؒ حضرت غوث اعظمؒ کے محبوب ہیں دربار حضرت غوث اعظمؒ میں اس کے لئے سفارش فرمائیں تاکہ معافی مل جائے۔ آپؒ نے اس شخص سے سفارش کا وعدہ کر لیا اور اسے بتایا کہ وہ خواتین رجال غیب میں سے تھیں۔ یہ رجال غیب

Marfat.com

بڑے باکمال اور زبردست قوتوں کے مالک ہوتے ہیں (۵۴)۔

۱۰۔ وہ مردِ غیب آپؒ کے حلقہء تربیّت میں

پھر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے حضرت غوث اعظمؒ کی روح مبارک کی خدمت میں اس شخص کے لئے معافی کی سفارش کی تو آپؒ نے یہ سفارش قبول فرمائی اور محض حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی خاطر اسے معاف فرما دیا اور اس کی تربیت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ہی کے ذمہ لگادی۔ آپؒ نے تقریباً تین ماہ تک اسے نقشبندی مجدّدی سلوک کی تربیت دی اور خلافت واجازت سے نوازا۔ روح حضرت غوث اعظمؒ کی جانب سے معافی ہو جانے پر اور حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی جانب سے مزید نوازشات کی بنا پر وہ شخص آپؒ کے حضور نہایت ممنون اور شکر گزار ہوا اور پھر مطمئن ہو کر خلق خدا کی رشد و ہدایت کے کام میں مشغول ہو گیا (۵۵)۔

۱۱۔ حضرت خواجہ سیّد محمد توّکل شاہ انبالویؒ کی روح مبارک سے ملاقات

بغداد شریف میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے قیام کے دوران یہ تمام مصروفیات باعث فیوض و برکات ہوئیں اور آپؒ حضرت غوث اعظمؒ کی طرف سے ان کے درجۂ نیابت پر فائز ہوئے لیکن دردِ فراق کی وہ کیفیت، جو حضرت خواجہ سیّد محمد توّکل شاہ انبالویؒ کے وصال کے بعد آپؒ پر طاری ہوئی تھی، اس میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ آخر کار ایک روز آپؒ کے پیشوائے

Marfat.com

پاک حضرت خواجہ سیّد محمد توکّل شاہ انبالویؒ کی روح مبارک تشریف لائی اور آپؒ کو عالم بیداری میں اس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پیشوائے پاکؒ کی روح مبارک سے یہ ملاقات آپؒ کے لئے باعث اطمینان ثابت ہوئی اور وہ اضطراب مسلسل اور غمِ دوام جو شیخ طریقت کے وصال کے بعد آپؒ پر طاری ہوئے تھے اور جس کے تحت آپؒ نے سفر ترکی بھی کیا اور سفر بغداد بھی۔ اور ریاضات ومجاہدات بھی کئے، چلے بھی کاٹے اور اعتکافات بھی کئے۔ وہ سب شیخ طریقت حضرت خواجہ سیّد محمد توکّل شاہ انبالویؒ کی روح مبارک سے ملاقات کے بعد دور ہو گئے۔ درد وغم فراق کے بادل چھٹ گئے اور قرب و وصل کی دولت اور سرخوشی میّسر آ گئی (۵۶)۔

Marfat.com

۱۲۔ پیشوائے پاکؒ کی طرف سے اور حضرت غوث اعظمؒ کی طرف سے وطن کی جانب واپسی کا حکم

پھر آپؒ کے پیشوائے پاک حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہؒ نے حکم دیا ''محبوب عالم! اب آپ جلدی سے میرے پاس واپس آ جایئے۔'' ازاں بعد حضرت غوث اعظمؒ کی روح مبارک نے بھی ارشاد فرمایا ''محبوب عالم! آپ کے پیشوا آپ کو لینے آ گئے ہیں۔ آپ ان کے حکم کی تعمیل کیجئے، اپنے وطن واپس چلے جایئے اور وہاں اپنے فیضان کا سرچشمہ جاری کیجئے پھر آپ کو اوتاد کرم کا منصب عطا کیا گیا (۵۷)۔'' چنانچہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/فروری ۱۹۰۳ء کو بغداد شریف سے برصغیر واپسی کیلئے روانہ ہو گئے۔

۱۳۔ سات سالہ طویل پریشانی کا سبب ''حقیقت شیخ'' سے جدائی جو تمام حقائق، تمام صفات، تمام اسمائے الٰہیہ اور مبادی تعینات کی جامع ہوتی ہے

حضرت خواجہ محبوب علم نقشبندیؒ کو گذشتہ صفحات پر مذکور سات (۷) سالہ طویل پریشانی جس وجہ سے پیش آئی وہ بھی حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہؒ کی وفات ۴۔ اگست ۱۸۹۷ء کے بعد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سے ان کے شیخ کی حقیقت/حقیقت شیخ کا غائب ہونا ہے۔ اس کی توضیح میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ملفوظات موسوم بہ حیٰوۃ الرّوح کے صفحہ ۱۸ سے ملفوظ نمبر ۳۷ کے تحت مندرج آپؒ کا ارشاد مبارک ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''ایک روز ارشاد ہوا کہ جس روز پیشوا کا وصال ہوتا ہے اس روز ہر ایک مرید پر خواہ دور ہو یا قریب، حاضر ہو یا غائب ہو۔ اس کی عقیدت ومحبت کے مطابق یا حصول مقامات کے موافق پیر کی نسبت سے ایک خاص فیضان جس کو ''حقیقت شیخ'' سے موسوم کرتے ہیں سب مریدوں پر پڑتا ہے۔ یہی فیضان عمر بھر بلکہ قیامت کے دن اور بہشت میں مرید کے تمام معاملات ظاہری وباطنی کا ہر طرح سے کفیل رہتا ہے۔ بشرطیکہ مرید اس کی نگہداشت سے کسی بھی وقت غافل نہ ہو۔ جو مرید اس کی حفاظت پوری رکھے اس کے تمام معاملات کی کل

Marfat.com

سیدھی ہو جاتی ہے۔ اور جو مرید اس فیضان کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ دوسرے کاموں میں متوجہ ہو اور پیشوا کی حضوری کے بغیر مڑے اور عافیت تلاش کرے تو وہ طرح طرح کی الجھنوں اور تکلیفوں میں پھنس کر ہمیشہ مبتلائے رنج و آلام رہتا ہے۔ اس کے تمام معاملات درہم و برہم ہو جاتے ہیں اور کسی وظیفے اور کسی عمل سے بھی اس کی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ ہم نے اس غلطی میں سات برس سخت پریشانی میں گزارے۔ بغداد شریف تک پھرے مگر کہیں بات نہ بنی۔ آخر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل و احسان کیا کہ حضرت مرشد خواجہ پاک انبالوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی روح مبارک نے یہ معاملہ کھولا اور ہم اس طرف متوجہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسی روز سے معاملہ بدل گیا اور دوسرا ہی رنگ ہو گیا۔

حق سبحانہٗ کا فرمان سچا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حتّٰی یُغَیِّرُوا ما بأَنْفُسِهِمْ

(سورة الرعد:۱۳:۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو خود تبدیل نہ کرے (۵۸)۔

۱۴۔ اس حوالہ سے قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی خاص نصیحت

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اپنی اس سات سالہ طویل

پریشانی کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خلیفہ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو بطور خاص درج ذیل نصیحت کی۔

''مولوی صاحب آپ کی عمر چھوٹی ہے یعنی قریباً اکیس سال ہے۔ اور آپ نے میرے بعد بہت وقت گزارنا ہے۔ لہٰذا میری قبر کو نہ چھوڑنا اور یہاں حاضری دیتے رہنا۔ اگر آپ اپنے جسم کے ساتھ میرے پاس آئیں گے تو میں بصورت روح آپ کو ملا کروں گا۔ پھر حضرت مولانا روم علیہ الرّحمۃ کا یہ شعر پڑھا:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ سمجھنا۔ اگر آپ جسمانی صورت میں میرے پاس آیا کریں گے تو میں بصورت روح آپ سے ملاقات کیا کروں گا (۵۹)۔''

۱۵۔ اور اسی حوالہ سے حضرت قطب الارشادؒ کی راقم کو نصیحت

راقم کے پیشوا قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ نے جہاں راقم کو بہت سی نصائح کیں وہاں درج ذیل دو نصائح خاص طور پر ارشاد فرمائیں۔

Marfat.com

ا۔ جب میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی خدمت میں فیض یاب ہوا تھا تو میری عمر بالکل تمہاری عمر جتنی تھی۔تم نے میرے بعد بہت وقت گزارنا ہے لہٰذا میرا چہرہ جس قدر دیکھ سکتے ہو دیکھ لولیکن اس کے بعد کسی اور بزرگ کا چہرہ نہیں دیکھنا نہ کسی کے پاس جانا ہے۔ازاں بعد حضرت قطب الارشادؒ نے مجھے دو تھپڑ لگائے اور ارشاد فرمایا۔

''بچہ غلطی کر بیٹھے تو تھپڑ لگانا بے سود ہے۔ میں تمہیں یہ دو تھپڑ پیشگی لگا رہا ہوں۔تاکہ میرا چہرہ دیکھنے کے بعد تمہیں کسی اور بزرگ کے چہرے کو دیکھنے کی ہمّت ہی نہ ہو۔''

ازاں بعد برائے تسلّی ارشاد فرمایا: ''جو نعمت میرے پاس موجود ہے وہ میں نے سب تمہیں دیدی ہے اور جو نعمت اس سے بڑھ کر کسی اور بزرگ کے پاس ہوگی خواہ وہ زندہ ہو یا فوت شدہ میں خود اس سے لے کر تمہیں دوں گا۔''

۲۔ میری قبر کو نہ چھوڑنا کم از کم دس سال۔تاکہ اس سے ''حقیقتِ شیخ'' کا فیضان تمہارے باطن میں خوب جگہ پکڑ لے۔اور یہ بھی یاد رکھنا کہ میں اپنی وفات کے بعد بھی تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ بصورتِ روح تمہارے ساتھ رہوں گا۔ پھر آپ نے حضرت مولانا رومؒ کا وہی شعر پڑھا جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے آپ کے سامنے پڑھا تھا۔ یعنی

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

ترجمہ: مجھے اپنی طرح زندہ سمجھنا۔اگر آپ جسمانی صورت میں میرے پاس آیا

کریں گے تو میں بصورت روح آپ سے ملاقات کیا کروں گا(۶۰)۔"

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کا برصغیر کی جانب واپسی کا سفر براستہ ایران، بخارا و افغانستان

۱۔ ایران سے گذر

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے بغداد شریف سے واپسی کا سفر ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/فروری ۱۹۰۳ء کو جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، خشکی کے راستے اختیار کیا(۶۱)۔ چنانچہ ایران سے ہوتے ہوئے جہاں قاچار خاندان کا مظفر الدین شاہ قاچار (۱۸۹۶ء۔۔۔۔۔۔۱۹۰۷ء) حکمران تھا، بخارا پہنچے۔ اس دور میں ایران میں برطانیہ اور روس کا اثر زیادہ تھا اور مظفر الدین شاہ قاچار ایک کمزور حکمران تھا(۶۲) اور ایران بنیادی طور پر ایک شیعہ مملکت تھی۔ لہٰذا ایران سے گزرنے کے دوران کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا(۶۳)۔

۲۔ بخارا میں قیام

اس زمانے میں بخارا میں امیر عبدالاحد (۱۸۸۵ء۔۔۔۔۔۔۱۹۱۰ء) حکمران تھا اس کے عہد میں بخارا اور افغانستان کے درمیان سرحد کی تعیین کی گئی اور انگلستان اور روس نے دریائے پنج کو سرحد تسلیم کر لیا۔ بخارا اور روس کے باہمی تعلق کی وضاحت بھی اس عہد میں کی گئی۔ ۱۸۸۷ء میں روس کی جانب

Marfat.com

سے ایک ریلوے لائن کی ابتدا کی گئی جو بخارا کی مملکت میں سے گزرتی تھی۔ بخارا کے لئے جو اسٹیشن بخارا شہر سے دس میل کے فاصلے پر بنایا گیا تھا۔ وہ بجائے خود ایک شہر بن گیا تھا اور کاغان کے نام سے موسوم ہو گیا تھا۔

امیر عبدالاحد سے پہلے حکمران مظفر الدین (۱۸۶۰ء ــــــ ۱۸۸۰ء)

کے وقت میں روسی ماوراء النہر میں اپنے قدم مضبوطی سے جما چکے تھے ۔ بار بار شکست کھانے کے بعد امیر بخارا کو روسیوں کی اطاعت قبول کرنا پڑی اور وہ سیر دریا/ دریائے سیحون کی وادی پر جسے روسیوں نے فتح کر لیا تھا۔ اپنا اختیار ترک کر دینے پر مجبور ہو گیا۔ اسے اپنی سلطنت کا ایک حصہ روسیوں کے حوالے کرنا پڑا۔ جس میں جزق، اورہ توبہ، ثمرقند اور کتّہ قُرغان کے شہر واقع تھے ۔تاہم ۱۸۷۳ء میں بخارا نے مغرب کی طرف خیوا کی سلطنت کے کچھ حصہ پر قبضہ جما کر اپنے علاقے میں اضافہ کر لیا تھا (۶۴)۔

امیر عبدالاحد کے زمانے میں روس پر نکولس دوم (۱۸۹۴ء ــــــ ۱۹۱۷ء) حکمران تھا اور یہ آخری زار روس (شاہ روس) تھا (۶۵)۔ اس کے عہد میں اشتراکی تحریک (Socialistic Movement) جاری ہو چکی تھی ۔ ۱۸۹۸ء میں روسی اشتراکی جمہوری پارٹی/ رشین سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد رکھی گئی ۔ نکولائی لینن (۱۸۷۰ء ــــــ ۱۹۲۴ء) اس کا روح رواں تھا۔ پھر ۱۹۰۳ء میں اس رشین سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے درج ذیل دو

Marfat.com

گروہ بن گئے۔

۱۔ ایک کا نام مینشویک (Menshevik) مشہور ہوا یعنی اقلیّتی پارٹی یا اعتدال پسند پارٹی۔

۲۔ دوسرے گروہ کو بالشویک (Bolshevik) کا نام دیا گیا یعنی اکثریّتی یا انتہا پسند انقلابی پارٹی۔ یہ مارکسی کمیونسٹ پارٹی کہلائی اور لینن اب اس پارٹی کا لیڈر بنا (٦٦)۔

اس بارے میں مزید معلومات حسبِ ذیل ہیں

"Bolshevism and Menshevism, the two main branches of Russian socialism from 1903 to 1918. In 1903 the Russian Social-Democratic Workers'party split into two factions. One, led by Lenin, had a temporary majority and was thereafter known as the Bolsheviki [majority members], their opponents, led by Plekhanov, were dubbed Mensheviki [minority members]. The Bolsheviks favoured a small party of professional revolutionaries and the establishment of a dictatorship of the proletariat and peasantry. The Mensheviks wanted a loosely organized mass party and held that before

reaching socialism, Russia must develop a bourgeois-democratic stage. In the 1917 Russian Revolution the Mensheviks took part in the Kerensky provisional government, which was overthrown by the Bolsheviks in the October Revolution. The Bolsheviks became the Russian Communist party in 1918 and had suppressed all rival political groups by 1921. In 1952 the party adopted its present name, Communist party of Soviet Union."(67)

ترجمہ: ''بالشویزم اور مینشویزم ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۸ء تک رشین سوشلزم کی دو شاخیں تھیں۔ ۱۹۰۳ء میں رشین سوشل ڈیموکریٹک ورکرز پارٹی دو گروہوں میں بٹ گئی۔

۱۔ ایک پارٹی جس کا لیڈر لینن تھا عارضی اکثریّت والی تھی۔ اور وہ ازاں بعد بالشویکی (اکثریّتی ارکان والی پارٹی) کے نام سے معروف ہوئی۔

۲۔ اور دوسری پارٹی پہلی پارٹی کے مخالفین کی تھی۔ جن کا لیڈر پلیخانوف تھا مینشویکی (اقلیّتی ارکان والی پارٹی) کہلائی۔

بالشویکی پیشہ ور انقلابیوں، عوام اور کسانوں کی آمریّت کی انتظامیہ کے لیے کوشاں ایک چھوٹی پارٹی کی حمایت کرتے تھے۔ مینشویکی ڈھیلے انداز سے تنظیم یافتہ عوام کی پارٹی کو پسند کرتے تھے۔ اور ان کا مؤقف یہ تھا

Marfat.com

کہ سوشلزم تک رسائی سے پہلے روس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ جمہوری سٹیج کو ترقی دے۔

۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب میں مینشویکیوں نے کرینسکی انداز کی عارضی حکومت قائم کرنے میں حصہ لیا جس کا تختہ بالشویکیوں نے انقلاب اکتوبر میں الٹ دیا۔ بالشویکی ۱۹۱۸ء میں کمیونسٹ پارٹی بن گئے۔ اور انہوں نے ۱۹۲۱ء میں تمام مخالف سیاسی گروپوں کو دبا دیا۔ ۱۹۵۲ء میں اس پارٹی نے کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین کا موجودہ نام اختیار کر لیا۔"
نکولس دوم/ زارِ روس نے چار دفعہ پارلیمنٹ بنائی۔

۱۔ پہلی پارلیمنٹ دو ماہ بعد ختم ہوگئی۔

۲۔ دوسری پارلیمنٹ تین ماہ بعد ختم ہوگئی۔

۳۔ تیسری پارلیمنٹ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۲ء تک پانچ سال رہی۔

۴۔ چوتھی اور آخری پارلیمنٹ (۱۹۱۲ء ——— ۱۹۱۷ء: پانچ سال کے اختتام) پر ۱۹۱۷ء میں روس کی شہنشاہی حکومت کا خاتمہ ہوگیا (۶۸)۔

پہلی جنگ عظیم اوّل چھڑنے سے پیشتر راس پوٹین (Raspotin) (۱۸۷۲ء ——— ۱۹۱۶ء) نام کے ایک پادری نے بادشاہ اور ملکہ کے حلقۂ خاص میں بڑی بلند حیثیت اختیار کر لی تھی (۶۹)۔ لیکن بالشویکی زارِ روس کے خلاف

تھے۔ چنانچہ جب یکم اگست ۱۹۱۴ء کو جنگ عظیم اوّل کا اعلان ہوا تو وہ روس کی شہنشاہی کیلئے موت کا پیغام بن گیا (۷۰)۔

ان حالاتِ مذکورہ میں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشندیؒ بخارا پہنچے تو امیر بخارا سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپؒ کی ممتاز شخصیت کے پیش نظر آپؒ کو اپنے ہاں مہمانِ خصوصی کے طور پر اپنے محلّات کے ایک حصّے میں قیام کی پیشکش کی۔ آپؒ نے دو ماہ وہاں قیام کیا اور امیر بخارا نے آپ کو قیام کی جملہ سہولیات مہیّا کیں۔ امیر بخارا نہایت احترام اور عزت سے پیش آتا رہا۔ لیکن آپؒ کا زیادہ تر وقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ (م ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) کے روضہ شریف پر اعتکافات اور مراقبات میں گزرتا تھا۔ البتہ یہ ایک دوسری حقیقت ہے کہ آپ جیسی شخصیت نے حضرت خواجہ نقشبندؒ کی روح مبارک سے فیوضات اور برکات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ بخارا اور روس کی سیاسی صورتحال کا بھی خاص طور سے جائزہ لیا۔ ازاں بعد آپؒ بخارا سے روانہ ہو کر افغانستان کے دارالحکومت کابل میں تشریف لے آئے (۷۱)۔

۳۔ کابل میں قیام اور امیر افغانستان اور اسکے خاندان کا آپ کے حلقۂ بیعت و تربیت میں داخل ہونا

افغانستان کے دارالحکومت کابل میں اس وقت امیر حبیب اللہ خان

Marfat.com

(۱۹۰۱ء ــــــ ۱۹۱۹ء) حکمران تھا (۷۲)۔ آپؒ نے اس کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ کی ممتاز علمی و عرفانی شخصیت سے متاثر ہو کر وہ بذات خود اور اس کا سارا شاہی خاندان آپ سے بیعت ہوا۔ آپؒ نے اس کے اصرار پر تقریباً تین ماہ تک ان کے ہاں قیام فرمایا اور ان کی تربیت کے لئے کوشاں رہے۔ اس کے نتیجے میں شاہِ افغانستان امیر حبیب اللہ خان کا رابطہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ساتھ اتنا مضبوط اور مستحکم ہو گیا کہ جب آپ برصغیر واپس آ کر اپنے وطن سیدا شریف میں متمکن ہو گئے تھے تو اس کے خطوط آپ کی جانب آپ کے زمانہء حیات کے آخری ایاّم تک آیا کرتے تھے اور وہ اہم سیاسی اور ذاتی امور میں آپ سے رہنمائی طلب کیا کرتا تھا۔ آپؒ اس کو جوابی خطوط کے ذریعہ رہنمائی مہیّا فرمایا کرتے تھے (۷۳)۔

علاوہ ازیں آپؒ نے وہاں کے علماء اور مشائخ سے عام طور پر اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے ممتاز مشائخ سے خاص طور پر ملاقاتیں کیں اور پھر برصغیر واپس تشریف لے آئے (۷۴)۔

۴۔ انبالہ شریف میں حاضری

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ افغانستان سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے تو سیدھے انبالہ شریف پہنچے اور اپنے پیشوا حضرت خواجہ سیّد محمد توکّل شاہ انبالویؒ

Marfat.com

کے مزار پر حاضری دی۔ یہ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ/ اگست ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے۔ وہاں تقریباً تین ماہ قیام کیا اور آپؒ کی روح مبارک سے بے پایاں فیوض و برکات حاصل کیے (۷۵)۔

۵۔ سیدا شریف میں قیام کا حکم

ازاں بعد حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ انبالویؒ کی روح مبارک نے حکم دیا کہ اب آپؒ اپنے وطن سیدا شریف چلے جایئے اور وہاں رشد و ہدایت کا چشمہ جاری کیجئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ یکم شعبان ۱۳۲۱ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں اپنے وطن سیدا شریف تشریف لے آئے اور یہیں مستقل قیام اختیار کیا اور اس مقام کو رشد و ہدایت کے لئے بطور مستقر اختیار فرمایا (۷۶)۔

۶۔ سیدا شریف قیام سے پہلے حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری

الف: سیدا شریف میں مستقل قیام سے پہلے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ انبالہ شریف سے لاہور آئے اور حضرت داتا گنج بخشؒ م ۵۰۰ھ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ مراقب ہوگئے اور حضرت داتا گنج بخشؒ کی روح مبارک سے ملاقات ہوئی۔ داتا صاحب آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے پوچھا ''محبوب عالم کچھ چاہیے؟'' عرض کیا: ''آپؒ سے بھی حصہ چاہیے''۔ اس روح مبارک نے

فرمایا: ''مولوی محبوب عالم انبالے والے مست (حضرت خواجہ توکل شاہ انبالویؒ) نے کوئی کسر تو نہیں چھوڑی؟'' عرض کیا: ''حضور انہوں نے بالکل کوئی کسر نہیں چھوڑی لیکن آپؒ کا شمار اکابر متقدمین میں ہوتا ہے اس لئے آپ سے بھی حصہ چاہیے''۔ فرمایا: ''اچھا لیجئے سنبھالیے''۔ پھر حضرت داتا گنج بخشؒ کے سینۂ انور سے فیضان جاری ہوا تو لاہور اور ارد گرد کی تمام آبادی اس میں غرق نظر آئی۔ ٹیلے ڈوب گئے اور یہ فیضان مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں ہر سمت بڑھنے لگا حتیٰ کہ بہت اونچا ہو گیا اور دور دور تک دوسرے تمام شہر بھی ڈوب گئے۔

پھر فرمایا: ''مولوی صاحب لاہور ٹھہر جائیں میں آپ کے قیام کا بندوبست کر دوں گا''۔ عرض کیا کہ والدہ بہت بوڑھی ہیں خبر گیری والا اور کوئی شخص نہیں ہے۔ اب آخری عمر میں ان کی خدمت کا ارادہ ہے۔ یہ عذر شرعی ہے۔ اس لئے سیدا شریف میں مستقل قیام کا ارادہ ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے قبول فرمایا۔

ب: حضرت قطب الارشادؒ نے فرمایا کہ خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ۱۹۱۳ء میں جبکہ میری عمر سترہ (۱۷) سال تھی مجھے ساتھ لیکر حضرت داتا صاحبؒ تشریف لے گئے۔ عصر کا وقت تھا، فرمایا مولوی صاحب امامت کریں۔ میں نے امامت کی حضرت خواجہ صاحبؒ اکیلے مقتدی تھے مگر جب میں نے سلام

Marfat.com

پھیرا تو میرے پیچھے آپؒ کے ساتھ نمازیوں کی دو تین لمبی لمبی صفیں موجود تھیں پھر آپؒ نے مجھے داتا صاحبؒ کے حضور پیش کیا تو حضرت داتا صاحبؒ نے مجھے بھی ویسے ہی فیض دیا جیسا کہ حضرت خواجہ صاحب کو دیا تھا۔

ازاں بعد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے فرمایا: ''مولوی صاحب حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آپ لاہور میں رہیں۔ یہاں آپ کے قیام کا بندوبست وہ خود کریں گے''۔ میں نے عرض کیا کہ میں لاہور میں نہیں رہ سکتا، گجرات میں رہوں گا کیونکہ وہاں سے پیر خانہ سیدا شریف قریب ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ نے میرا یہ موقف بھی قبول فرمایا۔

ج: حضرت قطب الارشادؒ اس ناچیز کو جولائی ۱۹۵۶ء میں حضرت داتا صاحبؒ لے گئے تھے۔اس وقت اس ناچیز کی عمر سترھویں (۱۷ویں) سال میں تھی۔عصر کا وقت تھا۔فرمایا اس نماز کی امامت تم کرو۔ناچیز پر ادب غالب آ گیا اور آمادہ نہ ہوا۔

پھر حضور رحمة الله علیه نے خود امامت فرمائی۔لوگ نہ تھے ناچیز اکیلا مقتدی تھا مگر جب حضور علیه الرحمة نے سلام پھیرا تو آپؒ کے پیچھے میرے ساتھ لوگوں کی دو تین لمبی لمبی صفیں ہوگئی تھیں۔پھر آپؒ نے مجھے حضرت داتا صاحبؒ کے حضور پیش کیا تو مجھے بھی ویسا ہی فیضان آیا جیسے کہ حضرت خواجہ صاحب کو ملا تھا۔ناچیز کو لاہور کا تمام شہر آپؒ کے فیضان میں

ڈوبا ہوا نظر آتا تھا آپؒ کا اتنا بڑا فیضان مثل سیلاب رواں ہوا کہ رکنے کا نام نہ لیتا تھا۔ یہاں تک کہ پورا پاکستان اور برصغیر اس میں ڈوبا ہوا نظر آیا۔ حضرت قطب الارشادؒ نے خواجہ صاحبؒ والا واقعہ جو اوپر درج ہو چکا ہے راقم کو سنایا۔ پھر اپنا واقعہ بھی سنایا پھر فرمایا۔ ''مراقب ہو جا''! پھر فرمایا داتا صاحب فرماتے ہیں کہ مظہر کو لاہور رہنے دیں میں اس کے قیام کا بندوبست کروں گا کیا تو تیار ہے۔؟ تو اس ناچیز نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں آپؒ بڑے حیران ہوئے فرمایا۔ ''تو میرے پاس گجرات نہیں رہے گا۔'' عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا ''اچھا تو لاہور رہنا تیرے قیام کا بندوبست داتا صاحب کر دیں گے۔'' اس بنا پر راقم لاہور میں قیام پذیر ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حواشی سفرِ بغداد شریف

۱۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء)۔

۲۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء)۔ ذکرِ محبوب ، صدّیق احمد شاہ حضرت مولانا صاحبزادہ صاحب، طبع ۱۹۹۹ء سیدا شریف آستانہ ءِ عالیہ توکّلیہ محبوبیہ، ص ۱۰۵۔
''رات کو مسجد میں قیام کیا تھا۔''

۳۔ گفتگو قطب الارشاد حضرت سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء)۔ ذکرِ محبوب، ص ۱۰۶؛ عبارت مختلف ہے: ''ایک وسیع چوک میں پہنچے ......دو مولوی صاحبان سورۃ الم نشرح کے حقائق و معارف اور شانِ نزول پر مناظرہ بلکہ مجادلہ کر رہے تھے۔'' اصل واقعہ یہ ہے کہ صرف چوک نہیں تھا بلکہ چوک میں ایک جانب ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس کا دروازہ چوک میں کھلتا تھا۔ دو مولوی صاحبان کے درمیان

Marfat.com

مناظرہ اور مجادلہ نہیں تھا بلکہ جیسے عام طور پر مساجد میں نمازِ صبح کے بعد علمائے کرام قرآن مجید کا درس دیتے ہیں ایسے ہی درس ہو رہا تھا اور سوال ایک طالب علم نے کیا تھا جیسا کہ راقم نے لکھا ہے۔ یہ روایت حضرت قطب الارشادؒ کی ہے۔ یہ واقعہ مساجد میں نماز صبح کے بعد درس قرآن کی روایت کے مطابق ہے۔ نیز سورۃ الم نشرح کی تفسیر ان متنازعہ مسائل میں سے نہیں تھی جس پر صبح دم نماز فجر کے بعد دو مولوی صاحبان چوک میں مناظرہ کرتے۔

۴۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ، ذکرِ محبوب ص ۱۰۶: ''ایک گھنٹہ مسلسل حقائق و معارف تفسیرِ سورۃ الم نشرح بیان فرمائے۔'' جبکہ راقم نے یہ تقریر دو گھنٹے کی تحریر کی ہے۔ اور یہ ہی امرِ واقعہ ہے۔ کیونکہ ایک گھنٹہ کی ہنگامی تقریر کے لیے سامعین کا اتنا زیادہ ہجوم کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور راقم کی تحریر حضرت قطب الارشادؒ کی روایت کے مطابق ہے۔

۷۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکرِ محبوب ص ۱۰۶: بیان مختصر ہے۔

۸۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۹۔ ایضاً۔

Marfat.com

۱۰۔ ایضاً۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکر محبوب ص ۱۰۶۔۱۰۷: بیان مختصر ہے۔

۱۴۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء طبع اوّل دانشگاہ پنجاب۔ ج:۴، ص:۵۸۱، ۵۸۴ بذیل مادہ: ''دور حاضر کا البصرہ''، ملتقط: مضمون نگار: S.H.Longrigg

۱۷۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۱۸۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکرِ محبوب ص ۱۰۷۔۱۰۸ بیان مختصر ہے۔ قریبی آبادیوں نے اژدھا کے جل کر راکھ ہونے پر سکھ کا سانس لیا اور آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا۔ اس بارے میں ذکرِ محبوب کے الفاظ یہ ہیں: ''اس طرح وہاں کی مخلوق بھی اس مصیبت سے چھوٹ گئی۔ انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور یہ معلوم کر کے کہ فلاں مردِ خدا کے طفیل اس بلا سے رہائی ملی۔ لوگ کشاں کشاں جوق در جوق آ کر زیارت سے مشرف ہوئے۔'' (ذکر محبوب، ص ۱۰۸)

Marfat.com

۱۹۔ ذکرِ محبوب ص ۱۰۲۔

۲۰۔ گفتگو حضرت سیّدہ بشیر النساء بیگمؒ زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ معصومہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ: یہ تمام گفتگوئیں ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء کے درمیانی سالوں میں مختلف مواقع پر کئی بار ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان گفتگوؤں کے آئندہ حوالہ جات میں یہی سال ملحوظ رہیں۔

۲۱۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / گفتگو حضرت سیّدہ بشیر النساء بیگمؒ زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ معصومہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ

۲۲۔ ایضاً

۲۳۔ گفتگو حضرت سیّدہ بشیر النساء بیگمؒ زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ / گفتگو حضرت سیّدہ معصومہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ۔

۲۴۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / گفتگو حضرت سیّدہ بشیر النساء بیگمؒ زوجہ محترمہ

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ/ گفتگو حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی/ گفتگو حضرت سیّدہ معصومہ بی بیؒ دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ/ ذکرِ محبوب ص ۱۰۸۔

۲۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور، دانشگاہِ پنجاب، ج ۴، ص ۶۳۸۔۶۷۵ بذیل مادہ ''بغداد'' ملتقط: مضمون نگار: A.A.Duri۔

۲۶۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی و اولادہ من سنۃ ۴۸۸ھ لسنۃ ۱۳۷۷ھ تصنیف العلامۃ ابراھیم عبدالغنی الدّروبی م ۱۳۷۷ھ /۱۹۷۵ء: کراچی نمبر ۱۸، ناظم آباد نمبر ۲، آستانہ عالیہ غوثیہ قادریہ ص ۳۱۷، ص ۳۳۹، ص ۲۲۷/سیّد عبدالرّحمٰن المحض الگیلانی: ولادت ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء، کتاب مذکور ص ۳۱۷؛ وفات ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء، کتاب مذکور ص: ۳۳۹؛ آغاز دور نقابت ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کتاب مذکور، ص: ۳۴۶: جہاں الدّروبی لکھتا ہے:

''و اُسْنِدَتْ اِلَیْہِ نَقَابَۃُ الاَشْرافِ بِبَغْداد فی شھرِ ذی الْحجَّۃِ سَنَۃَ ۱۳۱۵ھ عَلیٰ اَثَرِ وَفَاۃِ اَخِیْہِ الْمرْحُوْمِ السَّیِّد سَلْمَانْ آفَنْدیْ''

Marfat.com

ترجمہ: آپ کو آپؒ کے بھائی سیّد سلمان آفندیؒ (سابق نقیب الاشراف) کی وفات کے بعد بغداد میں نقابۃ الاشراف کے درجہ پر ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ میں فائز کیا گیا۔

یہ الگ بات ہے کہ الدروبی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲۷ پر دورِ نقابت کے آغاز کا سال ۱۳۱۶ھ بھی دیا ہے۔ جبکہ الدّروبی کے بیان کے مطابق السیّد عبدالرّحمٰن المحض الگیلانی کے بڑے بھائی السید سلمان الگیلانی کی وفات عیدالاضحیٰ ۱۳۱۵ھ کی صبح کو ہوئی تھی۔ (الدّروبی صفحہ ۲۹۸)

اورالدّروبی ہی نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۰۵ پر لکھا ہے۔

''وَ تُوفِّیَ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ الرَّابِعْ عَشَرَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء''

ترجمہ: اور آپؒ (السیّد سلمان آفندی سابق نقیب الاشراف) چودہ (۱۴) ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کو فوت ہوئے تھے۔

اس روشنی میں تحقیقی بات یہ ہے کہ السیّد عبدالرّحمٰن المحض الگیلانی کے دورِ نقابت کا آغاز اپنے بھائی السیّد سلمان آفندی سابق نقیب الاشراف کی وفات ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء کے فوراً بعد ہوا تھا۔

اختتامِ دور نقابت بوقت وفات ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء، کتاب مذکور، ص: ۳۳۹

Marfat.com

۲۷۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم، تصنیف: ولیم ایل لینگر اردو ترجمہ وتہذیب غلام رسول مہر مولانا لاہور ۱۹۸۵ء طبع چہارم، جلد اول، ص ۱۷۵۔۱۸۰ مع شجرۂ سلطنت عثمانیہ، ص: ۲۵۳۔ ۲۶۴/ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور، دانشگاہِ پنجاب، جلد چہارم بذیل مادّہ ''بغداد'' ملتقط: مضمون نگار: A.A.Duri / مختصر تاریخ اسلام تصنیف مولانا غلام رسول مہر لاہور، ۱۹۶۲ء شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ حصہ سوم، ص ۶۶، ۱۷ اور ص ۴۷، ''شجرۂ خلفائے عثمانیہ ترکی''/ تاریخ ملت: زین العابدین سجاد میرٹھی: انتظام اللہ شہابی، لاہور، ۱۹۹۱ء ادارہ اسلامیات، جلد ۲۔ ص ۷۷ (سال وفات خلیفہ عباسی السفاح)، ص: ۹۷، ۱۲۰ (تاریخ وفات خلیفہ منصور عباسی)، ص: ۶۶۰ اور تاریخ بنائے بغداد: ایضاً ص ۱۱۷، /**معجم البلدان**: یاقوت حموی ص ۲۳۳

۲۸۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ (۱۲۶۶ھ/۱۸۵۰ء ـــــ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) سیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی (۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء ـــــ ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۷ء) سے عمر میں پانچ سال چھوٹے تھے۔ لہٰذا جب حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں بغداد شریف پہنچے۔ اس وقت سیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی کی

Marfat.com

عمر (۱۸۴۵ء ــــ ۱۸۹۹ء) تقریباً ۵۴ سال تھی ۔ جبکہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی عمر اس وقت (۱۸۵۰ء ــــ ۱۸۹۹ء) تقریباً ۴۹ سال تھی۔ اور جب آپ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/فروری ۱۹۰۳ء میں بغداد سے اپنے وطن کی جانب واپسی کے لیے روانہ ہوئے اس وقت آپ کی عمر (۱۸۵۰ء ــــ ۱۹۰۳ء) تقریباً ۵۳ برس تھی۔ جبکہ اس وقت سیّد عبدالرحمن المحض الگیلانی (۱۸۴۵ء ــــ ۱۹۰۳ء) تقریباً ۵۸ برس کے تھے۔ وہ نقیب الاشراف کے منصب پر ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں فائز ہوئے تھے۔ یہی سال حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ نقشبندی انبالویؒ کا سالِ وفات ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء کا بھی ہے۔ جب حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ بغداد شریف پہنچے تھے تو حضرت عبدالرحمٰن المحض الگیلانی کو درگاہ عالیہ غوثیہ بغداد شریف پر درجۂ نقابۃ الاشراف پر فائز ہوئے صرف دو سال ہوئے تھے ۔ چنانچہ جیسا کہ حاشیہ نمبر ۲۶ میں تحقیق کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے کہ اس بارے میں الدروبی کا مستند بیان یہ ہے۔

''و اُسْنِدَتْ اِلَیْهِ نَقَابَۃُ الاشرافِ بِبَغْدَادِ فِیْ شَهْرِ ذِی الْحَجَّۃِ سَنَۃَ ۱۳۱۵ھ عَلٰی اَثَرِ وَفَاۃِ أخِیْهِ الْمَرْحُوْمِ

السَّیِّد سَلْمَانْ آفَنْدِی"(الدّروبی؛ص:۳۴۶)۔

ترجمہ: آپؒ کو آپؒ کے بھائی سیّد سلمان آفندیؒ (سابق نقیب الاشراف) کی وفات کے بعد بغداد میں نقابۃ الاشراف کے درجہ پر ماہ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ میں فائز کیا گیا۔

۲۹۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی و اولادہ ص ۳۱۶۔۳۱۷

۳۰۔ ایضاً ص ۳۴۶

۳۱۔ ایضاً ص ۳۳۱ و ص ۳۴۶

۳۲۔ ایضاً ص ۳۳۱

۳۳۔ ایضاً ص ۳۳۲

۳۴۔ ایضاً ص ۳۳۰

۳۵۔ ایضاً ص ۳۳۲

۳۶۔ ایضاً ص ۳۳۲

۳۷۔ ایضاً ص ۳۳۲۔۳۳۳، اور سیّد عبدالرحمٰن المحض الگیلانی کے مفصّل فضائل کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر ۳۴۶۔

۳۸۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکرِ محبوب ص ۱۰۸: "صاحب مسند عالیہ غوثیہ کو عالم رویا میں جناب سرکار غوث اعظمؓ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ

Marfat.com

حضرت محبوب جو آج ہی ہندوستان سے آئے ہیں وہ حقیقت میں بھی ہمارے محبوب ہیں۔ ان کی آسائش کا خیال رکھا جائے اور ہمارے خاص کتب خانہ میں بھی باریابی دی جائے۔ (ہماری) فلاں فلاں (تصنیف شدہ) کتب (اور ہمارے) وظائف (کی کتب) ان کو دے دی جائیں۔'' توانہوں نے پوری پوری تعمیلِ ارشاد کی۔

۳۹۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۴۰۔ ایضاً

۴۱۔ ایضاً / ذکرِ محبوب ص ۱۱۱: ''حضرت سیدوی قُدِّسَ سِرُّہ' کی قبولیت کا ظہور وہیں سے شروع ہوگیا۔ لوگ جوق درجوق اللہ کا نام سیکھنے آتے اور سلسلہ میں داخل ہوتے۔''

۴۲۔ ایضاً / ذکرِ محبوب ص ۱۱۱: ''ڈیڑھ سال بغداد شریف میں آستانہ غوثیہ پر قیام پذیر رہے۔'' بغداد شریف میں آپ کا ڈیڑھ سالہ قیام آپ کی سات سالہ فراقِ شیخ اور سیاحت بلاد اسلامیہ کی تقویم کے خلاف ہے۔ لہٰذا درست وہی ہے جسے راقم نے بیان کیا ہے کہ آپ رجب ۱۳۱۷ھ/ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/ فروری ۱۹۰۳ء تک تقریباً تین سال بغداد شریف میں قیام پذیر رہے۔

Marfat.com

(ملاحظہ ہو اس مضمون کا حاشیہ نمبر ۲۸ اور حاشیہ نمبر ۷۶)

۴۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی واولادہ، ص ۳۴۶

۴۶۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۴۷۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی واولادہ، ص ۳۲۴

۴۸۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی واولادہ، ص ۳۴۶

۴۹۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۵۰۔ ایضاً / ذکر محبوب ص ۱۰۸

۵۱۔ ایضاً / ذکر محبوب ص ۱۰۸: ''مقامات قادریہ میں وصول کامل ہوا۔ اور سرکار غوث اعظمؒ سے براہ راست تعلق پیدا ہو گیا۔''

۵۲۔ ایضاً / ذکر محبوب ص ۱۰۸: ''اور اسی سفر میں اپنے خاندان (بنو ہاشم) کے افراد سے بھی ملاقات فرمائی۔''

۵۳۔ ایضاً / راقم نے ذاتی طور پر اس عظیم لائبریری کو سیدا شریف میں حضرت صاحبزادہ شیر عالمؒ کے گھر میں نفیس لکڑی کی بڑی بڑی اونچی الماریوں اور انکی بڑی بڑی کھلی شیلفوں میں کئی بار دیکھا ہے۔ اس گھر میں راقم نے حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی کتب لکھنے والی خوبصورت اور نفیس میز

Marfat.com

اور انکی کرسی بھی دیکھی ہے۔ جس پر بیٹھ کر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اپنی قیمتی اور تحقیقی کتب تحریر کی تھیں۔ اس میز کے تین خوبصورت دراز تھے۔ جن میں سے۔

الف۔ ایک دراز میں قلم دان، مختلف قسم کے اقلام اور مختلف قسم کے نب، کاغذ کاٹنے والی قینچیاں اور مختلف سائز کے پیمانے وغیرہ تھے۔

ب۔ دوسرے دراز میں اعلیٰ قسم کے کاغذات کے پیکٹ تھے۔ جن پر آپؒ کتب کا مسوّدہ / مبیضہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

ج۔ تیسرے دراز میں فائل کورز (file covers)، پنّیں (pins) اور کاغذ کاٹنے والی چھریاں اور دیگر اسی قسم کی اشیاء تھیں۔ اب خدا جانے کہ وہ عظیم لائبریری اور وہ خوبصورت میز اور کرسی کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔

۵۴۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد / ذکرِ محبوب ص ۱۰۹، ۱۱۱

۵۵۔ ایضاً / ذکر محبوب ص ۱۱۱: ''اب گھبراؤ مت۔ آپؒ نے اس کو اپنی توجّہات سے نوازا اور قریباً تین ماہ تک اس کی تربیّت و تکمیل میں مشغول رہے۔ وہ حضورؒ کی تربیّت اور خواجہ غوث پاک کی تربیّت سے صاحب کمال بن گیا۔ حتّیٰ کہ اجازت خاصہ سے سرفراز فرمایا اور وہ مطمئن ہو کر رشد و ہدایت میں مشغول ہو گیا۔''

Marfat.com

۵۶۔ ایضاً / ذکرِ محبوب ص ۱۰۹: ’’آخر پیر دستگیر روشن ضمیر قبلہ عالم خواجہ توکّل شاہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی روحانیّت (روح) نے رہنمائی فرمائی اور اطمینان نصیب ہوا۔‘‘

۵۷۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکرِ محبوب: ص ۱۱۱ / بغداد شریف سے واپسی کیلئے روانگی ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ / فروری ۱۹۰۳ء کو ہوئی۔

۵۸۔ حیٰوۃ الرّوح؛ محمد صادق الاسلام، صوفی باتقدیم صدیق احمد شاہ، حضرت مولانا صاحبزادہ صاحبؒ، ۱۹۵۰ء سیدا شریف ص ۱۸، ملفوظ نمبر ۳۷ / ذکر محبوب ص ۱۰۸، ۱۰۹۔

۵۹۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ

۶۰۔ ایضاً

۶۱۔ ایضاً / ذکرِ محبوب ص ۱۱۱: ’’پھر واپسی کا سفر خشکی کے راستے اختیار فرمایا۔ جس میں بخارا ایران اور کابل کی خوب سیاحت کا موقع ملا۔ مقامات مقدسہ اور مزارات اولیاً اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ خصوصاً خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے فیوض عالیہ سے دامن مراد بھرتے ہوئے عرصہ دراز کے بعد سیدا شریف تشریف فرما ہوئے۔‘‘

۶۲۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد اوّل ص ۲۲۹۔

۶۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ / ذکرِ محبوب ص ۱۱۱: اور ذکرِ محبوب میں بھی آپؒ کے ایران سے گزرنے کے دوران پیش آنے والے کسی واقعہ کا

Marfat.com

ذکر نہیں ہے۔

۶۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور، دانشگاہ پنجاب، جلد چہارم، ص ۱۱۶ بذیل ماڈہ ''بخارا'' ملتقط: مضمون نگار: W.Barthold و R.N.Frye

۶۵۔ انسائیکلوپیڈیا تاریخ عالم جلد سوم، ص ۱۰۱۔

۶۶۔ ایضاً ص ۱۰۱/ فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا لاہور ۱۹۸۷ء ص ۶۱۷ بذیل مادّہ ''سویت یونین'': ''اکتوبر ۱۹۱۷ء میں بالشویکوں (کمیونسٹوں) نے لینن کی قیادت میں اشتراکی انقلاب برپا کیا۔''

ایضاً، ص ۸۷۸ بذیل مادّہ ''لینن'' Bolshevik ایک ایسا شخص تھا جس نے لینن اور اس کے سیاسی افکار کو سپورٹ کیا تھا۔ (B.B.C. English Dictionary; London, 1992. page No. 121)

۶۷۔ (The Concise Columbia Encyclopaedia, page No. 97)

یہ حوالہ راقم کے بزرگ اور گرامیِ قدر برادرِ طریقت پروفیسر ڈاکٹر غلام علی چودھری صاحب مرحوم نے مہیّا فرمایا ہے۔ کیونکہ راقم بیماری اور ضعف کی وجہ سے اپنی لائبریری میں سے خود کسی کتاب کو نکالنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ لہٰذا اس حوالہ کو مہیّا کرنے کے لئے راقم ان کا نہایت شکر گزار ہے۔

۶۸۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد سوم ،ص ۱۰۲/ فیروز سنز اردو انسائیکلو پیڈیا، ص:۸۷۸ بذیل مادّہ ''لینن'' اورص ۱۹۰، بذیل مادّہ ''بالشویزم'' (Bolshevism)۔

۶۹۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد سوم ص ۱۰۳/ فیروز سنز اردو انسائیکلو پیڈیا ص ۵۰۹ بذیل مادّہ ''راس پوٹین (Raspotin)''۔

۷۰۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد سوم ص ۱۰۳۔

۷۱۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۷۲۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم جلد اوّل ص ۲۴۲۔

۷۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشادؒ۔

۷۴۔ ایضاً

۷۵۔ ایضاً

۷۶۔ ایضاً/حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ جب بغداد شریف سے برصغیر واپس آئے تو آپ نے ترویج طریقت کے لیے جو کتاب سب سے پہلے تحریر کی وہ رسالہ تنویر الابصار ہے۔جس پر تقریظ دوم حضرت شاہ محمد غوث لاہوری م ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء کی درگاہ عالیہ کے امام مسجد و خطیب مولانا علم الدین متّقی نے پنجابی زبان میں ایک نظم کی صورت میں لکھی تھی۔ اور وہ رسالہ تنویر الابصار کے آخر میں مطبوع ہے۔اس نظم کا آخری شعر جو

Marfat.com

رسالہ تنویر الابصار کی تاریخ تحریر پر مشتمل ہے درج ذیل ہے:

سن تیراں سو اِکّی (۱۳۲۱ھ) آ ہا بنیاں جدوں رسالہ
ماہ شوّال اندر تــــمّ ہویا ردّ گُم راہاں والا

(رسالہ تنویر الابصار: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ، دہلی ۱۹۳۱ء بار دوم تجلّی برقی پریس ص ۱۱۳)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسالہ تنویر الابصار کی تصنیف شوال ۱۳۲۱ھ میں مکمل ہوئی۔ اسلامی اور مسیحی سنین کی رو سے یکم شوّال ۱۳۲۱ھ کو ۲۱ دسمبر ۱۹۰۳ء کی تاریخ تھی۔ (تقویم تاریخی عبدالقدوس ہاشمی، اسلام آباد ۱۹۸۷ء ص ۳۳۱)

چنانچہ شوال ۱۳۲۱ھ کے مہینے میں اس رسالہ کی تصنیف مکمل ہوئی تو اس حساب سے یہ رسالہ طباعت کے مراحل طے کر کے جلد از جلد بھی اپنی تکمیل کے دو ماہ بعد تقریباً یکم محرم ۱۳۲۲ھ/ ۱۸ مارچ ۱۹۰۴ء کو قارئین کرام کے پاس پہنچا ہوگا۔ یہ بات بھی یقینی ہے کہ شوال ۱۳۲۱ھ/دسمبر ۱۹۰۳ء سے کم از کم دو ماہ قبل شعبان ۱۳۲۱ھ/اکتوبر ۱۹۰۳ء میں اس رسالہ کی تصنیف شروع ہوئی ہو گی۔ کیونکہ اس رسالہ جیسی کسی علمی اور تحقیقی تصنیف کی تکمیل کے لیے دو ماہ کا عرصہ کم از کم مدّت ہے۔ یقیناً اسی ماہ میں آپؒ بغداد شریف سے واپس آ کر سیدا شریف میں متمکّن ہوئے ہوں گے اور آپ نے جلد از جلد اس رسالہ کی تصنیف کا کام شروع کر دیا ہوگا۔ چنانچہ ان قرائن کی مدد سے سیدا شریف میں

Marfat.com

آپؒ کی آمد کی تاریخ کا تعین تقریباً یکم شعبان ۱۳۲۱ھ/۲۳ا کتوبر۱۹۰۳ء کو کیا گیا ہے۔مزید یہ کہ آپؒ نے بغداد شریف سے واپسی کے سفر میں بخارا میں دو ماہ اور افغانستان میں تین ماہ قیام کیا پھر انبالہ شریف میں بھی تین ماہ قیام کیا۔اگر کم از کم ایک ماہ وقفہ وقفہ سے اس طویل سفر میں گزرا ہو تو سیدا شریف پہنچنے کی تاریخ یکم شعبان ۱۳۲۱ھ / ۲۳ اکتوبر۱۹۰۳ء سے کم از کم نو ماہ قبل تقریباً ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/فروری ۱۹۰۳ء کو بغداد شریف سے برصغیر کی جانب سفر کے لیے روانہ ہوئے ہوں گے۔

(ملاحظہ ہو اس مضمون کا حاشیہ نمبر ۲۸)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مراجع سفرِ بغداد شریف

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: لاہور، ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء طبع اوّل، دانشگاہ پنجاب۔

۲۔ انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم: تصنیف ولیم ایل لینگر، اردو ترجمہ وتہذیب؛ غلام رسول مہر مولانا، لاہور، ۱۹۸۵ء طبع چہارم شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

۳۔ تاریخ ملت: زین العابدین سجاد میرٹھی؛ انتظام اللہ شہابی، لاہور، ۱۹۹۱ء ادارہ اسلامیات۔

۴۔ تقویم تاریخی: عبد القدوس ہاشمی، اسلام آباد، ۱۹۸۷ء۔

۵۔ تنویر الابصار لمن ارادان یتمسّک بجنود الابرار: محبوب عالم حضرت خواجہ نقشبندیؒ، دہلی، ۱۹۳۱ء، باردوم تجلی برقی پریس۔

۶۔ حیٰوۃُ الرّوح: محمد صادق الاسلام، صوفی باتقدیم صدیق احمد شاہ، حضرت مولانا صاحبزادہ صاحبؒ، ۱۹۵۰ء آستانہ عالیہ محبوبیہ سیدا شریف، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدّین۔

۷۔ ذکرِ محبوب: صدیق احمد شاہ، حضرت مولانا صاحبزادہ صاحبؒ، ۱۹۹۹ء

Marfat.com

آستانہ عالیہ محبوبیہ سیدا شریف، تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاؤالدّین۔

۸۔ فیروز سنز اردو انسائیکلو پیڈیا: لاہور ۱۹۸۷ء۔

۹۔ مختصر تاریخ اسلام: تصنیف مولانا غلام رسول مہر لاہور، ۱۹۶۲ء شیخ غلام علی اینڈ سنز۔

۱۰۔ المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سیّدنا عبدالقادر الگیلانی و اولاده من سنة ۴۸۸ ھ لسنة ۱۳۷۷ ھ، تصنیف العلامة ابراھیم عبدالغنی الدّروبی م ۱۳۷۷ ھ/ ۱۹۷۵ ء: کراچی نمبر ۱۸، ناظم آباد نمبر ۲، آستانہ عالیہ غوثیہ قادریہ۔

۱۱۔ B.B.C. English Dictionary; London, 1992

۱۲۔ The Concise Columbia Encyclopaedia

گفتگوئیں

۱۔ گفتگو حضرت سیّدہ بشیر النساء بیگمؒ م ۱۹۷۴ء زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۹۱۷ء۔

۲۔ گفتگو حضرت سیّدہ صالحہ بی بیؒ م ۲۱ اگست ۱۹۸۴ء دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۹۱۷ء۔

۳۔ گفتگو حضرت قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء۔

Marfat.com

۴۔ گفتگو حضرت سیّدہ معصومہ بی بیؒ م ۳ فروری ۱۹۷۴ء دختر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۹۱۷ء۔

نوٹ: یہ تمام گفتگوئیں ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۸ء کے دوران مختلف اوقات پر کئی بار ہوئیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشاریہ سفر بغداد شریف

اسماء الرجال

(الف)

ابراہیم فصیح الحیدری، علامہ سید، ص: ۱۲۸، ۱۳۷

ابن الحاج، محمد بن محمد العبدری، القیروانی التلمسانی الفاسی، ص: ۱۳۵

ابن عربی، شیخ محی الدین محمد بن علی، ابی بکر، ص: ۱۳۸

ابن عیاد، احمد بن محمد، الشافعیؒ، شیخ، ص: ۱۳۵

اسماعیل صفوی، شاہ، ص: ۱۱۷

انور پاشا، ص: ۱۳۰

(ب)

بشیر النساء بیگم، حضرت سیدہ (زوجہ محترمہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ)، ص: ۱۶۴، ۱۷۹

البونیؒ، احمد بن علی القرشی، شرف الدین، الامام، ص: ۱۳۵

بہاء الدین نقشبندؒ، حضرت خواجہ، ص: ۱۵۵، ۱۷۳

(پ)

پلیخانوف، ص: ۱۵۳

(ت)

التلمسانی الفاسی، ابن الحاج ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری القیروانی، ص: ۱۳۵

تیمور، امیر، ص: ۱۱۷

(ج)

جلال الدین رومیؒ، مولانا، ص: ۱۴۸، ۱۴۹

(ح)

حبیب اللہ خان، امیر، ص: ۱۵۵، ۱۵۶

حسن بزرگ، ص: ۱۱۷

حسن پاشا، ص: ۱۱۸

حسین بن علی شریف، ص: ۱۳۰

Marfat.com

الحمیدی، ابن صباغ محمد بن ابی القاسم،
ص:۱۳۶

(د)

داؤد نقشبندیؒ، الشیخ، ص:۱۳۷
الدروبی، ابراہیم عبدالغنی، ص:۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۹

(ر)

راس پوٹین، ص:۱۵۴، ۱۷۵
رجب الافغانی، الشیخ، ص:۱۳۷

(س)

سجاد میرٹھی، زین العابدین، ص:۱۶۷، ۱۷۸
سری پاشا، ص:۱۲۳
سلمان بن علی آفندیؒ، النقیب السید، ص:
۱۲۵، ۱۶۶، ۱۶۹
سلیمان پاشا، ص:۱۱۸
سلیمان ثانی، سلطان، ص:۱۱۷
السفاح العباسی، خلیفہ، ص:۱۶۷
السکندری/ الاسکندری، احمد بن محمد بن
عبدالکریم ابن عطاء اللہ، تاج دین، ص:۱۳۵

(ش)

شاذلیؒ، حضرت امام ابوالحسن، ص: ۱۰۹، ۱۱۱،
۱۳۷
الشطنوفی علی بن یوسف بن حزیر، ابو
الحسن نورالدین الشافعیؒ (مصنف بهجة
الاسرار)، ص:۱۲۹
شہابی، انتظام اللہ، ص:۱۶۷، ۱۷۸
شیر عالم، حضرت صاحبزادہ، ص:۱۷۱

(ص)

صالحہ بی بیؒ، حضرت سیدہ (بنت حضرت
خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ)، ص :۱۶۴،
۱۶۵، ۱۷۹
صدیق احمد شاہؒ، حضرت مولانا صاحبزادہ،
ص:۱۱۱، ۱۷۳، ۱۷۸

(ط)

طہماسپ صفوی، شاہ، ص:۱۱۷

(ع)

عباس اول صفوی، شاہ، ص:۱۱۸

عبدالاحد، امیر، ص: ۱۵۰، ۱۵۱
عبدالمجید ثانی، خلیفہ عثمانی سلطان، ص: ۱۲۷
عبدالحمید ثانی، خلیفہ عثمانی سلطان، ص: ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۲
عبد الرحمن المحض الگیلانیؒ، نقیب الاشراف السید، ص: ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۶۷، ۱۶۸
عبدالسلام، الشیخ، ص: ۱۳۷
عبدالقادر جیلانی، شیخ السید (حضرت غوث اعظمؒ) ص: ۱۳۱، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۳
عبدالقدوس ہاشمی، ص: ۱۷۶، ۱۷۸
علم الدین متقیؒ، مولانا، ص: ۱۷۵
علی بن عثمان الہجویریؒ، حضرت داتا گنج بخش، ص: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰
(غ)
غلام رسول مہر، مولانا، ص: ۱۶۷، ۱۷۸، ۱۷۹
غلام علی چوہدریؒ، پروفیسر ڈاکٹر، ص: ۱۷۴
(ف)
الفیصل، ص: ۱۳۰
(ک)
کلب علی خان، نواب سید، ص: ۱۳۲
(ل)
لینگر، ولیم۔ایل، ص: ۱۶۷، ۱۷۸
(م)
محبوب عالم نقشبندیؒ، حضرت خواجہ ابوالہاشم مفتی محمد مصطفیٰ، ص: ۹۷، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰
محمد آفندی، ص: ۱۳۸
محمد توکل شاہ نقشبندی مجددی انبالویؒ، حضرت خواجہ سید، ص: ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۸، ۱۷۲
محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ، قطب الارشاد

Marfat.com

حضرت مولانا سید،ص:۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۹

محمد خامس، خلیفہ عثمانی سلطان،ص:۱۲۵

محمد رشید پاشا،ص:۱۱۹

محمد سادس، خلیفہ عثمانی سلطان،ص:۱۲۵

محمد سعید آفندی الزهاوی المفتی، السید، ص:۱۳۸

محمد شاکر آلوسی، السید،ص:۱۳۸

محمد صادق الاسلام، حضرت مولانا صوفی، ص:۱۷۳، ۱۷۸

محمد غوث لاہوری، حضرت شاہ،ص:۱۷۵

محمد قاسم نقشبندی مجددی، حاجی سیٹھ، ص:۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷

محمد کبیر احمد مظہر، حضرت پروفیسر سید، ص:۱۶۰

محمود الآفندی الآلوسی، شہاب الدین شیخ سید (مفتی بغداد، مصنف تفسیر روح المعانی)،ص:۱۲۸

محمود شکری الآلوسی، السید، مصنف بلوغ الارب فی معرفة علوم العرب، ص:۱۳۸

مدحت پاشا،ص:۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱

مراد چہارم، سلطان،ص:۱۱۸

المستعصم بالله، خلیفہ،ص:۱۱۷

مصطفیٰ آفندی،ص:۱۳۸

مصطفیٰ کمال پاشا،ص:۱۲۶

مظفر الدین شاہ قاچار،ص:۱۵۰، ۱۵۱

معصومہ بی بیؒ، حضرت سیدہ (بنت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ)ص:۱۶۴، ۱۶۵، ۱۸۰

المنصور (عباسی خلیفہ)،ص:۱۱۶

(ن)

نامق پاشا،ص:۱۱۹

نعمان خیری الآلوسی، السید، ص: ۱۳۸

نوشیروان عادل،ص:۱۱۶

نکولس دوم،ص:۱۵۱، ۱۵۴

نکولائی لینن،ص:۱۵۱

Marfat.com

(ھ)

الہجویری (دیکھئے علی بن عثمان)

ہلاکوخان، ص:۱۱۶

(ی)

الیافعی، عبد اللہ بن اسعد، الامام ابو محمد، ص:۱۳۵

اسماء الکتب

(الف)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص:۱۶۳، ۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۴، ۱۷۸

انسائیکلو پیڈیا تاریخ عالم، ص:۱۶۷، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۸

(ت)

تاریخ بنائے بغداد، ص:۱۶۷

تاریخ ملت، ص:۱۶۷، ۱۷۸

التعالیق علی تفسیر القرآن ''روح المعانی''، ص:۱۲۸

التعالیق علی کتاب بهجة الاسرار، ص:۱۲۹

تقریظ علی کتاب شرح سقط الزند، ص:۱۲۸

تقویم تاریخی، ص:۱۷۸

تنویر الابصار لمن ارادان یتمسک بجنود الابرار، ص:۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸

(ح)

حیوٰة الروح، ص:۱۴۶

(د)

درة الاسرار و تحفة الابرار فی مناقب ابی الحسن شاذلیؒ، ص:۱۳۶

الدر النظیم فی فضائل القرآن العظیم، ص:۱۳۵

(ذ)

ذکر محبوب، ص:۱۶۲، ۱۶۳، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳

(ز)

اخبار الزوراء، ص:۱۲۰

(ش)

شمس المعارف الکبریٰ و لطائف العوارف، ص:۱۳۵

Marfat.com

شموس الانوار و کنوز الاسرار
الکبری، ص: ۱۳۵

(ف)

فتوحات مکیہ، ص: ۱۳۹

فصوص الحکم، ص: ۱۳۹

فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۹

(ل)

لطائف المنن فی مناقب ابی العباس
الموسی و شیخه ابی الحسن
الشاذلیؒ ص: ۱۳۵، ۱۳۷

(م)

مختصر تاریخ اسلام، ص: ۱۶۷

المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام
سیدنا عبدالقادر الگیلانی و اولادہٗ،
ص: ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۹

المراسلات الادبیه والعلمیه بینه و بین
الملک عبد العزیز بن السعود با لمملکة
العربیه فی النجد، ص: ۱۲۹

معجم البلدان، ص: ۱۶۷

المفاخر العلیه فی المآثر الشاذلیه،
ص: ۱۳۵، ۱۳۷

اسماء المقامات

(الف ممدود)

آستانہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ، سیدا شریف،
ص: ۱۱۱، ۱۴۰، ۱۶۱، ۱۷۸، ۱۷۹

آستانہ عالیہ غوثیہ، بغداد شریف (آستانہ
عالیہ شیخ الاسلام سید عبد القادر جیلانیؒ /
آستانہ عالیہ حضرت غوث اعظمؒ)، ص: ۱۱۵،
۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۶،
۱۴۰، ۱۴۳، ۱۷۰

آستانہ عالیہ غوثیہ قادریہ، ناظم آباد، کراچی،
ص: ۱۶۵، ۱۷۹

(الف)

ادارہ اسلامیات، لاہور، ص: ۱۶۷، ۱۷۸

استنبول، ص: ۱۲۷

Marfat.com

اسلام آباد، ص:۱۷۶، ۱۷۸
افغانستان، ص:۹۷، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۷۷،
انبالہ شریف، ص:۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۷
انگلستان، ص:۱۵۰
اورہ توبہ، ص:۱۵۱
ایران، ص:۹۷، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۵۰، ۱۷۳

(ب)

بخارا، ص:۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۷
برصغیر، ص:۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۵۰، ۱۵۶، ۱۶۰، ۱۷۵
برطانیہ، ص:۱۲۸، ۱۵۰
بصرہ، ص:۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۲۱، ۱۲۸، ۱۶۳
بغداد، ص:۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۵، ۱۴۵، ۱۴۷، ۱۵۰، ۱۶۱، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸
بمبئی (ممبئی)، ص: ۹۷، ۹۸، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۹،
بیت اللہ شریف، ص:۱۴۰

(پ)

پاکستان، ص:۱۶۰
پنجاب یونیورسٹی (دانشگاہ پنجاب)، لاہور، ص:۱۶۷، ۱۷۸
پھالیہ، ص:۱۷۸، ۱۷۹

(ت)

تجلی برقی پریس، دہلی، ص:۱۷۶، ۱۷۸
ترکی، ص: ۹۷، ۱۱۷، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۴۵، ۱۶۷،
تونس، ص:۱۳۵، ۱۳۶

(ث)

ثمر قند، ص:۱۵۱

Marfat.com

(ج)

الجامع الکبیر، ص:۱۳۰

جدہ، ص:۹۷

جزق، ص:۱۵۱

(ح)

حجر، مصر، ص:۱۳۵

(خ)

خلیج فارس، ص:۱۰۶

خوزستان، ص:۱۰۶

خیوا، ص:۱۵۱

(د)

دارالسلام، ص:۱۱۶

دارالاشاعت، ص:۱۲۰

دجلہ (دریا)، ص:۱۱۶، ۱۳۳، ۱۳۴

دریائے پنج، ص:۱۵۰

دمشق، ص:۱۱۹

دہلی، ص:۱۷۶، ۱۷۸

(ر)

رامپور، ص:۱۳۲

روس (سویت یونین)، ص:۱۵۰،
۱۵۱،

۱۵۴، ۱۵۵،

(س)

سرہند شریف، ص:۱۱۰

سکندریہ، ص:۹۷

سوق الغزل، ص:۱۲۱، ۱۲۲

سوق الخفافین، ص:۱۲۳

سوق السراجین، ص:۱۲۲

سوق الصاغا، ص:۱۲۲

سوق الصفافیر، ص:۱۲۲

سیداشریف، ص:۱۱۰، ۱۱۱، ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۵۶،
۱۵۷، ۱۶۱، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۷،
۱۷۸، ۱۷۹

سیر دریا/ دریائے سیحون، ص:۱۵۱

(ش)

شارع رشید، ص:۱۲۳

شام، ص:۹۷

شاہراہ شط العرب، ص:۱۰۵، ۱۰۷

شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص:۱۶۷، ۱۷۸،
۱۷۹

(ع)

عراق، ص:۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۲۰،

Marfat.com

۱۲۱، ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۱

عرب، ص: ۱۰۶، ۱۲۱، ۱۴۰

(ف)

فیروزسنز، لاہور، ص: ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۹

(ق)

قسطنطنیہ، ص: ۱۱۹

(ک)

کابل، ص: ۱۵۵، ۱۷۳

کاظمین، ص: ۱۲۰

کاغان، ص: ۱۵۱

کتہ قرغان، ص: ۱۵۱

کراچی، ص: ۱۶۵، ۱۷۹

(گ)

گجرات، ص: ۱۵۹، ۱۶۰

(ل)

لاہور، ص: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۳،

۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۴، ۱۷۸، ۱۷۹

لوا، ص: ۱۰۷

(م)

ماوراء النہر، ص: ۱۵۱

محمد قاسم حاجی شپ کمپنی، بمبئی (ممبئی)، ص: ۱۰۱

مدرسة المعلمین، بغداد، ص: ۱۲۰

مدینة الاسلام، ص: ۱۱۶

مصر، ص: ۱۳۵

المطبعة الحسینیة مرارا، مصر، ص: ۱۳۵

مطبعة شرکة التمدن الصناعیة،

ص: ۱۳۵

مطبع ولایت، ص: ۱۲۰

منڈی بہاؤالدین، ص: ۱۷۸، ۱۷۹

موصل، ص: ۱۲۱

(ن)

ناظم آباد، کراچی، ص: ۱۶۵، ۱۷۹

(و)

ولایت، ص: ۱۰۶، ۱۱۹، ۱۲۰

(ھ)

ہندوستان، ص: ۱۱۹، ۱۳۱، ۱۶۹

Marfat.com

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ
کے سنینِ حیات

۱۔ ۱۲۶۶ھ/ ۱۸۵۰ء: ولادت باسعادت: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ

۲۔ ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء: دادا جان حضرت مولانا فیض عالم نقشبندی مجددیؒ کی وفات

اور آپؒ کی گھر سے روانگی برائے تعلیم بعمر ۱۰ سال۔

۳۔ ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۶۰ء ــ ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۲ء: موضع بھابھڑہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں تعلیم قریباً دو سال۔

یہاں قدوۃ العلماء مولانا سلطان محمود نامی چشتی نقشبندی للّٰہی بندیالویؒ م ۱۸۸۰ء قریباً سے درس نظامی کا نصاب الکافیۃ تک پڑھا۔ پھر استاد اپنے وطن بندیال ضلع خوشاب واپس چلے گئے تو یہاں سے تدریس ختم ہوگئی۔

۴۔ ۱۲۷۸ھ/ ۱۸۶۲ء ــ ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۴ء: قصبہ مڈھ رانجھا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں تعلیم قریباً دو سال۔ مدرسۃ جامع مسجد مڈھانی یہاں شرح جامی تک پڑھا۔ استاد کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

۵۔ ۱۲۸۰ھ/ ۱۸۶۴ء ــ ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء: مدرسہ رحیمیہ جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں تعلیم قریباً ایک سال۔

یہاں آپؒ کے استاد مولانا احمد دین بگویؒ نقشبندی مجدّدیؒ تھے۔ جن دنوں

آپؒ ان سے موقوف علیہ کی کتب پڑھتے تھے۔''ان دنوں مولانا نور احمد چشتیؒ اپنی تصنیف تحقیقات چشتی لکھ رہے تھے۔ وہ مولانا احمد دین بگویؒ کے پاس آتے تھے اور اپنی یہ کتاب سناتے تھے اور راہنمائی لیتے تھے''۔

اس دوران آپؒ کا رات کا قیام باغبان پورہ شالیمار لنک روڈ لاہور میں درس میاں وڈاؒ کی درگاہ میں ہوتا تھا۔ وہاں کے سجادہ نشین حافظ احمد دین سہروردیؒ (م ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء) آپؒ پر خاص شفقت فرماتے تھے۔ آپؒ نے ان سے قرآن مجید حفظ کیا۔

۶۔ ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء — ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء: لدھیانہ میں مدرسہ عربیہ مولانا عبدالقادر فاروقی لدھیانویؒ (م ۱۸۶۰ء) واقع دومنزلی مسجد محلّہ موج پورہ میں تعلیم قریباً دو سال۔

یہاں آپؒ کے استاد مجاہد جنگ آزادی ۱۸۵۷ء حضرت مولانا عبدالقادر فاروقی لدھیانویؒ (م ۱۸۶۱ء) کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد فاروقی لدھیانویؒ (م ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء) تھے۔ آپؒ نے ان سے پہلی بار تمام موقوف علیہ کتب پڑھیں۔

۷۔ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء — ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۲ء: دارالعلوم دیوبند میں تعلیم قریباً پانچ سال۔

یہاں مولانا محمد یعقوب صدیقی نانوتوی چشتیؒ سے شروع سے لے کر دورۂ موقوف علیہ سمیت تمام کتب دوبارہ پڑھیں اور انہی سے پہلا دورۂ حدیث بھی کیا۔

۸۔ ۱۲۸۸ھ/ ۱۸۷۲ء — ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۳ء: گنگوہ ضلع سہارنپور میں تعلیم

Marfat.com

تقریباً ایک سال۔

یہاں آپؒ نے ایک سال میں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حدیث کی تمام کتب بمع صحاح ستہ دوبارہ پڑھیں اور دوسرا دورۂ حدیث کیا۔

۹۔ ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۳ء ۔۔۔ ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۵ء: رامپور میں مدرسہ عربیہ وعلوم عالیہ نواب فیض اللہ خانؒ میں تعلیم۔

یہاں آپؒ کے استاد مفتی محمد سعد اللہ خان رامپوریؒ تھے۔آپؒ نے ان سے معقولات و افتاء کی اعلیٰ کتب پڑھیں اور فتویٰ نویسی میں تخصص (Specialization) حاصل کیا۔

۱۰۔ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء: وطن مالوف سیدا شریف کی طرف واپسی بعمر ۲۵ سال۔ صرف ۱۵ دن کے لیے۔

۱۱۔ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء: رامپور میں مقابلے کا امتحان برائے منصب نائب مفتی اعظم ریاست رامپور دیا اوّل آئے اور بعمر پچیس (۲۵) سال نائب مفتی اعظم (ڈپٹی چیف جسٹس) ریاست رامپور کے جلیل القدر منصب پر تعیناتی ہوگئی۔

۱۲۔ ۳ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/ ۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء: وفات مولانا محمد یعقوب نانوتوی چشتیؒ صدر مدرس و مفتی دارالعلوم دیوبند، استاد خاص حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ۔

۱۳۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء: عدالت عظمیٰ اجلاس ہمایونی (نواب کے حضور اپیل کی آخری عدالت The Appellate Court of Nawab Syed Kalab Ali Khan) سے دس سالہ سرکاری

Marfat.com

ملازمت سے جو بطور نائب مفتی اعظم ریاست رام پور تھی مستعفی ہو گئے۔

۱۴۔ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۴ جنوری ۱۸۸۵ء میں دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہوئے تا کہ اپنے استاد مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ سے بیعت ہو جائیں۔ لیکن وہ آپؒ کے پہنچنے سے بارہ روز قبل ۳ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/۲۱ دسمبر ۱۸۸۴ء کو فوت ہو چکے تھے۔

۱۵۔ صفر المظفر ۱۲۹۲ھ/ مارچ ۱۸۷۵ء ــــ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء۔ دس سالہ قیام رامپور

۱۶۔ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/ ۴ جنوری ۱۸۸۵ء ــــ دہلی میں مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ حسین بخش شاہجہان پور میں صدر مدرس اور مفتی متعین ہوئے۔

۱۷۔ رجب ۱۳۰۴ھ/ مارچ ۱۸۸۷ء ــــ مدرسہ علوم اسلامیہ حسین بخش شاہجہان پور دہلی سے مستعفی ہو کر کرنال چلے گئے۔

۱۸۔ ۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ/ ۴ جنوری ۱۸۸۵ء ــــ رجب ۱۳۰۴ھ/ مارچ ۱۸۸۷ء۔ دو سالہ قیام دہلی/ مدرسہ حسین بخش میں دور تدریس

۱۹۔ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء: پہلی شادی: قیام دہلی کے دوران آپؒ نے اپنی زندگی کی پہلی شادی خطیب مرکزی مسجد فراش خانہ دہلی و مفتی شہر ایک سیّد بزرگ اور شیخ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ کی دختر نیک اختر سے کی جو جنوری ۱۸۸۷ء میں ایک بچہ چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ آپؒ بچے کو دہلی میں نانا کے پاس چھوڑ کر کرنال چلے گئے

۲۰۔ شوال ۱۳۰۴ھ/ ماہ جون ۱۸۸۷ء ــــ ربیع الاوّل ۱۳۰۵ھ/ دسمبر ۱۸۸۷ء مدرسہ علوم عالیہ اسلامیہ کرنال کی صدارت تدریس اور چھ ماہ کرنال میں قیام۔

Marfat.com

۲۱۔ ربیع الاوّل ۱۳۰۵ھ/ دسمبر ۱۸۸۷ء انبالہ شریف میں اپنے پیشوائے پاک حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ انبالویؒ سے بیعت ہوئے۔

۲۲۔ ۴ ربیع الاوّل ۱۳۱۵ھ/۴ اگست ۱۸۹۷ء: وفات قطب الارشاد حضرت خواجہ سیّد محمد توکل شاہ انبالویؒ جو آپ کے مرشد تھے اور انبالہ شریف میں قیام کی وجہ تھے۔

۲۳۔ ربیع الاوّل ۱۳۰۵ھ/ دسمبر ۱۸۸۷ء — ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ/۱۴ ستمبر ۱۸۹۷ء گیارہ سالہ قیام انبالہ شریف

۲۴۔ صفر المظفر ۱۳۱۵ھ/ جولائی ۱۸۹۷ء۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی دوسری شادی: جو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم بی بیؒ (م ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء) نے اپنے میکے پانڈوال میں کی۔

۲۵۔ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ/ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۷ء — ۱۵ شوال المکرّم ۱۳۱۵ھ/ ۱۰ مارچ ۱۸۹۸ء: پیشوا کی وفات کے بعد چھ ماہ قیام پٹیالہ ایک پیر بھائی اہلمد (ریکارڈ کیپر جج صاحب) کے ہاں۔

۲۶۔ ۱۵ شوال المکرّم ۱۳۱۵ھ/ ۱۰ مارچ ۱۸۹۸ء (یوم وفات زوجہ محترمہ حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہؒ) خواجہ محبوب عالم پٹیالہ سے آئے اور چالیسویں کے بعد ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۱۵ھ/ ۲۰ اپریل ۱۸۹۸ء پٹیالہ چلے گئے۔

۲۷۔ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ/ اپریل ۱۸۹۸ء: پٹیالہ سے تاریخ روانگی برائے ترکی براستہ افغانستان وایران

۲۸۔ صفر ۱۳۱۷ھ/ جون ۱۸۹۹ء: تاریخ واپسی از ترکی براستہ سکندریہ و جدہ بذریعہ دخانی بحری جہاز: بمبئی (ممبئی) میں اترے اور یہاں ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ اگست ۱۸۹۹ء تک دو ماہ قیام کیا۔

Marfat.com

۲۹۔ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ/ اگست ۱۸۹۹ء: بمبئی (ممبئی) سے تاریخ روانگی برائے بغداد بذریعہ دخانی بحری جہاز اور بصرہ کی بندرگاہ پر اترے آگے بغداد تک پیدل سفر کیا۔

۳۰۔ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ/ اکتوبر ۱۸۹۹ء: بغداد پہنچنے کی تاریخ

۳۱۔ ۱۳۱۷ھ/ ۱۹۰۰ء: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی تیسری شادی۔ جو آپؒ نے اپنے قیام بغداد کے دوران بغداد میں مقیم بنو ہاشم کے ایک برگزیدہ خاندان میں کی۔

۳۲۔ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/ فروری ۱۹۰۳ء: بغداد شریف سے برصغیر کو واپسی کے لئے روانگی کی تاریخ۔ براستہ ایران، بخارا، افغانستان۔

۳۳۔ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۱ھ/ اگست ۱۹۰۳ء: برصغیر میں انبالہ شریف پہنچنے کی تاریخ۔

۳۴۔ یکم شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ/ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء: سفر بغداد سے واپسی کے بعد اپنے وطن موضع سیداشریف تحصیل پھالیہ پہنچنے کی تاریخ

۳۵۔ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ/ اکتوبر ۱۸۹۹ء — ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ/ فروری ۱۹۰۳ء۔ قریباً تین سالہ قیام بغداد شریف

۳۶۔ ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء: وفات بہ مرض طاعون صاحبزادہ اختر عالم بہ عمر ۲۲ سال مدفون سیدا شریف جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی دہلی کی زوجہ محترمہ کے بطن سے تھے۔ اور آپؒ بغداد شریف سے واپسی کے بعد ان کو ان کی ننھیال دہلی سے سیدا شریف لے آئے تھے۔

۳۷۔ ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی چوتھی شادی۔ جو آپ

نے شاہ آباد، ضلع کرنال میں سادات کے ایک گھرانے میں کی۔

۳۸۔ ذوالحجہ ۱۳۱۵ھ/ اپریل ۱۹۹۸ء — یکم شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ/ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء
: سفر ترکی اور سفر بغداد کا سات سالہ دور۔ یہ دور حضرت خواجہ سید محمد توکل شاہ انبالویؒ کی وفات (۱۸۹۷ء) کے بعد آیا۔

۳۹۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ/ ۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء: وفات حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ

۴۰۔ شعبان المکرّم ۱۳۲۱ھ/ اکتوبر ۱۹۰۳ء - ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ / ۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء: چودہ (۱۴) سالہ قیام سید اشریف

Marfat.com

عُنوانِ تمنّا

قصیدۂ منقبت

ابوالوقت، مقتدائے زمن، قطب الارشاد، مجدّد دوران

حضرت خواجہ ابوالہاشم محمد مُصطفٰے محبوب عالم نقشبندی علیہ الرحمۃ

م ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء

Marfat.com

نتیجۂ فِکر

فاروقِ طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی علیہ الرحمۃ

م ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۲ء

تھذیب و ترتیب

حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

O

آیا ہے عجب شان سے طُوفانِ تمنّا
حیراں ہے رُخ پیدا و پنہانِ تمنّا

پھُوٹا ہے تہہِ قلبِ پریشان سے لاوا
پگھلا ہے ہر اِک سنگِ گراں جانِ تمنّا

صَد گُونہ جنوں خیز ہے دیدار کا عالم
صَد جذب بہ آغوش، فدایانِ تمنّا

صد ناز بہ دل ، شاہدِ لیلائے محبت
صَد شور بہ لب، عاشق بریانِ تمنّا

Marfat.com

صد شوق بہ پہلو ہے شرف خواہِ رسائی
صَد درد بجاں، طالب پیمانِ تمنّا
صَد آبلہ دَرپا ہے وفا کیش مُسافر
صَد چاک بہ سینہ ہے دُعا خوانِ تمنّا
صد وِرد و وظیفہ و مناجات و تضرّع
آباد بہ اوقاتِ حزینانِ تمنّا
اے شوق خُدارا، اے مرے جذب خُدارا
اے حاملِ صَد شمع فروزانِ تمنّا
تاثیر ذرا آج دکھا اور رسا ہو
عقدہ ہے بہت سخت بدامانِ تمنّا
لیکن یہ رہے یاد، یہ منزل ہے وفا کی
لازم ہے یہاں، ہوش ہو، نگرانِ تمنّا

گُفتار ہو پابند یہاں خُوئے ادب کی
بیباک نہ ہو، مُرغِ غزل خوانِ تمنّا

ہر چند ہو جذبات سے مغلُوب طبیعت
پُر آب نہ ہو، دیدۂ گریانِ تمنّا

درگاہ ہے یہ خواجۂ محبوبِ زماںؒ کی
قائم ہے یہاں مسند خاقانِ تمنّا

آداب ہیں اس بارگہِ ناز کے نازک
یاں جُرأتِ اظہار ہے عصیانِ تمنّا

معلُوم ہے بے گفُت (۱) یہاں حال دِلوں کا
مشہود(۲) یہاں پیدا و پنہانِ تمنّا

دامن سے سوا گوھرِ مطلُوب ہے ملتا
سرشار ہیں فیضان سے مستانِ تمنّا

بیدار ہُوا بخت غریبانِ دو عالم
گلزار ہُوا رُوئے شہیدانِ تمنّا

مفتوح ہُوا باب سعادت کے حَرم کا
آباد ہُوا کُوچہء جانانِ تمنّا

برسات ہے انوار کی افلاک سے پیہم
سیراب حضوری سے ہے ایقانِ تمنّا

پُر سوز و طربناک ہے کیا عُرس کی محفل
ہر شخص ہُوا غرقہء فیضانِ تمنّا

آیا ہے حبیبؒ (۳) شہِ محبوبؒ یہاں پر
ہے آج وہ سر جلوہَ پاکانِ تمنّا

اس مجلسِ محبوبؒ کی رونق ہے اسی سے
ہے آج وہی مشعل ایوانِ تمنّا

بیٹھا ہے درِ روضۂ انور پہ مراقب
حلقے میں لیے اپنے سعیدانِ تمنّا
اِس حال میں (۴) خواجہؒ کی ثنا چہرہ کشا ہے
اور اوج پہ ہے جذبۂ ایمانِ تمنّا

O

مقدور عنایت ہو تیرے لُطف سے آقا (۵)
لبریز ارادت سے ہو دامانِ تمنّا
مِٹ جائے الم حسرت و اندوہ کا سارا
پایاب ہو ہفت آبِ زبان دانِ تمنّا
تائید و حمایت پہ مری رُوحِ امیںؑ ہو
دائم ہو مجھے عرش سے فیضانِ تمنّا
تحریر کروں حضرتِ خواجہؒ کے مناقب
الفاظ ہوں سب انجمِ تابانِ تمنّا

Marfat.com

O

محبوبؒ ! ہے تو حاصلِ امکانِ تمنّا
تُو رُوح تمنّا ہے کہ ایمانِ تمنّا(٦)

تو حُسنِ مجسم ہے بہ چشمانِ تمنّا
قُربان تمنّا، مری جاں، جانِ تمنّا

نِسبُت تیری قامت کو ہے طوبیٰ کے شجر سے
سینے میں ترے شعلۂ ایمانِ(٧)تمنّا

غمزہ ہے تیری چشم کا کیا حَرفِ مقطّع
چہرہ ہے ترا یا کہ ہے قُرآنِ تمنّا

پیکر ہے ترا نُور، تو ہے رُوح بھی نُوری
تو کوکبِ تابانِ شمعدانِ(٨)تمنّا

تو نورِ علیٰ نور (۹) ہے اے نُورِ سراپا
پُرنُور ترے دَم سے ہے ایوانِ تمنّا
آباد تیرے نام سے ہے چاہ کی دُنیا
معمُور تری یاد سے دیوانِ تمنّا
دعویٰ شناسائی ہے ہر عام کو تجُھ سے
تو راز سرا پردۂ(۱۰)خاصانِ تمنّا
تُو کعبۂ مقصود ہے اربابِ ہمم کا
تو قِبلۂ مطلُوب مرادانِ تمنّا
تُو افسرِ صد شعبۂ سرکارِ ﷺ مدینہ
تُو نائبِ حق، صاحبِ دورانِ تمنّا
تو ماہرِ اندازِ خلیلؑ و شعیبؑ
تو عیسیٰؑ نفَس ، مُوسیٰؑ عمرانِ تمنّا

Marfat.com

تو چشمۂ حیواں، بہ شہیدانِ محبت
تو جلوۂ عُریاں، بہ کلیمانِ تمنّا

تُو شانِ امارت بہ امیرانِ تقرّب
تُو مایۂ ہستی بہ غریبانِ تمنّا

تُو درسِ ریاضت بہ ھُمامانِ (۱۱) عزیمت
تُو جُملہ سہُولت بہ غلامانِ تمنّا

تُو آیۂ رحمت بہ مُریدانِ صفاکیش
تُو عینِ بشارت بہ مرادانِ تمنّا

تُو کانِ کرم، بحرِ عطا، مہرِ عنایت
تُو ابرِ گراں بار بہ نیسانِ تمنّا

تُو گنجِ گرانمایۂ اسرار و معانی
جلوہ ترا معراجِ ندیمانِ تمنّا

Marfat.com

تُو حسنِ شریعت ہے تو فانوسِ طریقت
تُو نُورِ حقیقت، مہِ عرفانِ تمنّا

تُو نازِ قیادت ہے تُو خورشیدِ امامت
تُو زیبِ ولایت شہِ خوبانِ تمنّا

خاکی ہوں کہ ناری ہوں کہ نُوری ہوں کہ عرشی
یا تیرے ہیں یا تیرے اسیرانِ تمنّا

ناسُوت ہو، جَبَروت ہو، مَلَکوت کہ لاہوت
پوشیدہ نہیں تُجھ سے کوئی جانِ تمنّا

یہ عالمِ کثرت ہَے تو وہ عالمِ وحدت
ہر شے تری دولت ہے تُو سلطانِ تمنّا

دن اور، تو، رات اور، یہاں اور، وہاں اور
ہرآن نئ شان تری جانِ تمنّا

تُو صاحبِ لولاک کا شہباز ہے آقا
تا عرشِ بریں تیری ہے طیرانِ تمنّا

مقبُول ہے تُو شیخِ مجدّدؒ کی نظر میں
ہے تیرا نَفَس چارۂ حرمانِ تمنّا

تُو دولتِ خواجۂ توکّلؒ کا امیں ہے
شاداب ترے فیض سے ایمانِ تمنّا

ہے ذکر ترا مایۂ سرمستی کہ ہے تُو
محبوبِ حبیبِ شہِ ذیشانِ تمنّا

قاسم ہے تُو گنجینۂ انواعِ کرم کا
حاضر ہیں تیرے در پہ فقیرانِ تمنّا

ہر چند عیاں تجھ پہ مرا حال ہے آقا
کہتا ہُوں کہ سُنتے ہیں کریمانِ تمنّا

Marfat.com

O

دل سوز ہے اے غوث! مرے غم کی کہانی
جاں کاہ مرا رنج فراوانِ تمنّا
بیٹھا ہے عدُو سیج پہ پھُولوں کی اے آقا
بِکھرے ہیں مری راہ پہ خارانِ تمنّا
درماں سے گیا درد گُزر قلب و جِگر کا
قِسمت میں ہُوئے حسرت و حرمانِ تمنّا
کہتے ہیں کہ ناکام ہوں میں دشتِ جنوں میں
رُسوا ہُوں سرِ عام بہ میدانِ تمنّا
ٹوٹے ہیں جو، ہر آن سِتَم، جانِ حزیں پر
ویران ہے، برباد ہے بُستانِ تمنّا

Marfat.com

بڑھتے ہیں غم و حسرت و اندوہ برابر
ہوتی ہے اگر وسعتِ دامانِ تمنّا

کرتا ہوں نفی ذات کی ہوتا ہے سکوں سا
اُٹھتا ہے جو اثبات ہو، ایقانِ تمنّا

یہ دل جو تری چیز تھا غیروں نے لیا لُوٹ
اے غیرتِ محبوبؒ! یہ نقصانِ تمنّا

سچ بات ہے مجُھ سے ہیں تجھے لاکھ میّسر
تُجھ سا ہے مگر کون مجھے جانِ تمنّا

آقا وہ غریبِ رہِ اُلفت ہُوں میں جس کا
دو اشک ہیں اِک آہ ہے سامانِ تمنّا

گو بُلبُل و پروانہ ہیں مشہور ولیکن
ہیں اور بھی دُنیا میں قتیلانِ تمنّا

Marfat.com

خاموش ہوا کب یہ تری یاد کا شعلہ
کب جان سے نِکلا ترا پیکانِ تمنّا

O

اے شاہ! صحیفۂ دل و جان میں میرے
لکھّا ہے ترا نام بہ عنوانِ تمنّا
دائم ہے دُعا رکھّے خدا تم کو سلامت
سرتاج تمنّا ، مرے سُلطانِ تمنّا
سیراب نظر تیرے رہیں مَست اَبد تک
ایسا ہو سرور مئے عرفانِ تمنّا
شایاں ہے تری شان کے جو چیز عطا ہو
یُوسفؒ ہے گدائے زگدایانِ تمنّا (۱۲)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حواشی

۱۔ بے گُفت: بن بتائے

۲۔ مشہود: زیرِ مشاہدہ

۳۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ قدس سرہ

۴۔ قطب الارشاد حضرت خواجہ محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمۃ

۵۔ صاحبِ کلام علیہ الرحمۃ یہاں لفظ ''آقا'' اپنے والدِ محترم اور شیخ گرامی قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ علیہ الرحمۃ سے تخاطب کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور ان سے قطب الارشاد مجدّد طریقہ نقشبندیہ ابوالہاشم حضرت مولانا مفتی محمد مصطفٰے محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمۃ کی مدح و منقبت نویسی کے لیے صلاحیت و قدرتِ فہم و بیان کے لیے ملتجی ہیں۔

۶۔ آغاز منقبت قطب الارشاد خواجہ محبوب عالم سیدوی قدس سرّہٗ

۷۔ اَیمَنْ: وادیٔ اَیمَنْ: وادیٔ کوہِ طور: (القرآن، القصص، ۲۸:۳۰)

فَلَمَّا اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ... الخ

۸۔ شمعدان: ترجمہ مشکوٰۃ: اشارہ بہ آیتِ قرآن: نُوْرُہٗ کَمِشْکٰوۃٍ۔ اَلخ

۹۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ۔ القرآن: سُورہ النور

۱۰۔ اشارہ بہ مفہوم شعر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ:

اَنَا الْجِیْلِیُّ وَ الْمَخْدَعُ مَقَامِیْ ۔لفظ ''سراپردۂ خاصان'' لفظ

Marfat.com

"اَلْمَخْدَع" کا ترجمہ ہے، جو غوثیّتِ کُبریٰ کا مقام ہے اور یہ مقام حضرت خواجہ صاحب سیدویؒ کو حضرت غوثِ اعظمؒ کی نیابت میں حاصل تھا۔

۱۱۔ ھُمام ج ھُمامان: ہیرو، بہادر، بُلند ہمّت۔ دیکھیے الفرائد الدرّیہ للطّلاب (عربی ڈکشنری عربی سے عربی)

۱۲۔ یہ طویل قصیدہ حضرت خواجہ محمد مصطفٰے محبوب عالم سیدوی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عُرس جنوری ۱۹۵۹ء کے موقع پر کہا گیا۔

Marfat.com

جناب مصنف

بــقــلــم خــود

Marfat.com

ترتیب

☆ نام ---
☆ تاریخی نام ---
☆ سجع --
☆ شیخ طریقت کے عطا کردہ القابات -----------------------
☆ تاریخ پیدائش --
☆ جائے پیدائش ---
☆ نام والد ---
☆ نام والدہ --
☆ نام دادا جان و پیشوائے طریقت --------------------------
☆ نسب ---
☆ حسب --
☆ تعلیم ظاہری --
☆ تعلیم باطنی، بیعت --------------------------------------
☆ حضرت قطب الارشادؒ کی وصایا ---------------------------
☆ آپؒ کی وفات کے وقت کا اور آپ کے سفر آخرت کا حال---
☆ حضرت قطب الارشادؒ کے سفر آخرت کا حال -----------------
☆ سلاسل طریقت کی اجازت کے بارے میں مزید تفاصیل----
ا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ---------------------------

ii۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں انتساب ----------------
iii۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ ----------------
iv۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ ----------------
v۔ براہ راست ارواح طیبہ سے فیضان اور ان کی نسبتوں کا حصول ----------------
☆ ترویج طریقت کی اجازت اور امر ----------------
☆ لفظ سید لکھنے کا حکم ----------------
☆ سند حدیث ----------------
☆ شادی ----------------
☆ اولاد: حضرت سید محمد توقیر احمد اظہر نقشبندیؒ ----------------
☆ ملازمت ----------------
☆ تلامذہ ----------------
☆ تصانیف ----------------
☆ تحقیقی مقالات اور دیگر علمی سرگرمیاں ----------------
☆ عقاید ----------------
☆ ایک مختصر توضیح بحوالہ ابتدائیہ کا حاشیہ نمبر ۸۷ ----------------
☆ مخالفین اور معاندین ----------------
☆ محبوب لوگ ----------------

Marfat.com

پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہؔر دامت برکاتہ'

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے چرخ برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے
(میر تقی میر)

نام

سیّد محمد کبیر احمد مظہؔر / مظہر حسین / عرف مظہر کبیر

تاریخی نام

مختار حسن (۱۳۵۹ھ)

سجع

پروفیسر محمد اسلم (مرحوم) سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے کہا:

خدا کرد شانِ محمد کبیر

Marfat.com

شیخ طریقت کے عطا کردہ القابات

آپ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ تو میرا راز دان ہے۔

۲۔ تو میرا ضمنی ہے۔

۳۔ لَحْمُكَ لَحْمِيْ وَ دَمُكَ دَمِيْ۔

ترجمہ: تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خون میرا خون ہے۔

یہ فقرہ وہ ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ' کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

۴۔ یہ فقرہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

''دادے کو اپنے اس پوتے سے بہت پیار ہے''۔

۵۔ ایک دفعہ راقم کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا:

دل بے قرار آئے کیونکر قرار میں
نہ تم اختیار میں ہو نہ دل اختیار میں

۶۔ میں تجھے منصب قیومیت سپرد کرتا ہوں۔ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ اس صدی کے تکوین اور ارشاد کے امور کے مجدّد ہیں۔ تو نے ان کے تکوین اور ارشاد کے پروگرام کو آگے چلانا ہے۔

۷۔ میں نے تیرا ہاتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا ہے اب تو مجھے قیامت کو اس طرح ملنا کہ وہ تجھ پر راضی ہوں۔ ازاں بعد یہ شعر پڑھا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(حضرت علامہ اقبالؒ)

۸۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاءاللہ کو چھپ کر رہنے کا حکم دیا ہے۔اس وقت تمام اولیاءاللہ چھپ گئے ہیں۔تو بھی چھپ کر رہنا پھر ایک وقت آئے گا جب اولیاءاللہ کو ظاہر ہونے کا حکم ہوگا۔اس وقت تو بھی ظاہر ہو جانا۔

تاریخ پیدائش

۱۱ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء بروز جمعرات صبح ۸:۰۰ (آٹھ) بجے یا ۸:۳۰ (ساڑھے آٹھ) بجے۔ ۸:۳۰ (ساڑھے آٹھ) بجے والی روایت زیادہ درست ہے۔ (عبدالقدوس ہاشمی؛ تقویم تاریخی ص ۳۴۰)

جائے پیدائش

قصبہ مجیٹھا تحصیل و ضلع امرتسر (بھارت)

نام والد

فاروق طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمة ۱۹۸۲ء بن قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء

نام والدہ

حضرت سیّدہ معصومہ بی بی م ۱۹۷۴ء بنت قطب الارشاد حضرت مولانا مفتی ابو الہاشم محمد مصطفٰے محبوب عالم نقشبندی قدس سرہٗ م ۱۹۱۷ء

Marfat.com

نام دادا جان و پیشوائے طریقت

قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمۃ (۱۸۹۵ء--۱۹۶۱ء)

نسب

حسنی و حسینی سادات، سلسلہ نسب حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے ماموں حضرت تاج الاولیاء غزنوی کے ذریعہ حضرت امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔ یہ شجرہ نسب موضع جعفر کوٹ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر (بھارت) کے میراثی مولا بخشؒ کو زبانی یاد تھا۔ جس کو اس نے جون ۱۹۳۹ء میں راقم کے والد ماجد حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر حاضرین کے سامنے پڑھا تھا۔

حسب

بنو ہاشم، سلسلہ نسب ۳۶ واسطوں سے حضرت عباس علمدار بن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم ظاہری

۱۹۵۳ء میں پرائمری کے بورڈ کے امتحان میں کالا شاہ کاکو (جی ٹی روڈ) کے آٹھ سکولوں کے سنٹر میں اوّل آیا۔ ۱۹۵۶ء میں مڈل کے بورڈ کے امتحان میں ضلع گوجرانوالہ میں اوّل آیا۔ ۱۹۵۸ء میں میٹرک، ۱۹۶۰ء میں فاضل فارسی، ۱۹۶۱ء میں ایف اے، ۱۹۶۳ء میں یونیورسٹی اوری اینٹل کالج کی فاضل عربی کی کلاس میں داخل ہوا۔ اس سال دو پرچوں میں رہ گیا۔ ازاں بعد ۱۹۶۵ء میں فاضل عربی اور ۱۹۶۷ء

Marfat.com

میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے دورہ حدیث کیا۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند (بھارت) نے دستار بندی کی۔ اساتذہ حدیث میں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا رسول خانؒ، مفتی جمیل احمد تھانویؒ اور مولانا عبید اللہ قابل ذکر رہے ہیں۔ ۱۹۶۸ء میں بی اے کیا۔ ۱۹۷۰ء میں اورینٹل کالج سے ایم اے عربی کیا۔ ۱۹۷۱ء میں ایم اے اسلامیات کیا۔

یہ کہنا یقیناً اہم ہے کہ راقم کو تفسیر حدیث، علم کلام اور انگریزی زبان میں حضرت قطب الارشادؒ سے تلمذ اور شاگردی کا شرف حاصل ہے۔

تعلیم باطنی، بیعت

۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلّیہ میں ۱۹ جون ۱۹۵۶ء کو قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء سے بیعت ہوا۔ یہ دن پیشوائے طریقت حضرت قطب الارشادؒ کی معیت میں موضع رسیانہ کلاں تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے سفر کا آخری دن تھا۔

۲۔ ازاں بعد تعلیم باطنی کے لئے کتاب خیر الخیر تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اور کشف المحجوب تصنیف حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے باطنی اسباق شروع ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں تعلیم باطنی مکمل ہوئی تو خلافت تامہ عطا ہوئی۔ آپؒ نے اپنا عصاء مبارک، اپنا آخری کلاہ (پگڑی) مبارک، اپنی تین ویسٹ کوٹ، تین شیروانیاں اور اپنا وظائف والا بیگ بھی عطا فرمائے۔ پھر راقم نے آپ کے حسب الحکم گوجرانوالہ میں ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۸ء تک ایک سال مثنوی معنوی مولانا رومؒ کا درس دیا۔ ازاں بعد بروز جمعرات

Marfat.com

۵۔اکتوبر ۱۹۶۱ء کو حضرت قطب الارشادؒ نے اپنی وفات سے ۱۵ منٹ پہلے قریباً ۱۰:۴۰ (دس بجکر چالیس منٹ) صبح ارشاد فرمایا۔

''اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے داہنے ہاتھ کو پکڑ لو اور آخری دفعہ بیعت ہونا قبول کرو۔ کہو: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ میں بیعت کو قبول کیا''۔ بندہ نے عرض کیا: ''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلّیہ محبوبیہ حبیبیہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کو قبول کیا''۔

اس طرح یہ آخری وقت کی بیعت تھی اس سے پہلے بندہ جتنی بار بھی گوجرانوالہ سے حاضر ہوتا تھا تو دل میں عرض کیا کرتا تھا: حضور! مجھ سے خطائیں ہو جاتی ہیں آپ ازراہِ مہربانی دوبارہ بیعت فرمائیں۔ آپ میری اس عرضداشت پر کشفاً آگاہ ہو جاتے تھے اور مسکرا دیتے تھے مگر آپ نے دوبارہ بیعت نہیں فرمایا۔ البتہ محبت و شفقت سے ارشاد فرمایا کرتے تھے:

''ہر ملاقات تجدید عہد ہے''۔

۵۔اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعرات آپ نے اپنی وفات کے وقت صرف راقم کو اپنے حضور حاضر رہنے کیلئے مخصوص فرمایا تھا۔ راقم کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ یہ واقعہ قدرے طویل ہے لیکن تحدیث نعمت کے بیان کے لئے ہدیہ قارئین ہے۔

حضرت قطب الارشادؒ کی وصایا، آپؒ کا اپنی وفات کے وقت اور اپنے سفر آخرت کے لئے اس ناچیز کو اپنے حضور حاضر رہنے کے لئے مخصوص فرمانا

حضرت قطب الارشادؒ نے اپنی اہلیہ محترمہ کی وفات ۲۰ جون ۱۹۵۹ء کے بعد اپنے صاجبزادگان مولانا سیّد محمد یوسفؒ اور مولانا سیّد محمد مسعود احمدؒ کو ارشاد فرمایا تھا: میری جملہ وصایا

مظہر کو ہیں۔ آپ اس سے پوچھ لینا اور پھر ان پر عمل کرنا۔ آپؒ نے اپنی وفات کے وقت اپنے حضور حاضر رہنے کے لئے اور یوں اپنے سفر آخرت کے جملہ امور کی ہدایات کے لئے اس ناچیز کو مخصوص فرمایا۔

آپؒ کی وفات کے وقت کا اور آپؒ کے سفر آخرت کا حال

۵/ اکتوبر ۱۹۶۱ عیسوی / ۲۴/ ربیع الثانی ۱۳۸۱ ہجری کو جمعرات کا دن تھا۔ قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی مجدّدی توکلی محبوبیؒ اس دن صبح کے وقت صحت مند اور ٹھیک ٹھاک تھے۔ چنانچہ ناشتہ کے بعد آپؒ حسب معمول سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؒ کا معمول تھا کہ صبح ناشتہ کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد دن میں دو دفعہ سیر کے لیے جایا کرتے تھے۔ یہ تین چار میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔ اس روز بھی آپؒ سیر کے لیے تشریف لے گئے اور سیر کے بعد گھر تشریف لائے۔ راقم آپؒ کے گھر میں ڈیوڑھی کے اوپر بنے ہوئے ایک کمرہ میں موجود تھا۔ آپؒ سیدھے سیڑھیاں چڑھ کر راقم کے پاس آ گئے اور راقم کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے چلے۔ سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس خدا کو راضی کرنے کے لیے ساری عمر بسر کی ہے۔ اس کو آخری وقت ناراض نہیں کیا جاسکتا۔ سنو:

> ''آج میرا آخری وقت ہے۔ اپنے ابا جان (آپکے فرزند اکبر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ م۱۹۸۲ء) سے اور چچا جان (آپکے فرزند اصغر حضرت مولانا سیّد محمد مسعود احمد انورؒ م ۲۰۰۶ء) سے کہنا کہ آج مجھے یہ نہ کہیں کہ میں ان کو اور وقت دوں یا زندگی میں اضافہ کروں۔ پہلے دو تین دفعہ ایسا ہو چکا ہے کہ ان کے اصرار پر میں نے چھ چھ ماہ زندگی کو آگے کیا

Marfat.com

ہے۔لیکن اب خدا کے حکم سے سرتابی نہیں ہوسکتی''

راقم نے عرض کیا کہ میری عمر اکیس سال ہے۔میری تربیت کا کیا بنے گا؟ ارشاد فرمایا:

''ہمارا فوت ہونا ایک پردہ ہے۔ورنہ فوت ہونے کے بعد ہم
لوگ زندہ ہوتے ہیں ۔اور میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔
تمہاری تربیت میرے ذمہ ہے۔تم فکر نہ کرو۔''

اتنے میں آپؒ آخری سیڑھی بھی اُتر آئے ۔ بیٹھک شریف کی کھڑکی سیڑھیوں کی جانب کھلتی تھی ۔اس وقت وہ کھڑکی کھلی تھی اور پروفیسر محمد فرمان صاحب م ۱۹۷۸ء صدر شعبہ اردو زمیندار ڈگری کالج گجرات اس کھڑکی کے سامنے بیٹھک کے اندر کھڑے تھے۔ انہوں نے سلام عرض کیا۔آپؒ نے انہیں قریب کر کے ان کے سینے پر عالم امر کے پانچ لطائف پر باری باری اپنی انگشت شہادت رکھ کر انہیں اسباق دیئے اور فرمایا: ''اجازت ہے''۔صاف ظاہر تھا کہ آپؒ نے انہیں گھر جانے کی اجازت دی ہے۔لیکن انہوں نے وضاحت طلب کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضورؒ یہ پانچ لطائف آگے کسی کو بتانے کی اجازت ہے؟ آپؒ نے فرمایا: ''اجازت ہے''۔ وہ رخصت ہو گئے تو آپؒ نے وہیں کھڑے کھڑے اپنی ویسٹ کوٹ کی اوپر کی جیب سے جیبی گھڑی نکالی اور راقم کو دکھاتے

ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس وقت صبح کے نو بجے (9:00 am) ہیں ۔دس پچپن (10:55am) پر میرا آخری وقت ہے ۔میں نے آگے جانا ہے ۔ وہاں میرے بہت سارے کام مؤخر پڑے ہوئے ہیں لہٰذا اپنے ابا جان اور چچا جان کو کہنا کہ کسی حکیم اور ڈاکٹر کو نہ بلائیں۔

آپؒ راقم کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندرون خانہ اپنے کمرہ میں تشریف لائے اور

Marfat.com

ارشاد فرمایا: جاؤ! اپنے ابا جان کو بتا دو کہ اب میرا آخری وقت ہے۔ کسی حکیم اور ڈاکٹر کو نہ بلانا اور نہ مجھے یہ کہنا کہ اور مہلت دیجیے۔ راقم نے اپنے ابا جان اور چچا جان کو آگاہ کیا کہ آپؒ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میرا آگے جانے کا وقت ہے نہ مزید مہلت طلب کی جائے اور نہ کسی حکیم و ڈاکٹر کو بلایا جائے۔ پھر آپؒ بیت الخلاء تشریف لے گئے اور چھوٹا اور بڑا پیشاب کر کے اچھی طرح استنجاء کر کے واپس آ گئے، وضو کیا اور اپنی چارپائی پر جو شمالاً جنوباً تھی بیٹھ گئے۔ چلمچی کو آگے کرنے کا اشارہ کیا۔ راقم نے چلمچی آگے کر دی۔ آپؒ نے اپنے حلق میں انگشت شہادت پھیری اور چلمچی میں قے کر دی۔ صبح کو جو ناشتہ کیا تھا، وہ خارج ہو گیا۔ پھر کلی کی اور تھوڑی دیر بعد ایک اور قے کر دی۔ بلغم کا ایک بڑا ڈھیر جو قریباً ایک کلو گرام کا ہو گا اندر سے خارج ہو گیا۔ پھر کلی کی اور تھوڑی دیر بعد ایک اور قے کر دی۔ اب پیٹ صاف ہو گیا تھا۔ جبکہ نچلا حصہ چھوٹے اور بڑے پیشاب کرنے سے پہلے ہی صاف ہو چکا تھا۔

آپؒ نے راقم کو ارشاد فرمایا: دیکھ جس طرح میں نے زندگی گزاری ہے، تم نے بھی ایسے ہی زندگی گزارنا ہے اور جس طرح میں مروں گا، تم نے ویسے ہی مرنا ہے۔ ازاں بعد آپؒ نے کلمۂ طیبہ کا ذکر بطریق نفی اثبات شروع کر دیا۔ قے کرنے کی آواز جب راقم کے ابا جان کے پاس پہنچی تو انہوں نے باوجود اس کے کہ انہیں حکیم صاحب کو بلانے سے روکا گیا تھا آپؒ کے طبیب خاص حکیم سیّد سوہنے شاہ صاحب م۱۹۷۲ء کو بلا لیا۔ جونہی حکیم صاحب آپؒ کے کمرہ کے دروازہ کے سامنے آئے جو کھلا ہوا تھا۔ آپؒ نے حکیم صاحب کی طرف ایک خشم گین نگاہ ڈالی۔ وہ وہیں رک گئے۔ راقم کے ابا جان کے اصرار پر کہ آپؒ کو کمزوری لاحق ہو گئی ہے دوائی دیں۔ حکیم صاحب نے جو آپؒ کے مزاج شناس تھے، راقم

Marfat.com

کے ابا جان کو کہا کہ حضرت صاحبؒ نے اب آگے جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ لہٰذا دوائی نہیں دینا چاہیے یہ طبیعت کو تکلیف دے گی۔ لیکن راقم کے ابا جان کے اصرار پر انہوں نے جواہر مہرہ کی پڑیا راقم کو دی۔ راقم نے اپنے ابا جان کے اصرار پر وہ پڑیا آپؒ کو کھلائی۔ آپؒ کی تکلیف بڑھ گئی، پھر قے آئی اور دوا باہر نکل گئی۔

ازاں بعد آپؒ راقم پر ناراض ہوئے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ میرے کمرہ کے دروازے بند کر دو، تمہارے ابا جان اور تمہارے چچا جان میرے آخری وقت کو نہیں دیکھ سکتے۔ راقم نے کمرہ کے دروازے بند کر دیئے۔ اور جانب جنوب جو دروازہ کوٹھڑی میں کھلتا تھا وہ بھی بند کر دیا۔ افتخار حسین نامی ایک خادم جو آپؒ کے پاس ہوتا تھا اس کو آپؒ نے پہلے ہی کمرہ سے باہر نکال دیا تھا۔ اب کمرہ میں صرف حضرت قطب الارشادؒ تھے اور راقم تھا۔ آپؒ نفی و اثبات کا ذکر تیزی سے کر رہے تھے۔ آپؒ پر نقاہت اور کمزوری طاری ہوتی جا رہی تھی۔ جس کے نتیجہ میں آپؒ کبھی چارپائی کے سرہانے کی جانب لیٹ جاتے تھے اور پھر اٹھ کر پائنتی کی جانب ہو جاتے تھے۔ ایک دو دفعہ ایسا کرنے کے بعد آپؒ سرہانے کی جانب ہی لیٹ گئے۔ راقم کو ہمت نہیں پڑتی تھی کہ وہ آپؒ کے چہرہ کے مقابل ہو۔ لہٰذا راقم آپؒ کے پاؤں کی جانب زمین پر بیٹھ گیا اور آپؒ کے پاؤں مبارک پر ہاتھ رکھ کر آپؒ کے پاؤں مبارک کی نبض کی رگ کو دیکھنے لگا۔ نبض پوری قوت کے ساتھ حرکت کر رہی تھی۔ آپؒ نے اشارہ فرمایا اور کہا کہ میرے چہرہ کے سامنے آ جاؤ۔ راقم آپؒ کے ارشاد کے مطابق آپؒ کے چہرہ کے سامنے فرش پر بیٹھ گیا۔ آپؒ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک راقم کی طرف بڑھا کر فرمایا: اسے پکڑ لو، آخری مرتبہ بیعت ہو جاؤ اور کہو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ میں بیعت کو قبول کیا۔ راقم نے با آواز بلند عرض کیا: سلسلہ عالیہ

Marfat.com

نقشبندیہ مجدّدیہ تو کلّیہ محبوبیہ حبیبیہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کو قبول کیا۔

ارشاد فرمایا: میرا ہاتھ پکڑے رکھنا اور اپنی نگاہیں میرے چہرہ پر رکھنا۔ جس وقت میں فوت ہو جاؤں تو پھر میرا ہاتھ اور بازو میرے پہلو میں رکھ دینا اور میری آنکھوں کو بند کر دینا۔ ازاں بعد ابا جان اور چچا جان کو اطلاع دے دینا۔ غسل اور تجہیز و تدفین کی جملہ ہدایات آپؒ راقم کو کئی بار پہلے ہی دے چکے تھے۔ راقم آپؒ کے دست مبارک کو پکڑے ہوئے تھا، اس کی نگاہیں آپؒ کے چہرۂ مبارک پر تھیں اور آپؒ کی نگاہیں راقم کے چہرہ پر تھیں۔ کلمہ شریف کا ذکر بطریق نفی اثبات جاری تھا۔ قریباً پندرہ (۱۵) منٹ ایسے ہی گزرے پھر راقم نے دیکھا کہ کمرہ کی فضا میں ایک ارتعاش پیدا ہوا۔ راقم نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت نبی اکرم ﷺ گھوڑے پر سوار تشریف لائے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، دیگر صحابہ کرامؓ اور خواجگان نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہؒ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپؒ کے فوت شدہ صاحبزادگان میں سے حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم شاہ صاحبؒ (م ۱۹۵۴ء) اور آپؒ کی ہمشیرہ حضرت زینب بی بیؒ (م مارچ ۱۹۶۱ء) بھی آئے اور وہ رو رہے تھے۔ پھر راقم نے دیکھا حضرت نبی کریم ﷺ کا گھوڑا آپؒ کی چارپائی کے سرہانے کے قریب فضا میں کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مولوی صاحب! آپ تیار ہیں؟"

آپؒ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! میں تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"آیئے چلیں"۔

پھر راقم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بلا آپؒ کی گردن مبارک پر ڈالی گئی اور آپؒ نے اسے قبول کیا۔ یہ شہادت کا درجہ تھا جو آپؒ کو دیا گیا۔

ازاں بعد راقم نے دیکھا کہ آپؒ کے جسم مبارک سے آپؒ کی روح مبارک ایک ہیولا کی صورت میں خارج ہوئی۔ حضورﷺ نے اپنا دایاں بازو آگے کر کے آپؒ کو کمر سے پکڑ کر اپنے گھوڑے پر اپنے آگے بٹھا لیا جیسا کہ بچوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ پھر حضورﷺ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ پرواز کر گیا۔ کمرہ کی فضا خالی ہو گئی تھی۔

راقم آپؒ کے جسم اطہر کے پاس موجود تھا۔ راقم نے انگیٹھی کے اوپر پڑے ہوئے ٹائم پیس کی طرف دیکھا۔ تو جس وقت آپؒ کی روح مبارک آپؒ کے جسم اطہر سے نکلی تھی اس وقت صبح کے عین دس بج کر پچپن منٹ (10:55 A.M) کا وقت تھا اور راقم کو یقین ہو گیا کہ آپؒ فوت ہو چکے ہیں۔ آپؒ کا دایاں ہاتھ راقم کے ہاتھ میں تھا اور راقم کی نگاہیں آپؒ کے چہرہ مبارک پر تھیں۔ آپؒ کا چہرہ مبارک حسب معمول شاداب تھا۔ اس پر نزع اور تکلیف کے کوئی آثار نہیں تھے۔ راقم پر آپؒ کا رعب طاری تھا۔ آپؒ کی وفات کو اپنے سامنے دیکھا تھا لیکن آپؒ کا فیض سکینت راقم پر وارد تھا۔ لہٰذا راقم نے پانچ منٹ مزید آپؒ کے دست مبارک کو اپنے ہاتھ میں رکھا پھر حسب ہدایت آپؒ کے ہاتھ اور بازو کو آپؒ کے پہلو میں رکھ دیا اور آپؒ کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ آپؒ کا جسم مبارک گرم تھا، نرم تھا اور نبض چل رہی تھی۔ حالانکہ آپؒ فوت ہو چکے تھے۔ پھر راقم حسب ہدایت کوٹھڑی کی جانب والے دروازہ کو کھول کر کوٹھڑی کے ذریعہ دوسرے کمرہ میں آیا۔ وہاں راقم کے ابا جان اور چچا جان کھڑے تھے۔ راقم نے انہیں آگاہ کیا کہ آپؒ عین دس بج کر پچپن منٹ (10:55A.M) پر فوت ہو گئے ہیں۔ راقم کے ابا جان نے کہا۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥" (البقرہ:۲:۱۵۶)

Marfat.com

ترجمہ: ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (فتح الحمید)

اور راقم کو تھپکی دی کہ آپؒ کی خدمت میں رہنا میرا فرض تھا۔ لیکن میں اپنے پیٹ کی بیماری کی وجہ سے آپؒ کی خدمت نہیں کر سکا اور یہ سعادت تمہیں نصیب ہوئی ہے۔ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ تم نے میرا فرض ادا کیا ہے۔ ازاں بعد انہوں نے راقم سے پوچھا اب کیا کرنا ہے۔ آپؒ نے کیا ہدایات دی ہیں۔ راقم نے عرض کیا کہ لوگوں کو اطلاع کرنا ہے کہ آپؒ فوت ہو چکے ہیں۔ لوگوں نے دور دور سے آنا ہے۔ لہٰذا آپؒ کی تجہیز و تدفین اگلے دن نماز جمعہ کے بعد ہوگی۔ راقم کو آپؒ نے ہدایت کی تھی کہ تم نے میرے جسم کے پاس نگران رہنا ہے اور اسے تنہا نہیں چھوڑنا۔ یہاں تک کہ تدفین کا کام مکمل ہو جائے۔ لہٰذا راقم چند منٹ میں یہ باتیں ابا جان کو عرض کر کے پھر واپس آپؒ کے کمرہ میں آپؒ کے پاس چلا گیا اور آپؒ کے جسد اطہر کے قریب بیٹھ گیا۔

احتیاطاً برف کی سلیں منگوا کر چارپائی کے آس پاس رکھ دی گئی تھیں جبکہ آپؒ کا جسد اطہر شاداب اور تر و تازہ تھا۔ راقم نے کئی دفعہ یہ محسوس کیا کہ جب وہ چارپائی سے ذرا دور ہو جاتا تھا تو آپؒ کی آنکھیں کھل جاتی تھیں۔ راقم پھر آگے ہو کر بیٹھ جاتا تھا تو آنکھیں بند ہو جاتی تھیں۔ اس طرح راقم کو یہ تدفین تک احساس نہیں ہوا کہ آپؒ عام لوگوں کی مانند فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہی احساس تھا کہ آپؒ فوت ہو چکے ہیں لیکن زندہ ہیں اور راقم کی اور اپنے متعلق تمام امور کی نگرانی کر رہے ہیں۔ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب بھی راقم آپؒ کے پاس اکیلا کمرہ میں موجود تھا۔ کسی اور کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

حضرت قطب الارشادؒ کے سفر آخرت کا حال

اگلے دن جمعہ تھا۔ صبح دس (10:00 A.M) بجے آپؒ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے

Marfat.com

والے چار لوگ تھے۔ ایک تو آپؒ کے خلیفہ مولانا عبدالحق کھوکھر سیالکوٹی م ۱۹۷۲ء تھے جو بہت متدیّن اور متّقی شخص تھے اور جسم اطہر کو غسل دینے کا حکم بھی انہیں کے لیے تھا۔ باقی لوگ جو غسل میں شامل تھے ان میں سے ایک راقم تھا اور دوسرے ماسٹر محمد ابراہیم برہان صاحب م ۱۹۹۵ء تھے۔ راقم نے آپؒ کے خادم افتخار حسین کو بھی بلا کر ساتھ شامل کر لیا۔ راقم کے زیرِ ہدایت آپؒ کو غسل دیا جا رہا تھا۔ جب استنجاء کرانے کی باری آئی اور مولانا عبدالحق صاحب نے آپ کے ستر پر ہاتھ ڈالنا چاہا کہ پانی ڈال کر استنجاء کرایا جائے تو اچانک آپؒ نے اپنا دایاں بازو کھڑا کر کے مولانا عبدالحق صاحب کے ہاتھ کی کلائی کو سختی سے پکڑ لیا اور وہ اسے چھڑانے سے عاجز آ گئے۔ راقم نے منع کیا کہ آپؒ نے پہلے ہی استنجاء اور وضو کیا ہوا تھا لہٰذا آپ یہ مولویوں والی ساری باتیں نہ کریں۔ اس پر انہوں نے توبہ کی۔ آپؒ نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر جسم مبارک پر پانی بہایا گیا، صابن لگایا گیا اور غسل دیا گیا۔ ازاں بعد چارپائی پر لٹا دیا گیا جسم مبارک گرم اور نرم تھا۔ ازاں بعد دروازے کھول دیے گئے تا کہ خواتین نماز جمعہ سے پہلے زیارت کر لیں۔ چنانچہ خواتین ایک دروازہ سے داخل ہوتی تھیں اور دوسرے دروازہ سے باہر چلی جاتی تھیں اور صرف دُرود شریف پڑھتی تھیں۔ خواتین نے زیارت کی پھر جمعہ کی نماز آپؒ کی مسجد شریف میں ہوئی اور پھر آپؒ کو نماز جنازہ کے لیے لے چلے۔ جونہی آپؒ کی چارپائی مبارک کچہری روڈ پر پہنچی تو وہاں چوک پاکستان سے لے کر کچہری چوک تک جو تقریباً ایک میل کا فاصلہ ہوتا ہے اتنا ہجوم تھا کہ سڑک کے دونوں کنارے جو کافی وسیع تھے وہاں پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ کندھے سے کندھا ٹکرا رہا تھا اور ہجوم کے ریلے کے ریلے آ رہے تھے۔ چوک پاکستان میں مفتی احمد یار خان صاحب م ۱۹۷۶ء کی مسجد کے دروازے کھلے تھے۔ لوگ وہاں سے وضو کرتے تھے اور نماز جنازہ میں

شرکت کے لیے سڑک پر چل پڑتے تھے۔لوگوں کے اس سیلاب میں ایس پی (S.P) صاحب اپنے سپاہیوں کی کثیر تعداد کے ساتھ ہجوم کو کنٹرول کر رہے تھے۔طے یہ پایا تھا کہ گورنمنٹ نارمل سکول کی گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔کچہری روڈ پر آپؒ کی چارپائی آئی تو ڈی سی (D.C) اور ایس پی (S.P) صاحبان نے آپؒ کی چارپائی کے آگے اور پیچھے لمبے لمبے بانس لگوادیئے تاکہ لوگ کندھا دے سکیں۔راقم چارپائی کو پکڑے ہوئے تھا۔اور چارپائی اوپر ہی اوپر جارہی تھی۔راقم نے بعض قریبی لوگوں کو ہدایت کی کہ اس ہجوم میں چارپائی الٹ نہ جائے۔لہٰذا چارپائی کے نیچے ہوجاؤ اور چارپائی کو چمٹ جاؤ اور اسکی حفاظت کرو۔اور یہ بھی دیکھا گیا کہ چارپائی کے اوپر سے کلمہ شریف کی آواز آتی تھی اور پھر سارا ہجوم کلمہ طیبہ کا بے تحاشہ ورد کرنے لگتا تھا۔اس طرح آپؒ کو گورنمنٹ نارمل سکول تک لے کے آئے۔ڈی سی (D.C) صاحب نے سکول میں چھٹی کروادی تھی اور ایک خاص کمرہ میں آپؒ کی چارپائی کو رکھوادیا گیا۔لوگوں کی لمبی لمبی قطاریں ترتیب دے دی گئیں اور لوگ ڈی سی (D.C) اور ایس پی (S.P) صاحبان کی نگرانی میں آپؒ کی زیارت کرنے لگے۔راقم اپنے ابا جان (حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی م۱۹۸۲ء) کے پاس گراؤنڈ میں پہنچ گیا۔کیونکہ اب آپؒ کا جسد اطہر ڈی سی (D.C) صاحب اور ایس پی (S.P) صاحب کی نگرانی میں تھا۔دو گھنٹے تک لوگ زیارت کرتے رہے۔پھر آپؒ کی چارپائی کو گورنمنٹ نارمل سکول کی گراؤنڈ میں لایا گیا اور نماز جنازہ کے لیے رکھا

گیا۔ ڈی سی (D.C) اور ایس پی (S.P) صاحبان نے اپنی نگرانی میں نماز جنازہ کے لیے صفیں ترتیب دیں۔ گراؤنڈ بہت وسیع تھا اور مکمل طور پر ہجوم سے پُر تھا۔ حضرت قطب الارشادؒ نے نماز جنازہ کے لیے راقم کے اباجان کو حکم دیا تھا کہ نماز جنازہ وہ پڑھائیں گے۔ حضرت پیر ولایت شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا سید محمود شاہ صاحب آگے بڑھے لیکن اباجان نے انکو پیچھے کیا اور جلدی سے آگے جاکر مصلّا پر کھڑے ہو گئے۔ نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپؒ کی چارپائی کو آپؒ کی تدفین کے لیے خریدی گئی زمین کی جانب لے کر چلے۔ راقم آگے آگے تھا۔ کیونکہ زمین کا وہ خاص ٹکڑا جہاں آپؒ کی قبر شریف بنی تھی وہ جگہ آپؒ نے راقم کو ڈیڑھ سال پہلے ۲۴ر جمادی الاآخریٰ ۱۳۷۹ھ ر ۲۵ ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز جمعہ دس بجے صبح (10:00AM) ناشتہ کے بعد صبح کے سیر کے وقت دکھائی تھی، وہاں بیٹھ کر آپ نے مٹی کے تین ڈھیلے درج ذیل آیات کے مختلف حصے پڑھ کر رکھے تھے، اور فرمایا تھا کہ یہ میری آخری جگہ ہے۔

مِنهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنهَا نُخرِجُكُمْ تَارَةً اُخرٰى ٥

(سورۃ طٰہٰ : ۵۵)

ترجمہ: اسی (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائینگے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔ (فتح الحمید)

پہلے ڈھیلے پر آپؒ نے آیت کا پہلا حصہ:

"مِنهَا خَلَقنٰكُمْ"

پڑھا تھا اس کو سرہانے کی طرف رکھا تھا۔

Marfat.com

دوسرے ڈھیلے پر آپؒ نے آیت کا دوسرا حصہ:

"وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ"

پڑھا تھا اوراس کو سینہ کے مقابل حصے میں رکھا تھا

تیسرے ڈھیلے پر آپؒ نے آیت کا تیسرا حصہ:

"مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى"

پڑھا تھا اور اس کو پاؤں کی جانب رکھا تھا۔

راقم آپؒ کی چارپائی کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کو وہاں تک لایا۔ چارپائی کو زمین پر رکھا گیا۔ فوری طور پر بور کروا کے نلکا لگوایا گیا۔ دیار کی لکڑی کا صندوق پہلے سے تیار تھا۔ راقم نے ہدایت دی کہ آپؒ کے جسد اطہر کو صندوق میں رکھ کر صندوق کو زمین کے اوپر ہی رکھ دیا جائے قبر کھودنے کی ضرورت نہیں ہے وجہ یہ کہ یہ زرعی زمین تھی جو باہر کی زمین سے قدرے نشیب میں تھی۔ چنانچہ صندوق کو زمین پر رکھ کر ارد گرد اینٹوں کی دیواریں بنا کر اوران کے اوپر سیمنٹ کی سلیں رکھ کر بند کر دیا گیا۔ جمعہ کا دن بیت گیا تھا اور رات کا وقت ہو گیا تھا۔ خلق خدا کا ہجوم تمام رات وہاں رہا۔ ساری رات گیس جلتے رہے اور خلق خدا دُرود شریف پڑھتی رہی۔ قبر شریف کی دیواریں زمین سے پانچ فٹ اوپر تھیں۔ پھر قبر شریف کی دیواروں کو ڈھانپنے کے لیے مٹی ڈالنی شروع کی گئی اور یہ سلسلہ قریباً دو (۲) دن تک جاری رہا یہاں تک کہ دیواریں مٹی سے ڈھک گئیں، قبر مبارک مکمل ہو گئی اور مزار مبارک اونچا ہو گیا۔ ازاں بعد اس کھیت کی سطح زمین کو قبر شریف کے برابر کرنے کے لئے اس میں بھرتی ڈلوانے کا سلسلہ جاری ہوا جو قریباً دو (۲) ماہ تک جاری رہا۔ اس طرح کھیت کا نشیب پر ہو گیا اور وہ بیرونی زمین کی سطح سے بھی قدرے اونچا ہو گیا۔ پھر

Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد محمد توکّل شاہ انبالویؒ کے روضہ شریف کے نقشہ پر روضہ شریف بنانے کے لئے مزار شریف کے گرد ہشت پہلو بنیاد رکھی گئی۔ البتہ فوری ضرورت کے پیش نظر مزار شریف کے گرد ایک کمرہ تعمیر کر دیا گیا۔ یہ سارا کام راقم کے اباجان فاروق طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندی مجدّدی توکّلی محبوبی حبیبیؒ نے کروایا۔ کیونکہ حضرت قطب الارشادؒ کی سجادہ نشینی کا منصب انہیں ہی سونپا گیا تھا۔

سلاسل طریقت کی اجازات کے بارے میں مزید تفاصیل حسب ذیل ہیں

ا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

i۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکّلیہ محبوبیہ میں انتساب و اجازت: جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہ محبوبیہ میں قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء سے خلافت تامّہ اور امر ترویج طریقت ۱۹۵۷ء میں حاصل ہوئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہ محبوبیہ میں بیعت ۱۹ جون ۱۹۵۶ء کو ہوا تھا یہ موضع رسیانہ کلاں تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد کے سفر برائے رسم نکاح و شادی خانہ آبادی نثار احمد ولد برادرم تاج دین نمبردار مرحوم سے روانگی کا دن تھا۔ راقم کو اس سفر میں حضرت قطب الارشادؒ کا روحانی قرب حاصل ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس سفر میں بندے کو خاص طور پر اس لئے اپنے ہمراہ لیا تا کہ اس پر آپ کی ہستی مبارک کا انکشاف ہو۔ اور بندہ نے اس سفر میں آپ کی ذات مبارک کے عجائبات ملاحظہ کیئے۔

ii۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ زبیریہ کا فیضان: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ زبیریہ کی اجازت حضرت قطب الارشادؒ سے حاصل ہوئی جو آپ کو حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ م ۱۹۲۸ء سے حاصل تھی۔ بعد میں حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ کی

Marfat.com

روح مبارک نے خود اپنا فیضان مجھے عطا کیا۔ ہوا یہ کہ میں نے ۱۹۶۳ء میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک زوردار کشش سے لڑھکتا ہوا گیا اور ان کی قبر سے جا ٹکرایا۔ قبر شریف پھٹ گئی حضرت میاں صاحب باہر تشریف لائے اپنی نسبت بالمشافہ القاء کی اور فرمایا۔

''آپ لاہور آ جاؤ میں یہاں آپ کا بندوبست کروں گا''۔

۲۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں انتساب

i۔ حضرت مولانا غلام جیلانی قادری سجادہ نشین تکیہ قادریہ کھیالی دروازہ گوجرانوالہ سے انتساب: ۲۰ جون ۱۹۵۶ء کو تعطیلات گرما کے آغاز میں رسیانہ کلاں کے سفر سے واپسی کے بعد ستمبر ۱۹۵۶ء میں حضرت قطب الارشادؒ گوجرانوالہ تشریف لائے اور میری والدہ کو ہمراہ لے کر اور بڑے چچی جان کو ہمراہ لے کر کھیالی دروازہ میں حضرت مولانا غلام جیلانی قادری قدس سرہ' م ۱۹۵۷ء کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے دوپہر کا اچھا کھانا دیا۔ بعد ازاں حضرت قطب الارشادؒ نے ان سے کہا:

''یہ میرا پوتا مظہر ہے اس پر میری نظر ہے آپ بھی اس پر نظر کریں''۔

یہ جملہ دو بار ارشاد فرمایا۔ اس پر حضرت مولانا غلام جیلانیؒ چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میری انگلی پکڑ کر اپنے بزرگوں کے مزارات پر لے گئے۔ حضرت مولوی محبوب عالمؒ، حضرت مولانا نور احمدؒ، حضرت شاہ عبدالکریمؒ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اور حضرت داتا شاہ جمال نوریؒ وغیرہ کے مزارات پر باری باری لے گئے۔ ہر قبر سے صاحب قبر کی روح ایک ہیولا کی صورت میں

Marfat.com

بلند ہوتی تھی حضرت مولوی غلام جیلانیؒ اس سے میرا تعارف کرواتے تھے اور انہیں میرے ساتھ رہنے کو کہتے تھے۔

آخر میں حضرت داتا شاہ جمال نوری کے مزار پر اپنے بزرگوں کی سب ارواح کو اکٹھا کیا اور اجتماعی ملاقات کروا کے دعا کر دی۔ اس طرح اپنا سلسلہ میرے سپرد کیا اور فرمایا یہ میرے بزرگ تمہارے ساتھ رہیں گے۔

حضرت قطب الارشادؒ سے کہا میں نے مظہرؔ کا تعارف اپنے بزرگوں کی ارواح طیبہ سے کرا دیا ہے میرے یہ بزرگ اس کے ساتھ رہیں گے۔

وظائف پوچھے تو فرمایا۔ وظائف جو مولوی صاحب بتائیں وہی کرو۔

ii۔ قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کی آبائی قادری نسبت سے انتساب: یہ وہ قیمتی نسبت ہے جو آپ کو اپنے دادا جان حضرت مولانا سیّد محمد سکندر شاہ عرف حضرت بابا نتھے شاہ قادری م ۱۹۰۰ء سے بالمشافہ حاصل ہوئی تھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی یہ آبائی نسبت حضرت قطب الارشادؒ نے اس بندہ کو ۱۹۵۷ء میں عطا کی۔ حضرت قطب الارشادؒ کے دادا جان چہل کاف کے بھاری عامل تھے۔ چلّہ کشی بہت کرتے تھے۔ اور نہایت صاحب تصرّف اور باکمال تھے۔ حضرت غوث اعظمؒ کے دائم حضوری اور نائب تھے۔

۳۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ

i۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی پہلی اجازت: حضرت مولانا سیّد بشیر حسین شاہ صاحب چشتی سیالوی م ۱۹۶۳ء مدفون چک بولے وینس سیالکوٹ خلیفۂ خاص

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ م ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء نے حضرت قطب الارشادؒ کے چالیسویں کے موقعہ پر قریباً وسط نومبر ۱۹۶۱ء میں اپنی نسبت چشتیہ راقم کو تفویض کی۔ چائے کی آدھی پیالی آپ نے تبرک کے طور پر پلائی جوانہوں نے اس غرض کے لئے تیار کروائی تھی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ اسی روز رات کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی زیارت ہوئی انہوں نے راقم کو پیار کیا اور فرمایا ''اب تم ہمارے بھی فرزند ہو''۔ اور اپنی نسبتِ خاصہ القاء کی جس سے میرا سینہ جل اٹھا اور میری چیخیں نکل گئیں۔ فوراً ہی میرے پیشوا علیہ الرحمۃ کی روح مبارک آ گئی انہوں نے چشتی نسبت کا وہ بوجھ میرے اوپر سے اٹھا لیا اور فرمایا اب تمہاری پوری زندگی میں یہ نسبت تم پر آہستہ آہستہ مکمل ہو جائے گی۔ اس سے مجھے سکون ہو گیا۔

ii۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی دوسری اجازت: سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی دوسری اجازت جو حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی م ۱۹۳۷ء سے حضرت قطب الارشادؒ کو حاصل ہوئی تھی وہ آپ نے اس بندہ کو خود دی البتہ فرمایا۔

''اس کا فیضان حضرت پیر مہر علیشاہؒ کی قبر پر حاضر ہو کر خود لینا تمہارا حصہ ان کے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے: مظہر خود آئے گا تو ہم دیں گے''۔

پھر ۱۹۷۶ء میں میری حاضری گولڑہ شریف ہوئی تو مزار سے بھرپور نسبت ملی اور حکم ہوا کہ لالہ جی (حضرت صاحبزادہ غلام معین الدینؒ) سے مل کر جانا۔ یہ اگست کا مہینہ تھا اور وہ گرمیوں کی دوپہر میں سوئے تھے۔ وہ بیدار ہو کر باہر تشریف لائے مجھے ملے اور فرمایا:

''پیر صاحب کی روح مبارک نے ابھی ابھی مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ

Marfat.com

مظہرؔ صاحب ہمارے مہمان ہیں گجرات سے آئے ہیں۔ وہ حضرت مولوی حبیب اللہ نقشبندیؒ کے پوتے ہیں۔ان کو میرے کمرے میں لیجائیے وہاں یہ میری نماز کی چوکی پر دو رکعت نماز نفل ادا کریں۔ پھر میری چار پائی پر ان کو بٹھایا جائے اور میری دستار ان کے سر پر رکھی جائے اور سبز چائے اور سونف والے رس دیے جائیں ۔ یہ سیر ہو کر کھائیں میری طرف سے یہ ان کی دعوت ہے''۔

حضرت لالہ جیؒ نے ایسا ہی کیا۔اور اس درویش کو حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی روح مبارک سے نسبت چشتیہ بھر پور طور سے حاصل ہوئی اور خلافت واجازت بھی عطا ہوئی

iii۔سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی نسبت واجازت : حضرت خواجہ علی احمد صابر چشتیؒ مدفون کلیر شریف (بھارت) کی نسبت ۱۹۵۸ء میں حضرت قطب الارشادؒ سے حاصل ہوئی

۴۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ

i۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ شاہ دولیہ کی اجازت :سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ شاہ دولیہ کی اجازت حضرت قطب الارشادؒ نے عطا کی جو آپ کو حضرت قاضی صاحب سلطان محمود اعوان شریفؒ م ۱۹۱۹ء سے حاصل تھی ۔ میں نے یہ نسبت اپنے پیشواؒ کے حکم سے حضرت شاہ دولہ دریائیؒ ۱۰۸۵ھ کے مزار پر حاضر ہو کر ان سے بالمشافہ بھی حاصل کی ۔ وہ اپنے وقت میں امیر البحر تھے اور وہ اب بھی امیر البحر ہیں۔اس مرتبہ میں حضرت غوث اعظمؒ کے نائب تھے اور نائب ہیں اور

Marfat.com

نہایت صاحب تصرف ہیں۔

ii۔سلسلہء عالیہ سہروردیہ کی دوسری اجازت ۱۹۵۶ء میں حضرت قطب الارشادؒ کی توجہ سے حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کی روح مبارک سے حاصل ہوئی یہ نسبت نہایت شریف اور لطیف ہے اور نسبت نقشبندیہ سے قریب تر ہے۔

iii۔سلسلہ عالیہ سہروردیہ کی تیسری اجازت حضرت قطب الارشادؒ سے ملی جو آپ کو حضرت مولانا غلام محمد سہروردیؒ عرف بابا حیات گڑھی سے ستمبر ۱۹۵۴ء میں حاصل ہوئی تھی۔

موضع حیات گڑھ گجرات شہر میں جلال پور جٹاں روڈ پر واقع ہے۔ وہاں سے حضرت بابا حیات گڑھی ستمبر ۱۹۵۴ء میں حضرت قطب الارشادؒ کے گھر محلہ مسلم آباد شہر گجرات میں تشریف لائے تھے۔آپ سے مصافحہ کرتے ہی از راہِ کمال کشف آپؒ کا سارا شجرہ نسب سنا دیا تھا۔ پھر آپ کو قیوم وقت تسلیم کیا تھا اور اپنی نسبت سہروردیہ بھی آپ کو پیش کر دی تھی۔ حضرت قطب الارشادؒ نے یہ نسبت عزیزہ راقم کو ۱۹۵۷ء میں عطا فرمائی۔

۵۔ براہ راست ارواح طیبہ سے فیضان اور ان کی نسبتوں کا حصول

i۔ حضرت غوث اعظمؒ کی روح مبارک سے ۱۹۹۲ء میں براہ راست اجازت اور وسیع فیضان ملا۔

ii۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی روح مبارک رمضان ۱۹۹۵ء میں تشریف لائی اور اپنی دستار مبارک دے گئی۔

Marfat.com

iii۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کی روح مبارک سے ۱۹۸۹ء میں فیضان پایا جب راقم سیال شریف آپ کی قبر شریف پر حاضر ہوا تھا۔

iv۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کی روح مبارک سے ۱۹۸۸ء میں بھرپور فیضان پایا۔

v۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی روح مبارک سے ۱۹۵۸ء میں فیضان پایا جب ایک روز میرے کمرے کی دائیں دیوار شق ہوئی اور آپ ظاہر ہوئے۔ اور اپنی نسبت تلقین فرمائی۔ علاوہ ازیں ۱۹۸۷ء میں بطور نگران استاد، طلبہ کے ایک تفریحی دورے میں پاکپتن شریف حاضری ہوئی تو آپ نے بھرپور توجہ دی اور فیضان کا ایک دریا بہا دیا جس میں راقم قریباً آئندہ چھ ماہ غوطے کھاتا رہا۔ اور خوب سیرابی ہوئی۔

vi۔ <u>حضرت داتا گنج بخش (علی بن عثمان ہجویری) لاہوری کی روح مبارک سے فیضان اور اجازت وخلافت</u>

اکتوبر ۱۹۵۶ء میں حضرت قطب الارشادؒ راقم کو ساتھ لیکر لاہور تشریف لائے۔ یہاں دو دن قیام فرمایا اور راقم کو یہاں تمام برگزیدہ اور اکابر اولیاء اللہ کی قبور پر لے گئے۔ اور ان سے متعارف کیا اور ان کا فیضان لے کر دیا۔ اسی دوران حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار شریف پر بھی لے گئے اور آپ کی روح مبارک سے متعارف کرا کے آپ کا بھرپور فیضان اور

Marfat.com

اجازت وخلافت لے کر دی۔ پھر فرمایا:

''حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مظہر لاہور رہے تو ہم اس کی رہائش وغیرہ کا سب بندوبست کریں گے اب بتا کہ کیا تو لاہور رہے گا؟''

عرض کیا: رہوں گا۔ ارشاد فرمایا: ''پھر یہاں تیری رہائش وغیرہ کا تمام بندوبست حضرت داتا صاحب خود کریں گے''۔

vii۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی روح مبارک ۱۹۶۲ء سے آگے مستقل حضرت قطب الارشادؒ کی روح مبارک کے ساتھ میرے ہمراہ ہے۔

viii۔ حضرت خواجہ باقی باللہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں ظاہر ہوئے اور فیضان قیومیّت دیا۔ پھر ۱۹۹۲ء میں دوبارہ مکمل نسبت قیومیت دی۔

ix۔ حضرت خواجہ توکل شاہؒ کی روح مبارک ۱۹۵۶ء میں گوجرانوالہ محلہ نور باوا میں میرے گھر تشریف لائی تھی اس نے مجھے علامہ اقبال کی کتاب بانگ درا پڑھائی اور توجہات دیں۔ بعد میں کئی سال آپ کی روح مبارک میرے ساتھ رہی اور اب بھی ہے۔

x۔ حضرت قطب الارشادؒ کے چالیسویں سے ایک ہفتہ پہلے قریباً اوائل نومبر ۱۹۶۱ء کو ایک رات عشاء کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور میرے مشائخ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ کے ہمراہ میرے پیشوائے پاک کی تعزیت کے لئے تشریف لائے۔ تو اپنا عمامہ مبارک راقم کو عنایت فرمایا۔ اور کہا سلسلہ چلاؤ۔

xi۔ حضرت قطب الارشاد ۱۹۵۶ء ـــ ۱۹۵۷ء میں حضرت داتا گنج بخشؒ،

Marfat.com

حضرت شاہ دولہ دریائیؒ، حضرت خواجہ طاہر بندگی، حضرت اسحاق گاذرونی، حضرت سیّد صوف، حضرت میاں میر قادری، حضرت ایشان لاہوری کی قبور پر ساتھ لیکر گئے اور ان کی ارواح مبارکہ سے متعارف کروایا اور ان سے راقم کو فیضان دلوایا۔

xii۔ حضرت میراں موج دریاؒ اور شاہ چراغؒ اور شاہ عبدالقادر ثالثؒ کی ارواح طیبہ سے رابطہ ۱۹۸۸ء کے قریب ہوا۔ جب آپ نے اپنی جانب کشش کی اور ہائی کورٹ کے سامنے مال روڈ پر مجھے حادثہ پیش آیا۔ پھر میں میراں موج دریا حاضر ہوا تو انہوں نے شکایت کی کہ اپنے پیشوا کی وفات کے بعد تم میرے پاس کیوں نہیں آئے آخر اس طرح بلانا پڑا۔ معافی طلب کی آپ نے مہربانی فرمائی اور آپ اب بھی نہایت مہربان ہیں۔ راقم پر حضرت داتا صاحبؒ کے بعد ان کی شفقت سب سے زیادہ ہے۔

xiii۔ حضرت بوعلی قلندر کی نسبت ان کی روح سے ۱۹۶۲ء ـــ ۱۹۶۳ء ہی میں حاصل ہوگئی تھی۔

xiv۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی نسبت جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ان کی روح سے ۱۹۶۳ء میں حاصل ہوئی۔

xv۔ حضرت امام ابوالقاسم القشیری کا واقعہ کہ آپ نے ایک شخص سے کہا جس نے ان کے غسل کیلئے غسل خانے کی حوض میں بوکے سے پانی ڈالا تھا: جو کچھ ہم نے تمام عمر میں کمایا تھا تم نے پانی کے ایک بوکے میں لے لیا۔ یہ نسبت قشیریؒ ہے۔

Marfat.com

۱۔ میری زوجہ رضیہ خانمؒ نے حضرت قطب الارشادؒ سے حاصل کی جب ۱۹۵۵ء میں آپ ساتھ والی گلی کی ایک چھوٹی سی مسجد میں نہانے گئے اور اس نے اس میں بو کے سے پانی ڈالا اس وقت اس کی عمر قریباً دس سال تھی۔

۲۔ ازاں بعد یہ نسبت حضرت قطب الارشادؒ سے راقم نے حاصل کی جب راقم اسی مسجد میں آپؒ کے کپڑے اور صابن دانی اٹھائے ہوئے آپؒ کے ساتھ گیا۔ آپؒ غسل خانے میں چلے گئے تو راقم نے اس میں بو کے سے پانی ڈالا تھا تو اس بندہ پر اس نسبت کا ورود ہوا۔

☆☆ یہ باتیں جو اوپر درج کی گئی ہیں بڑی بڑی لگتی ہیں اور یہ خستہ حال درویش ان کے مقابل چھوٹا لگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فضل الٰہی ہر دور میں اپنے بندوں کے شامل حال رہا ہے۔ اور یہ قطعاً ضروری نہیں ہے کہ ایسے اصحاب نسبت کا ڈھنڈورا بھی ہو۔ ہم حریص تھے کہ ایسی نسبتیں حاصل کریں لیکن باتیں کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ حکم تھا کہ عام لوگوں میں مل جل کر رہو۔ اپنے لئے کوئی امتیاز پیدا نہ کرو۔ نہ نمایاں ہونا چاہیے، فرماتے تھے۔ ''ڈھکی رِجھے کوئی نہ بُجھے''۔ اخفاء کا یہ طریقہ نقشبندی طریق کا خاصہ ہے۔

ترویج طریقت کی اجازت اور امر

۱۔ ۱۹۵۶ء سے سلسلہ نقشبندیہ میں میری باطنی تربیت شروع ہوگئی۔ ۱۹۵۷ء میں اجازت فرمائی کہ اللہ کا نام بتایا کرو۔ مغرب کے بعد حلقۂ توجہ کیا کرو اور درس مثنوی معنوی دیا کرو۔ حکم ہوا میرے مریدوں کے احوال دیکھو اور ان کو توجہ دو۔ چنانچہ حسب امر ایسا کیا گیا۔ جو حال دیکھ کر بتاتا تھا آپ تصدیق فرماتے تھے۔ ۱۹۵۹ء میں مکمل اجازت دی اور امر فرمایا کہ

یہ کام کرنا ہے۔ میرا اسلسلہ سنبھالنا۔ میرے تمام وظائف پڑھنا میری مسجد میں وعظ کہنا۔ دلائل الخیرات حزب البحر وغیرہ اجازات دیں۔ اس وقت میری عمر ۱۹ سال تھی داڑھی پوری طرح سے ابھی نہیں آئی تھی۔ فرمایا:

جب حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے مجھے اجازت دی تھی
تو میں بھی تمہاری ہی طرح تھا اتنی ہی عمر تھی۔ پھر فرمایا:
''اکو واری کہ کیاری کیاری؟''

عرض کیا: کیاری کیاری کہ اس سے تربیت ہو جاتی ہے۔ فرمایا: اب وقت تھوڑا ہے لہٰذا اکو واری ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپؒ نے نعمت تامہ تفویض فرمائی۔ مجھے اپنا لباس مبارک، تین ویسٹ کوٹ پہنائے پھر ان کے اوپر تین شیروانیاں پہنائیں، اپنی دستار مبارک میرے سر پر رکھی اپنا عصا مبارک مجھے پکڑایا۔ ازاں بعد چارپائی پر اپنے دائیں جانب ساتھ بٹھایا اور قیومیت کا منصب تفویض کیا اور فرمایا:

''اب کائنات تم پر مجھ سے زیادہ خوش ہے۔ قیامت کو مجھے فخر
ہوگا کہ میں تمہارا شیخ ہوں۔ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے
تمہارے بارے میں حسب ذیل دو (۲) بشارات دی ہیں''

i۔ مظہر بہت کام کرے گا ii۔ مظہر صاحبِ کتاب ہوگا

ازاں بعد ارشاد فرمایا:

''میں جس کو پکڑتا ہوں اس کو توڑ پہنچاتا ہوں۔ جب میں تمہیں
باہر نکالوں گا تو جہان دیکھے گا''۔

۲۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا: لوگوں کو اللہ کا نام بتایا کرو۔ عرض کیا! اگر یہ کام

Marfat.com

فرض ہے؟ تو زندگی وقف کر دوں؟ ارشاد فرمایا۔ تبلیغ صرف نبی پر فرض ہوتی ہے۔ ہمارے لئے یہ فرض واجب سنت وغیرہ کچھ نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ مستحب کے درجہ میں ہے۔ ہم اگر یہ کام کرتے ہیں تو اس سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی جملہ سنتوں پر عمل کرتے ہوئے اس سنت پر عمل کا شرف بھی حاصل ہو جائے۔ نیز امت سازی اور امت داری کا سلیقہ آ جائے۔ تم لوگوں کی فوج جمع کرنے کے در پے نہ رہنا۔ بلکہ قیامت کو ایک آدمی بھی کامل بنا کر میرے پاس لے آئے تو میرے لئے وہی کافی ہے۔ ہمیں

Quality درکار ہے Quantity نہیں۔

لفظ سیّد لکھنے کا حکم

۱۹۵۸ء ہی کا ذکر ہے کہ حضرت قطب الارشادؒ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نام کے ساتھ سیّد لکھا کرو۔ عرض کیا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ سیّد نہیں لکھتے رہے بلکہ ''محمدی'' لکھتے رہے ہیں۔ فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ''محمدی'' لکھا اور اسی کو ذات سمجھا۔ علاوہ ازیں برادری کی کینہ پرور عادت کے پیش نظر اور ان کے ایذا سے بچنے کے لئے گمنامی اختیار کی۔ اپنے آپ کو سیّد لکھنے سے اور سیّد کہلانے سے اجتناب کیا۔ ان کے لئے مجھے کسی اچھی حیثیت میں دیکھنا گوارا نہیں تھا۔ آپ بڑے یقین سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم سیّد ہیں ہمارے آباء واجداد سیّد تھے۔ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شجرہ نسب دیکھا ہے اور اس پر اپنے نام کا اندراج اپنے والد صاحب کے نام کے آگے کیا ہے۔ مگر وہ شجرہ میرے رشتہ کے تایا میاں عمر دین صاحب نے مجھ سے لیکر محمد علی رونق کو دیا۔ جو امرتسر میں انجمن القریش کے بانی و منتظم تھے اور رسالہ ''القریش'' کے ایڈیٹر تھے۔

Marfat.com

ان سے مولوی عبدالحق (بابائے اردو) نے لے لیا۔ وہ ان دنوں مرکزی لائبریری عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن میں ایک نئے قائم ہونے والے سیکشن بنام ''سادات اور قریش کے شجرات کا سیکشن'' کے انچارج تھے۔ چنانچہ سادات کے دیگر شجرات نسب کی طرح ہمارا شجرہ نسب بھی اب وہاں جمع ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اپنے اسم مبارک کے ساتھ سیّد تحریر فرمائیں تا کہ میں آپ کی تقلید میں یہ لفظ اپنے نام کے ساتھ لکھ سکوں اور آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء میں موضع کالرہ خاصہ جی ٹی روڈ والی ۲۶ کنال زرعی زمین خریدی گئی تو اس کی رجسٹری پر آپ نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ لفظ سیّد تحریر کیا۔ اور ارشاد فرمایا: اب تک ہمارا نسب گم رہا ہے۔ اب اظہار کی ضرورت ہے تم اپنے نام کے ساتھ لفظ سیّد لکھا کرو۔ لہٰذا بندہ نے اپنے نام کے ساتھ لفظ سیّد لکھنا شروع کر دیا۔ خصوصاً جب ۱۹۶۳ء میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی میں 'فاضل عربی' کی کلاس میں داخل ہوا تو پرنسپل اورینٹل کالج وصدر شعبہ عربی ڈاکٹر سیّد محمد عبداللہ صاحب کو اپنے دستخط سیـــــد عبداللہ یعنی (سیّـــد) کے بڑے سین کے ساتھ کرتے دیکھا اور ان کے نام کی تختی پر بھی سیّــــــد محمد عبداللہ بڑے سین کے ساتھ لکھا ہوتا تھا۔ تو بندہ نے لفظ سیّد کے اظہار کا یہ طریقہ بہتر سمجھتے ہوئے اختیار کیا اور لفظ سیّد کو اپنے نام کا حصہ بنا دیا۔ یعنی سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ لکھنے لگا۔ ازاں بعد لفظ سیّد کے بغیر اپنا نام کبھی نہیں لکھا۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اگست ۱۹۵۷ء میں جب حضور قبلہ عالمؒ نے اپنی تین ویسٹ کوٹ اور تین شیروانیاں اوپر نیچے مجھے پہنائیں۔ اپنی دستار مبارک میرے سر پر رکھی اپنا عصا مبارک میرے داہنے ہاتھ میں پکڑا دیا اور مجھے خلافت تامہ عطا کر کے فرمایا: ''اب کائنات مجھ سے زیادہ تم پر خوش ہے۔ لہٰذا اپنا کام سنبھالو'' تو بندہ نے عرض کیا کہ عمر بہت کم

Marfat.com

ہے صرف سترہ سال ہے؟ فرمایا:

''محمد بن قاسم سترہ (۱۷) سال ہی کی عمر میں برصغیر میں کمانڈر بن کر آیا تھا''۔ اور فرمایا: ''میں اسی عمر میں تھا کہ حضرت خواجہ محبوب عالمؒ نے بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی تھی''۔

پھر چار پائی کے سرہانے سے ایک خط نکال کر دکھایا کہ تمہارا یہ خط لائل پور (اب فیصل آباد) سے تم نے مجھے لکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۵۲ء میں لائل پور میں والد صاحب کو آپ کا خط پہنچا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ مظہرؔ کو کہو کہ وہ مجھے خط لکھے۔ تو میں نے وہ خط لکھا تھا۔ اور آپ نے کمال محبت سے یہ خط سنبھالے رکھا تھا۔

۱۹۵۲ء میں راقم سیّد محمد کبیر احمد مظہرؔ نے اپنا یہ پہلا خط حضرت قطب الارشادؒ کی خدمت میں فیصل آباد سے تحریر کیا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب ۱۹۵۲ء میں وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان شہیدؒ نے راولپنڈی کے جلسہ عام میں بھارت کو مکا دکھایا تھا اور ترک افواج پاکستان کی مدد کے لئے ریل گاڑیوں میں دھڑا دھڑ کشمیر کی سرحد پر پہنچ رہی تھیں اور کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے ہم اسے حاصل کریں گے۔ ان دنوں کشمیر میں جنگ جاری تھی۔ فیصل آباد میں بھی فضائی حملہ سے حفاظت کے لئے گھروں کے آگے مورچے کھودے گئے تھے۔ حضرت قطب الارشادؒ لائل پور (فیصل آباد) تشریف لائے تھے۔ پھر واپس تشریف لے گئے تو ابا جی کے نام خط تحریر فرمایا کہ مظہرؔ کو کہیں کہ وہ مجھے خط لکھے۔ ابا جی نے مجھے کہا۔ مگر میں نے نہ لکھا۔ پھر ایک ہفتہ بعد آپؒ کا دوسرا خط آیا کہ مظہرؔ مجھے خط لکھے۔ تو ابا جی نے مجھے تاکید کی اور خط لکھوایا۔ پہلے یہ خط تختی پر لکھا گیا پھر ابا جی نے باریک قلم بنا کر دیا اور اس سے حضرت قطب الارشادؒ کو خط لکھا گیا۔ سادہ سی عبارت تھی جو حافظہ کی مدد سے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

از لائل پور

میرے پیارے باباجی!

السلام علیکم!

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے میں خیریت سے ہوں۔آپ میرے لئے دُعا فرمایئے۔

فقط مظہر

یہ خط جو تین پیسے کے پوسٹ کارڈ پر لکھا گیا تھا آپ نے سنبھال کر رکھ لیا پھر ۱۹۵۷ء میں مجھے نعمت تفویض کی تو مجھے یہ خط اپنے سرہانے کے نیچے سے نکال کر دکھایا۔گویا آپؒ نے اسے ۵۲ء تا ۵۷ء قریباً ۵ سال سنبھال کر رکھا تھا۔یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ آپؒ میرے آغاز زندگی ہی سے اپنی نعمت تفویض کرنے کے لئے اور اپنا جانشین بنانے کے لئے میری تربیت کر رہے تھے۔

حضرت قطب الارشادؒ جب لائل پور (فیصل آباد) تشریف لے گئے تو میرے بارے میں خاص طور سے والدین سے پوچھا تھا۔بتایا گیا کہ نہاتے ہوئے دیر لگاتا ہے۔آپؒ نے مجھ سے پوچھا تو عرض کیا کہ جسم پر میل جم جاتا ہے وہ نرم ہوتا ہے پھر صابن سے صاف کر کے پھر دو تین دفعہ صاف پانی بہاتا ہوں اس لئے وقت لگ جاتا ہے۔چنانچہ آپؒ نے صفائی کے اس انداز کو پسند فرمایا۔

سند حدیث

i۔ مشکوٰۃ شریف کو حضرت قطب الا رشادؒ سے متن اور معانی کی واردات اور مشاہدات کے ساتھ پڑھا اور اس کتاب کی روایت پر حدیث نبویؐ کی کتب

صحاح ستہ کی روایات کی اجازت حضرت قطب الارشادؒ نے ۱۹۵۸ء میں مجھے مرحمت کی۔ یہ سند آپؒ کو صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ م۱۹۵۴ء سے حاصل تھی۔

ii۔ حدیث کی دوسری سند بھی راقم کو حضرت قطب الارشادؒ سے ۱۹۵۸ء ہی میں حاصل ہوئی جو آپ کو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ سند حدیث دار العلوم دیوبند کی سند حدیث ہے جو مولانا محمد یعقوب چشتی نانوتویؒ کے واسطہ سے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ تک پہنچتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے مجھے مشکوٰۃ شریف کو مستقل طور پر مطالعہ میں رکھنے کی ہدایت کی اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث نبویہ کو سمجھنے کے لئے درج ذیل دو شروح سے استفادہ کے لئے کہا:

۱۔ **اشعة اللمعات** شرح مشکوٰۃ (فارسی)۔ تصنیف شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ

۲۔ **مظاهر حق** شرح مشکوٰۃ (اردو)۔ تصنیف مولانا نواب قطب الدّین خان بہادر

میں تم کو ان دونوں شروح سے استفادہ کی ہدایت کرتا ہوں۔ اور یہ کہ قرآن مجید کے ساتھ مشکوٰۃ شریف کو مستقل طور پر مطالعہ میں رکھنا۔

۳۔ حدیث کی تیسری سند قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کی ہدایت پر راقم نے جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور سے ۱۹۶۷ء میں مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا رسول خانؒ جیسے نابغۂ روزگار اساتذۂ حدیث سے کتب حدیث پڑھ کر حاصل کی۔ فاضل فارسی، فاضل عربی اور ایم اے

Marfat.com

عربی، ایم اے اسلامیات کے امتحانات حضرت قطب الا رشادؒ کے حکم پر پاس کیے۔اور عربی کی پروفیسری بھی آپ کے حکم کی تعمیل میں اختیار کی۔ چنانچہ جب میں نے ۱۹۶۱ء میں آپ سے ایف اے کے امتحان کی فیس داخلہ کا سوال کیا تو آپ نے فیس عطا کرنے سے پہلے مجھ سے درج ذیل عہد لئے۔

۱۔ فاضل عربی کرے گا ؟ عرض کیا کروں گا۔

۲۔ دورۂ حدیث کرے گا ؟ عرض کیا کروں گا۔

۳۔ ایم اے عربی کرے گا ؟ عرض کیا کروں گا۔

ازاں بعد آپ نے ارشاد فرمایا:

''پیر نہ بننا، نہ پیر کہلانا اور جُبّہ و دستار وغیرہ نہ پہننا۔ سادہ لباس میں رہنا۔ پیری فقیری دل کے اندر ہوتی ہے جُبّہ و دستار میں نہیں ہوتی۔عربی کا پروفیسر بن جانا۔ ظہر تک ملازمت کرنا اس کے بعد لوگوں کو وقت دینا۔انہیں خدا کا نام بتانا، ان کی حاجت روائی کرنا اور ان کے لئے دُعا کرنا، سلسلہ چلانا۔اور مدرسہ بنانا سلاسل مدارس سے چلتے ہیں۔ میں مدرسہ نہیں بنا سکا تو مدرسہ ضرور بنانا''۔

شادی

۲۰ جون ۱۹۵۹ء کو ''ہفت روزہ قومی دلیر گوجرانوالہ'' کے صفحہ اوّل پر راقم کی ایک مناجات جلی اور نگین خط کے ساتھ نمایاں انداز سے طبع ہوئی تھی جواب وسیلۂ نجات میں شامل ہے اور اس کا پہلا شعر یہ ہے:

خدایا! نور سے اپنے میرے دل میں ضیاء کر دے
ہو جس سے سب جہاں روشن مجھے ایسا دیا کر دے

Marfat.com

اس دن صبح دس (۱۰:۰۰) بجے ہی حافظ اسلام دینؒ گوجرانوالہ میرے پاس آئے کہ حضرت صاحب بلا رہے ہیں جلدی چلیے۔ میں گوجرانوالہ سے گجرات پہنچ گیا قریبا دو (۲) بجے بعد دوپہر میں حاضر ہوا تو دادی جان کو بستر مرگ پر دیکھا۔ میری ان سے ملاقات ہوئی تھوڑی دیر بعد وہ فوت ہوگئیں۔ حضور علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا:

''تھوڑی دیر پہلے آجاتے تو میرا ارادہ تھا کہ
تمہاری شادی کر دیتا۔ تمہاری دادی جان تمہاری
یہ خوشی دیکھ لیتی۔ لیکن خدا کو منظور نہیں تھا''۔

اس سے قریباً دو ماہ قبل سیدا شریف سے میری ماموں زاد زیب النساء کا رشتہ میرے لئے آیا تھا۔ تو دادی جان نے کہا تھا کہ وہ میری چچازاد رضیہ خانم سے میرا رشتہ پسند کرتی ہیں اس پر حضور علیہ الرحمۃ نے زیب النساء کے لئے کسی اور رشتہ کے لئے دعا کر دی تھی۔ ازاں بعد آپ نے جب جملہ وصایا فرمائیں تو ان میں رشتے بھی طے فرما دیئے۔ میرے لئے میری چچازاد رضیہ خانم سے شادی کے لئے ارشاد فرمایا گیا، چنانچہ یہ شادی ۵/ مارچ ۱۹۶۸ء کو انجام پائی۔

میری یہ زوجہ محترمہ ۲۱ صفر ۱۴۲۸ھ/ ۱۲ مارچ ۲۰۰۷ء کو سوموار کے دن شام ۶:۳۰ بجے میرے گھر ۱۹۹۔ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع میرے دفتر ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ۲۳۶۔ قیوم بلاک میں مجھے ملنے کے لئے آئیں اور سلام کر کے صوفہ پر بیٹھ گئیں۔ پھر چند سانس لئے اور فوت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۹ سال ساتھ رہا۔ ان کی تاریخ ولادت ۱۵ جنوری ۱۹۴۵ء ہے اس لحاظ سے باسٹھ (۶۲) سال عمر پائی۔ اور پنجاب یونیورسٹی نیوکیمپس لاہور کے قبرستان متصل لاء کالج

گراؤنڈ میں دفن ہوئیں۔ پھر ملتان روڈ سندر اڈہ، سندر رائے ونڈ روڈ سے اکلومیٹر پر ذاتی زرخرید ۱۶ کنال زمین میں بیگم صاحبہ اور بیٹے سید توقیر احمد کے صندوق ۳ مارچ ۲۰۰۹ء کو منتقل کر دیئے گئے۔ اس جگہ کا نام آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور توکلیہ رکھا گیا۔

اولاد: حضرت سید محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی

اس خاتون بیگم سیدہ رضیہ خانمؒ سے تین بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا بچپن میں فوت ہوگئے۔

ایک بیٹا سیّد محمد توقیر احمد اظہر ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوا۔ ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم اے پولیٹیکل سائنس اور ایل ایل بی پاس کئے اور شعبہء اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی میں بطور ایڈیٹر/ لیکچرر تقرری ہوئی۔ چار سال بھرپور اور شاندار انداز سے سروس کی۔ تین سال متواتر نہایت اچھے ووٹوں سے پنجاب یونیورسٹی ایسوسی ایشن کی مجلس منتظمہ کا رکن منتخب ہوتا رہا۔ فروری ۲۰۰۵ء میں ریکٹم کینسر میں مبتلا ہوا۔ اگست ۲۰۰۶ء میں سرجری ہوئی۔ فروری ۲۰۰۷ء میں بیماری دوبارہ ظاہر ہوگئی۔ شوکت خانم ہسپتال نے لاعلاج قرار دے دیا۔ چار ماہ شدید بیمار رہ کر ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۸ھ/ ۲۸ جون ۲۰۰۷ء کو رات ۴۵:۱۱ پر اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر عالمِ جاودانی کو روانہ ہوگیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون!

ترجمہ: ہم خدا کی ملکیت ہیں اور اس کی جانب واپس ہونے والے ہیں۔

وہ نہایت متقی، دانا اور درست موقف پر قائم رہنے والا تھا۔ وہ میرا صحیح وارث،

Marfat.com

میرا بہترین مشیر، میرا دستِ راست، میرے سلسلہ کا نگہبان اور اچھا تربیت کار تھا۔ اسے سلوک مجدّدیہ میں حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء تک کی توجہات حاصل تھیں۔ ۰۵/۲۰۰۴ء میں سلوک مجدّدیہ کی کلاس منعقد کرنے کے لئے اس نے تحریک چلائی تھی۔ چنانچہ اچھے طلبہ آئے اور کامیاب کلاس ہوئی۔ وہ ۱۹۹۳ء میں اور اس کے بعد میری طبع ہونے والی تصانیف میں اور میرے تمام مضامین میں کسی نہ کسی طرح معاون رہا۔ اس نے پنجاب یونیورسٹی کے درج ذیل دو تحقیقی مقالات کی تیاری میں مرکزی کردار ادا کیا۔

۱۔ نگہت نذیر شیخ کا ایم اے اسلامیات کے لئے تحقیقی مقالہ بعنوان:

حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ---- افکار و خدمات

۲۔ عرفان الحق کا ایم اے پنجابی کے لئے تحقیقی مقالہ بعنوان:

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ کی پنجابی ادب میں خدمات

اسی طرح مشائخ کے عرسوں کے انعقاد اور انتظام میں بھی اس کا کردار مرکزی رہا۔ علمی، روحانی اور اخلاقی لحاظ سے وہ ایک جوانِ رعنا تھا جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔

اس نے اپنی آخری خواہش بیان کرتے ہوئے کہا:

(۱) پاکستان اور نظریۂ پاکستان قائم رہے!

(۲) اسلام اور مسلمان امت کو عروج ہو!

اس نے اپنی جان لیوا بیماری کے بارے میں حکایت کے طور پر کہا:

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے

''مگر شاید خدا کو ہم سے کام لینا منظور نہ ہوا''۔

راقم کا یہ فرزند ارجمند حضرت سید محمد توقیر احمد اظہر سلسلہ عالیہ مظہریہ کی ترقی و ترویج کا صحیح شعور رکھتا تھا اور اسے اپنا مشن قرار دیتا تھا۔ اس لحاظ سے وہ اس سلسلہ کا وقار اور جوہر نایاب تھا۔ اس کی پوری زندگی صدق وصفاء، محبت و وفاء، جود و سخا، ہدایت اور روشنی

Marfat.com

سے معمور تھی۔ وہ ہر کام کو سلیقہ اور قرینہ سے کرنے کا عادی تھا۔ اس نے جینے اور مرنے کے قرینے خوب نبھائے۔ اور اپنے بعد اپنی مثال نہ چھوڑی۔ اللہ اس پر راضی ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پر راضی ہوں۔

وہ اپنی ذات میں ایک فرد تھا اور ایک ایسا مردِ کامل اور جوان رعنا تھا جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ بلاشبہ ان اشعار کا مصداق تھا:

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدۂ افلاک ہے تو
تیرے صیدزبوں افرشتہ و حور
کہ شاہین شہِ لولاک ہے تو

(حضرت اقبالؒ)

اس کی وفات کے وقت بندہ نے اسے بصورتِ آفتاب غروب ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس نے ۱۹۶۸ء سے ۲۰۰۷ء تک تقریباً چالیس سال عمر پائی اور یہی عمر حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ اور حضرت خواجہ قادر بخشؒ کی تھی۔ وفات کے وقت اس پر ان دونوں مشائخ کی نسبت وارد تھی۔ اسے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادقؒ سے بھی مناسبت ہوئی۔ وہ علم و فضل کا سمندر تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے رازدان اور صاحبِ اسرار تھے۔ ۱۰۲۵ھ میں عین جوانی میں گیارہویں صدی ہجری کے رأس پر ۲۰ سال کی عمر میں مرض طاعون سے فوت ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنی باقی عمر حضرت مجدد الف ثانیؒ کو دے دی تھی۔ اس طرح عزیزم توقیر احمدؒ اس پندرھویں صدی ھجری کے رأس پر ۱۴۲۸ھ میں چالیس سال کی عمر میں ریکٹم کے کینسر سے فوت ہوا اور اپنی باقی عمر راقم کو دے گیا۔ جبکہ اسی طرح حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے ایک فرزند اختر عالم جو

Marfat.com

دہلی کی زوجہ سے تھے چودھویں صدی ہجری کے راٗس پر ۲۲ سال کی عمر میں مرض طاعون سے ۱۳۲۷ھ میں فوت ہو گئے اور اپنی باقی دس سال کی عمر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو دے گئے۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب اپنے فرزند بزرگ حضرت خواجہ محمد صادق کی وفات (۱۰۲۵ھ) کے کئی سال بعد ۱۰۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد صادق کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دو اور صاحبزادے بھی ۱۰۲۵ھ میں مرض طاعون سے فوت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ان تینوں صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد فرخ اور خواجہ محمد عیسیٰ کے بارے میں جو ۱۰۲۵ھ میں مرض طاعون سے فوت ہوئے، ارشاد فرماتے ہیں:

> بالجملہ جواھر نفیسه بودند که بودیعت سپرده بودند۔ لله سبحانه الحمد والمنّة۔ که امانات را باھل امانات بے کرہ و بے اکراہ حوالہ نمودیم۔ اللّٰھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنّا بعدھم بحرمة سید المرسلین علیه وعلیھم الصلوت والتسلیمات۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۳۰۶)

ترجمہ: بالجملہ یہ سب جواہر نفیسہ تھے جن کو بطور امانت ہمارے سپرد کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اس کا احسان ہے کہ ہم نے بغیر کسی کراہت اور کسی جبر کو محسوس کئے ان امانتوں کو امانتوں کے مالک کے حوالے کر دیا۔ اے اللہ ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھ اور نہ ان کے بعد کسی اور آزمائش میں ڈال۔ بحرمت سید المرسلین علیه و علیھم الصلوت والتسلیمات۔

Marfat.com

حضرت قبلہ گاہی قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کو بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کمال نسبت کی بنا پر اپنی اولاد کے بارے میں ویسے ہی تجربات پیش آئے جیسے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اپنی اولاد کے بارے میں پیش آئے تھے۔ مثلاً حضرت قطب الارشادؒ کے تین صاحبزادے حضرت مولانا سیّد محمد محمود احمد نقشبندیؒ م ۱۹۵۰ء، حضرت مولانا سیّد محمد رفیق احمد ضیاءؒ م ۱۹۵۲ء اور حضرت مولانا حکیم سیّد محمد عالم نقشبندیؒ م ۱۹۵۴ء عین جوانی میں فوت ہوئے یہ تینوں حضرات علم ظاہری اور علم روحانی کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ اخلاق فاضلہ اور صفات محمودہ کا پیکر تھے اور ازلی سعید تھے۔

جیسا کہ پہلے درج ہوا ہے راقم کا یہ فرزند ارجمند حضرت سید توقیر احمد بھی علم اور ولایت کے ایسے ہی جواہر نفیسہ میں سے تھا، ازلی سعید تھا اور اوپر درج قبلہ گاہی حضرت قطب الارشادؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم سید محمد عالم نقشبندیؒ کا نواسہ تھا چنانچہ اس کی وفات پر اس کے نانا کی نسبت اس پر وارد تھی۔

مزید یہ کہ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اس بارے میں اسے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بڑے صاحبزادہ صاحب حضرت خواجہ محمد صادقؒ سے بھی مناسبت حاصل تھی۔

بلا شبہ میری اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی اولاد والا مرتبت کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں تاہم محض فضل الٰہی ہے کہ ہمارے قلوب کا شیشہ انہیں کے نور اور فیضان سے روشن ہوا ہے لہٰذا اس مناسبت سے جو خادموں کو آقاؤں سے ہوتی ہے۔ حضرت سید محمد توقیر احمد اظہر نقشبندیؒ کا ذکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی اولاد

Marfat.com

مبارک سے فیض یافتگان اور خادموں میں کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں قیامت کے دن اور جنت میں ہمارے ان بزرگوں کے ساتھ رکھے۔ آمین

شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را

سید توقیر احمد کی وفات کے وقت حضرت داتا گنج بخش، خواجہ طاہر بندگی، میرے پیشوا حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی اور جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے اور اس کی روح کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ یہ بڑا شرف ہے اس کے لیے بھی اور میرے لئے بھی............... اس پر جتنا بھی خدا کا اور ان ارواح طیبہ کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ پھر ایک رات مغرب کی نماز کے بعد راقم نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ تمام خواجگان کی ارواح، حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کی قبر کے اندر گئی تھیں اور کافی دیر تک اس کے پاس رہیں۔

حضرت توقیر احمد نقشبندیؒ کے چند مزید فضائل حسب ذیل ہیں

۱۔ جو شخص سیّد محمد توقیر احمد کی عزت کرے گا اس سے محبت کرے گا اس کی قبر پر سلام کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

۲۔ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر پروفیسر سیّد محمد توقیر احمد اظہر کھڑے ہوں گے وہ میرے مریدین کے کاغذوں پر مہر لگائیں گے تب وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

۳۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی روح مبارک سے اس کے لئے بشارت ہوئی کہ اسے سلسلۂ عالیہ مجددیہ توکلیہ مظہریہ کا تا قیامت نگران مقرر کیا گیا ہے۔

۴۔ میں نے اپنی تمام نعمت اور مقامات سلوک سید محمد توقیر احمد کو منتقل کر دیئے تھے اور اسے سلسلہ اور اہل سلسلہ کیلئے تیار کیا تھا۔ مگر حاسدین اور معاندین نے میرے وارث کو

Marfat.com

گوارانہ کیا۔ شدید سحر اور جادو کا شکار بنایا اور یہ جوانِ رعنا جو صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے اڑھائی سال بیمار رہ کر عالم فانی کو ترک کر کے عالم جاودانی کو روانہ ہوگیا۔

۵۔ اسے وفات سے چند ماہ پہلے عالم برزخ اور عالم آخرت کا مشاہدہ ہونے لگا تھا اور اپنے ان مشاہدات کو صرف راقم سے بیان کیا کرتا تھا۔ وجہ یہ کہ وہ راقم سے باقاعدہ بیعت تھا اور اس نے راقم سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی تعلیم پائی تھی۔ راقم اس کا والد بھی تھا اور شیخ طریقت بھی تھا۔

۶۔ بیماری کے دوسری بار ظاہر ہونے سے پہلے اس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ اور راقم دونوں پرواز کرتے ہوئے برابر برابر جا رہے ہیں۔ صبح اس نے یہ خواب راقم سے بیان کیا اور کہنے لگا:

''اس کی تعبیر یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک رہے گا اور دوسرا آگے چلا جائے گا''

راقم نے کہا: بیٹا تم جوان ہو تم رہو۔ میں آگے جاتا ہوں مگر اس نے قبول نہ کیا اور اصرار کر کے کہا:

''میں آگے جاتا اور اپنی عمر آپ کو دیتا ہوں آپ اپنا مشن مکمل کریں''

۷۔ وفات سے چند ماہ پہلے سے وہ کہنے لگ گیا تھا:

''میں زندہ رہوں گا۔ میں زندہ رہوں گا۔ میں زندہ رہوں گا۔
میرا نام زندہ رہے گا۔ میرا کام زندہ رہے گا''۔

سچ ہے:

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے
کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست تقصیرے

۸۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد میری زندگی بیکار، بے معنی اور غیر محفوظ ہوگئی ہے۔ سلسلہ عالیہ کا فکر ہے کہ اسے کس کے سپرد کروں اور بقائے نسل کا بھی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات والا صفات ہے جو ان دونوں امور کا بندوبست فرمائے۔ اہل سلسلہ کے لئے گزارش ہے کہ وہ ان دونوں امور کے لئے دعا کیا کریں۔ اپنی اجتماعیت قائم رکھیں اور سلسلہ عالیہ کے اجتماعات قائم کرتے رہیں۔ اللہ پاک ان کی دستگیری فرمائے۔ آمین

۹۔ پہلے ماں بیٹے کو پنجاب یونیورسٹی کے قبرستان میں بطور امانت دفن کیا گیا تھا، اب اپنا دس مرلہ کا گھر فروخت کر کے ١٦ کنال کی جگہ ملتان روڈ پر سندر اڈہ سے رائے ونڈ روڈ پر ا کلومیٹر کے فاصلہ پر خرید کر ان دونوں کی قبور کو وہاں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس جگہ کو آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ اور مرکزی دفتر ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ لاہور کا نام دیا گیا ہے۔

راقم کا دور ملازمت

راقم نے پنجاب یونیورسٹی لاہور شعبہ عربی میں بہ حیثیت لیکچرر اسسٹنٹ پروفیسر ایسوسی ایٹ، پروفیسر اور صدر شعبہ ١٩٧١ء سے ٢٠٠٢ء (٣١) اکتیس سال نہایت عزت و احترام کے ساتھ سروس کی۔ ریٹائرمنٹ پر شعبہ مذکورہ میں سولہ (١٦) لاکھ روپے چھوڑے۔

Marfat.com

علاوہ ازیں راقم نے پنجاب یونیورسٹی نیوکیمپس لاہور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہال نمبر ۱۹ میں بہ حیثیت سپرنٹنڈنٹ و وارڈن: ۱۹۸۱ء سے ۲۰۰۲ء تک قریباً اکیس سال کامیاب سروس کی۔ ریٹائرمنٹ پر ہوسٹل کے خزانہ میں نو (۹) لاکھ روپے چھوڑے۔ شعبہء عربی پنجاب یونیورسٹی میں شام کو سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کلاسسز کا اجراء کروایا۔ ان کا بلا معاوضہ تیرہ سال انچارج رہا اور بلا معاوضہ نصاب سازی کے بعد تدریس کی۔

تلامذہ

قریباً اکتیس (۳۱) سال پنجاب یونیورسٹی کے شعبہء عربی میں تدریس کے فرائض انجام دیے اس دوران تیرہ (۱۳) سال علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب بادشاہی مسجد میں تدریس کی۔ گوجرانوالہ میں والد ماجد کے مکان 67/B سیٹلائیٹ ٹاؤن میں یکم جنوری ۱۹۶۵ء کو سرتاج کالج قائم کیا اور اس میں ۱۹۷۳ء تک بی اے اور ایم اے کی سطح پر تدریس کی۔ اس طرح تلامذہ کی ایک معتد بہ کھیپ تیار ہوئی۔ ان میں سے ایک بڑی تعداد اونچے مناصب تک پہنچ چکی ہے۔ سب سے رابطہ نہیں مگر جو رابطہ کرتا ہے اس کے ساتھ رابطہ رہتا ہے۔ جو رابطہ رکھتے ہیں ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

i۔ پروفیسر ڈاکٹر مظہر معین۔ پرنسپل پنجاب یونیورسٹی اوری اینٹل کالج لاہور

ii۔ پروفیسر ڈاکٹر ذوالفقار علی رانا۔ ڈائریکٹر پلاننگ ڈائریکٹوریٹ آف پبلک انسٹرکشن (کالجز) پنجاب لاہور

iii۔ پروفیسر ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم۔ صدر شعبہ عربی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد۔

Marfat.com

iv۔ پروفیسر ڈاکٹر شفقت اللہ۔ پروفیسر شعبہء عربی بہاء الدین ذکریا یونیورسٹی ملتان

v۔ پروفیسر ڈاکٹر خالدہ امجد۔ پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج فار ویمن ماڈل ٹاؤن لاہور

vi۔ پروفیسر ڈاکٹر زیتون۔ ڈین فیکلٹی آف لینگویجز ویمن ونگ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

vii۔ پروفیسر زاہدہ پروین۔ ایجوکیشن یونیورسٹی لاہور

viii۔ پروفیسر زاہدہ سلہری۔ ای۔ ڈی۔ او ننکانہ

ix۔ پروفیسر ظہیرالدین (مرحوم)۔ سابق صدر شعبہء عربی دیال سنگھ کالج لاہور۔

x۔ پروفیسر عبدالجبار منیر۔ صدر شعبہء عربی گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ، لاہور

xi۔ پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد۔ صدر شعبہء عربی جی سی یونیورسٹی لاہور

xiv۔ محمد طاہر ایڈیشنل سیکرٹری۔ گورنمنٹ آف دی پنجاب لاہور

xv۔ محمد نسیم عباسی۔ ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ محکمہ اوقاف پنجاب لاہور۔

xvi۔ محمد اقبال ہرل۔ سٹی مجسٹریٹ راولپنڈی

xvii۔ مولانا احمد علی قصوری۔ خطیب جامع مسجد غوثیہ، ایوبیہ مارکیٹ مسلم ٹاؤن لاہور۔

تصانیف

میری مطبوعہ تصانیف کی تعداد بیس کے قریب ہے جن میں سے چند تصانیف حسب ذیل ہیں:

ا۔ میرے حضور علیہ الرحمۃ مجموعہ مقالات مشتمل برحالات سراپا کرامات قطب الارشاد

حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ (۱۸۹۵ء — ۱۹۶۱ء) گوجرانوالہ: ۱۹۸۲ء

حبیب اکیڈمی 67/B سیٹلائٹ ٹاؤن۔

۲۔ فاروق طریقت احوال و آثار حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ گجرات ۱۹۹۳ء، آستانہ عالیہ حبیبیہ نیو مسلم آباد

۳۔ عنوان تمنا قصیدۂ منقبت حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ م ۱۹۱۷ء۔ تصنیف: حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ م ۱۹۸۲ء۔ تہذیب و ترتیب: پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر، گجرات ۱۹۹۳ء آستانہ عالیہ حبیبیہ نیو مسلم آباد

۴۔ نوادر آثار۔ تصنیف: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ۔ تحقیق متن، حواشی، اضافہ، تقدیم و ترتیب: پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر (۱۹۹۵ء لاہور)

۵۔ قطب الارشاد نمبر۔ ہفت روزہ آئینہ گجرات۔ گجرات اکتوبر ۱۹۹۳ء

۶۔ فاروق طریقت نمبر ہفت روزہ آئینہ گجرات۔ گجرات اکتوبر ۱۹۹۳ء

۷۔ علوم العربیہ۔ لاہور ۱۹۹۷ء ادبستان، ریتیگن روڈ

۸۔ آخری وعظ شریف قطب الارشاد قیوم زمان حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندی (۱۸۹۵ء — ۱۹۶۱ء) لاہور، ۲۰۰۷ء ذکری فاؤنڈیشن

۹۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰ء — ۱۹۱۷ء) احوال و آثار۔ لاہور ۲۰۰۵ء ذکری فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ۔

۱۰۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰ء — ۱۹۱۷ء) کا سفر بغداد شریف (۱۸۹۹ء — ۱۹۰۳ء) لاہور: جولائی ۲۰۰۷ء، ذکری فاؤنڈیشن

Marfat.com

۱۱۔ وسیلۂ نجات شجرۂ خاندان نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ مظہریہ۔
لاہور: ۲۰۰۷ء ذکری فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ۔

۱۲۔ فاروق طریقت احوال و آثار حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ لاہور طبع دوم ۲۰۰۷ء ذکریٰ فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ۔

۱۳۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰ء --- ۱۹۱۷ء) کا قیام رام پور بہ حیثیت ڈپٹی چیف جسٹس ریاست رام پور (۱۸۷۵ء --- ۱۸۸۷ء)۔ لاہور ۲۰۰۷ء ذکریٰ فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ۔

۱۴۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ (۱۸۵۰ء --- ۱۹۱۷ء) کا سفر ترکی
لاہور ۲۰۰۷ء ذکریٰ فاؤنڈیشن ۲۳۶ قیوم بلاک مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ۔

۱۵۔ ألْمُوْجِزُفِی تاریخ القِسمِ العربی لجامعة بنجاب بلاهور باکستان۔ط۔لاهور، ١٤٢٣هـ / ٢٠٠٢ء، قسم اللغة العربیة وآدابها با لکلیة الشرقیة بجامعة بنجاب۔

۱۶۔ إغتِصَابُ کشمیر منا شدة لضمیر العالم إلا سلامی۔
لاهور، ١٩٧٤م، المکتبة العلمیة لیك روڈ لاهور۔

تحقیقی مقالات اور دیگر علمی سرگرمیاں

۱۔ ذاتی تحقیقی مقالات جو نیشنل اور انٹرنیشنل سطح کے علمی رسائل اور مجلات میں طبع ہوتے رہے ہیں۔ ان کی تعداد قریباً ایک سو (۱۰۰) ہے۔

۲۔ شعبہ عربی اوری اینٹل کالج لاہور میں ملازمت کے دوران ایم اے کے طلبہ

کو لکھوائے گئے تحقیقی مقالات: ان کی تعداد بھی قریباً ایک سو (۱۰۰) ہے۔

۳۔ نیشنل اور انٹرنیشنل علمی مذاکروں، سیمناروں اور مجالس میں شرکت کی۔

۴۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن پر علمی گفتگوؤں میں اور علمی مذاکرات میں حصہ لیا۔

۵۔ علماء اکیڈمی محکمہ اوقاف پنجاب بادشاہی مسجد لاہور کے بنیاد سازوں میں سے ایک میں بھی ہوں۔ میں اس کی اولین نصاب ساز کمیٹی میں شامل تھا۔ تیرہ سال تدریس کی اور ممتحن رہا۔ اس دوران تین بار نصاب سازی کی۔

۶۔ دوران سروس مسلسل اکتیس (۳۱) سال تک شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی کے بورڈ آف سٹڈیز کا ممبر رہا۔

۷۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد میں پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں میں بی اے کی سطح پر یکساں نصاب ساز کمیٹی کا چھ (۶) سال تک مسلسل چیئرمین رہا۔

۸۔ ملتان یونیورسٹی، بہاولپور یونیورسٹی، آزاد کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے قیام میں مدد کی اور کئی سال ان کا پرچہ ساز اور ممتحن رہا۔ اور ان کی نصاب سازی میں بھی شریک رہا۔

۹۔ محکمہ اوقاف پنجاب میں حضرت داتا گنج بخشؒ کے سالانہ عرس پر مجلس مذاکرہ کے قیام کے لئے جدوجہد کی اور ۱۹۷۲ء سے ۲۰۰۲ء تک اس میں مسلسل حصہ لیا۔

۱۰۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کی علمی شخصیت اور ان کی کتاب کشف المحجوب کے بارے میں تحقیقی مقالات لکھے۔ جنہیں محکمہ اوقاف اہتمام سے طبع کرتا رہا۔

۱۱۔ لاہور کے دینی مدارس میں سے جامعہ نظامیہ رضویہ اور جامعہ نعیمیہ کے ساتھ مستقل تعلق رہا۔ اور ان کی نصاب سازی میں مدد دی۔ جامعہ نعیمیہ میں طلبہ و طالبات کے

Marfat.com

لئے عربی کی کلاسز کے اجراء میں جناب مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کو مدد دی، ان کی نصاب سازی کی اور امتحانات بھی لئے۔

۱۲۔ پاکستان نیشنل سنٹر لاہور میں منعقد ہونے والے سیمیناروں میں مقالات پڑھے۔ اس کی عربی کی کلاس کا آغاز کروایا۔ اس کی نصاب سازی کی اور کلاس کی تدریس کی اور اس کے تحریری اور زبانی امتحان لئے۔ یہاں سولہ (۱۶) سال حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی میرے ساتھ شریک کار رہے۔

۱۳۔ شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی کی پہلی نصاب ساز کمیٹیوں کا مستقل طور پر ممبر رہا۔ اور دو مرتبہ مکمل نصاب بنا کر دیا۔

۱۴۔ اندورن پاکستان عربی زبان وادب کی ترویج واشاعت کے لئے کامیاب خدمات انجام دیں۔ دینی مدارس میں عربی بول چال اور عربی نویسی کو فروغ دیا۔ کئی مدارس میں عربی کی کلاسز جاری کروائیں۔

۱۵۔ قومی ڈائجسٹ لاہور کے غوث اعظم نمبر کی تیاری میں علمی سرپرستی کی۔

۱۶۔ جہان امام ربانی کے لئے مقالات لکھے اور شام ہمدرد میں علمی مقالات پڑھے اور ہمدرد شوریٰ کا مستقل ممبر ہوں۔

۱۷۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۵ء تک سات سال مسلسل آستانہ عالیہ حبیبیہ کی تعمیر وترقی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ عرس کو باقاعدہ کیا اور علمی سیمینار منعقد کیے۔ مقامی اخبارات اور علمی مجلات میں اس کی حیثیت کو اجاگر کیا۔ اسی زمانے میں حضرت قطب الارشادؒ کی جامع مسجد ریاض المدینہ اکبر محلہ مسلم آباد گجرات کے لئے دینی مدرسہ کی عمارت تعمیر کروائی مسجد کی تزئین وآرائش کروائی اور مرمت کروا کے اس کو گجرات شہر کی

Marfat.com

خوبصورت ترین مسجد بنا دیا۔

۱۸۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ تو کلیہ کی ترویج واشاعت کے لئے تبلیغی دورے کئے۔ مجالس علمی اور مجالس ذکر ومراقبات منعقد کیں۔ بالآخر ۲۰۰۳ء میں اس کے لئے لاہور میں علمی، تحقیقی اور تعلیمی ادارے ذکری فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی بنیاد رکھی۔

عقاید

حضرت مصنف حنفی المذہب ماتریدی العقاید اور نقشبندی مجددی المسلک ہیں۔

ان کے ماتریدی عقاید درج ذیل کتب سے مستفاد ہیں۔

۱۔ الفقہ الاکبر تصنیف: امام اعظم اور اس کی شرح، تصنیف: ملا علی القاری

۲۔ شرح العقاید النسفیہ — تصنیف: سعد الدین تفتازانی

۳۔ شرح مواقف — تصنیف: شریف الدین جرجانی

۴۔ رسالۃ المعتمد فی المعتقد — تصنیف علامہ شہاب الدین فضل اللہ تورپشتی م ۶۶۱ھ

۵۔ الخیالی شرح العقاید النسفیہ — تصنیف: ملا احمد بن موسیٰ شمس الدین الخیالیؒ

۶۔ حواشی شرح العقاید النسفیہ — تصنیف: ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

۷۔ مکتوبات امام ربانیؒ۔ عقاید میں تین مکتوبات: دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷ اور دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۷

Marfat.com

۸۔ عقاید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو اکابر بریلی اور اکابر دیوبند کے متفقہ عقاید ہیں۔ان کے عقاید کی چند کتب درج ذیل ہیں:

فتاویٰ عزیزیہ۔تفسیر عزیزی۔میزان العقاید۔تحفہءِ اثناعشریہ

۹۔ عقاید حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ جو ان کی کتب تنویر الابصار، ذکر خیر، ذکر کثیر اور خیر الخیر میں درج ہیں۔

۱۰۔ عقاید رکن دین جلد دوم	تصنیف مولانا رکن الدین الوریؒ
۱۱۔ عقاید بہار شریعت	تصنیف: مولانا امجد علیؒ
۱۲۔ عقاید اسلام	تصنیف: مولانا عبدالحق حقانی مصنف تفسیر حقانی
۱۳۔ عقاید اسلام	تصنیف: مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۴۔ عقاید اسلام	تصنیف: مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ

۱۵۔ ردّ وہابیت اور احیائے حنفیت میں مولانا احمد رضا خانؒ کی خدمات

۱۶۔ عقاید اکابر دیوبند۔مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ جو شاہ عبدالعزیز ثانی کہلاتے تھے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ۔شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ۔حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ اور حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نقشبندیؒ خلیفہ مجاز حضرت قطب الارشادؒ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندیؒ کا مشہور قول ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں چار وجود نورانی ہیں:

(۱) شیخ الہند مولانا محمود حسن (۲) مولانا انور شاہ کشمیری نقشبندیؒ

(۳) مولانا شبیر احمد عثمانی (۴) مولانا قاری محمد طیب

راقم کے پیشوا مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کو بھی اولیاء اللہ میں شمار کرتے تھے اور حضرت قاری محمد طیبؒ کی کتاب آفتاب نبوت کو محبوب رکھتے تھے۔ راقم کی دستار بندی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نے کی تھی۔

۱۷۔ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے اپنے ملفوظات شریفہ حیٰوۃ الروح میں تاکید فرمائی ہے کہ دوسو سال قبل اور ان سے قبل اکابر متقدمین کے احوال اور عقاید اختیار کرو۔ لہٰذا درویش راقم اس ہدایت پر کاربند ہے۔ عقاید میں راقم مجددی، شاہ عبدالعزیزی اور نعیمی ہے۔

۱۸۔ راقم حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ اور حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے عقاید کا پیروکار ہے۔

۱۹۔ راقم مصنف نے دورۂ حدیث کی ایک سند مدرسہ جامعہ اشرفیہ، لاہور سے حاصل کی۔ یہ سند حدیث ایک طریق سے حضرت مجدد الف ثانیؒ تک جاتی ہے۔

۲۰۔ راقم نے دورۂ حدیث کی دوسری سند اپنے شیخ طریقت حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ سے حاصل کی۔ انہوں نے یہ سند صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی سے لی تھی۔ اس لئے جیسا کہ اوپر درج ہوا راقم عقاید میں مجددی بھی ہے اور نعیمی بھی ہے۔

۲۱۔ راقم عقاید کے فروع میں برصغیر پاک و ہند کے جمہور اہل سنت و جماعت کے مطابق ہے۔ راقم فاتحہ، تیجا، چالیسواں، عرس، میلاد النبی ﷺ، قیام فی المیلاد اور صلاۃ و سلام وغیرہ سب کا قائل ہے اور ان پر عمل کرتا ہے۔ گیارہویں شریف کا ختم شریف باقاعدگی سے دلاتا ہے۔ بعد از وفات حیات انبیاء اور حیات اولیاء اللہ اور ان کے وسیلے کا قائل ہے۔ راقم کے یہ عقاید اوپر درج کتب سے مستفاد ہیں۔

Marfat.com

علاوہ ازیں راقم اپنے پیشوا حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کے عقاید کا پابند ہے اور ان کے پیشوا حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کے عقاید بھی جو ان کی کتاب ذکر خیر کے چوتھے اور پانچویں باب میں درج ہیں، راقم کے عقاید ہیں۔

☆......بحوالہ ابتدائیہ کا حاشیہ نمبر ۸۷......☆

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بارے میں مختصر ضروری توضیح

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جیسا مفکر اسلام صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ بلاشبہ امام غزالیؒ کے بعد یہ دوسرا شخص ہے جس نے اسرار شریعت کے فکر کو واضح کیا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ ان کی زندگی ہی میں ان کی کتب میں شدید اور کثیر تحریفات ہوگئیں۔ ان کی وجہ سے اہل علم کا عقیدہ ان کے بارے میں درست نہ رہا۔ مولانا احمد رضا خان بھی ان کے خلاف رہے۔ آخر کار ان کے فتاویٰ کی ج: ۲۷، ۲۸ اور ۲۹ میں انہوں نے واضح طور پر تسلیم کیا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ عظیم مفکر اسلام ہیں مگر ان کی کتب میں وسیع پیمانے پر تحریفات ہوئی ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی معاصر ایک قلمی کتاب **القول الجلی فی ذکر آثار الولی** جو عرصہ سے نایاب تھی، اب منظر عام پر آگئی ہے۔ اس میں ان کے صحیح عقاید واضح کیے گئے ہیں اور واضح کیا گیا ہے کہ ان کی کتب میں تحریفات ان کی زندگی ہی میں ہوگئی تھیں۔ جہاں جہاں ان کا فکر اور ان کی تحریر تحریف سے بچ گئی ہے، اس سے ان کا عظیم مقام واضح ہوتا ہے کہ وہ برصغیر کے حکیم الامت اور امام الہند ہیں۔

عملی طور پر ان کا یہ احسان ناقابل فراموش ہے کہ انہوں نے احمد شاہ ابدالی کو بلا

Marfat.com

کر پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کی کمر توڑ دی تھی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ شہید ان کے معاصر اور دوست تھے۔ وہ ان کی بیحد تعریف کرتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ تحریفات شاہ صاحبؒ کی کتب سے ابھی تک دور نہیں ہوسکیں۔ لہٰذا عوام اور علماء ان سے استفادہ کرنے سے قاصر ہیں۔ مزید توضیح کیلئے ملاحظہ فرمایئے مراجع نمبر: ۲، ۳، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۸، ۳۳، ۳۴، ۳۹ اور ۵۳

نیز ابتدائیہ کے انگریزی مراجع میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بارے درج کتب کا مطالعہ ان کی عظیم شخصیت کو جاننے میں مددگار ہوگا۔

راقم کے مخالفین اور معاندین

شفیق شاہ، جمیل شاہ، افتخار حسین، اوصاف احمد، تحسین احمد، الطاف صدیقہ، نصیر احمد اجمل، میاں فضل احمد، شیخ منظور حسین، اکرم چوہدری، ظہور اظہر

راقم کے محبوب لوگ

ذکاء الاسلام، ماسٹر عطاء اللہ، ماسٹر محمد ابراہیم، ضیاء الاسلام، چوہدری نصیر احمد عباس، ڈاکٹر محمود شاہ گیلانی، ڈاکٹر محمد سلیم ثنا محمد الٰہی بخش، صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی، فیض رسول، میرے تمام مخلصین اور اہل محبت

۱۔ قیامت تک جو شخص مجھ سے محبت کرے گا، مجھ پر فاتحہ پڑھے گا یا میری قبر پر سلام کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

۲۔ جو میری تعلیمات کی پیروی کرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

۳۔ جو میرے مخالفین کا مخالف ہوگا میں اس کی مدد کروں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

Marfat.com

تصاوير

(12 عدد)

تصویر نمبر (1)

حضرت مصنف سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت بر کاتہ'

Marfat.com

حضرت پروفیسر سیّد محمد توقیر احمد اظہر نقشبندی قادری علیہ الرحمۃ

۱۹۶۸ء - ۲۰۰۷ء

تصویر نمبر (2)

جن کے نام اس کتاب کا دوسرا انتساب ہے۔

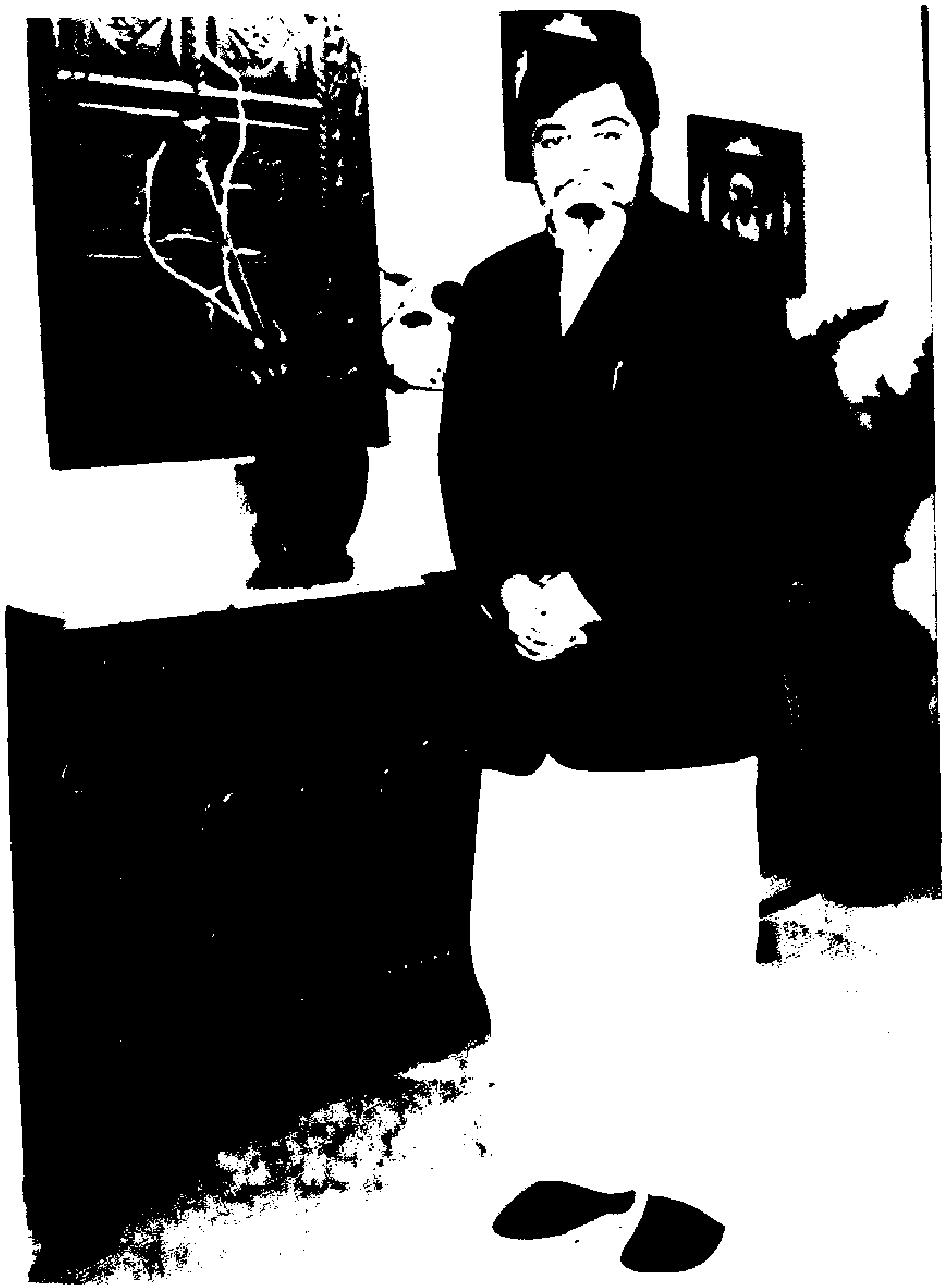

تصویر نمبر (3)

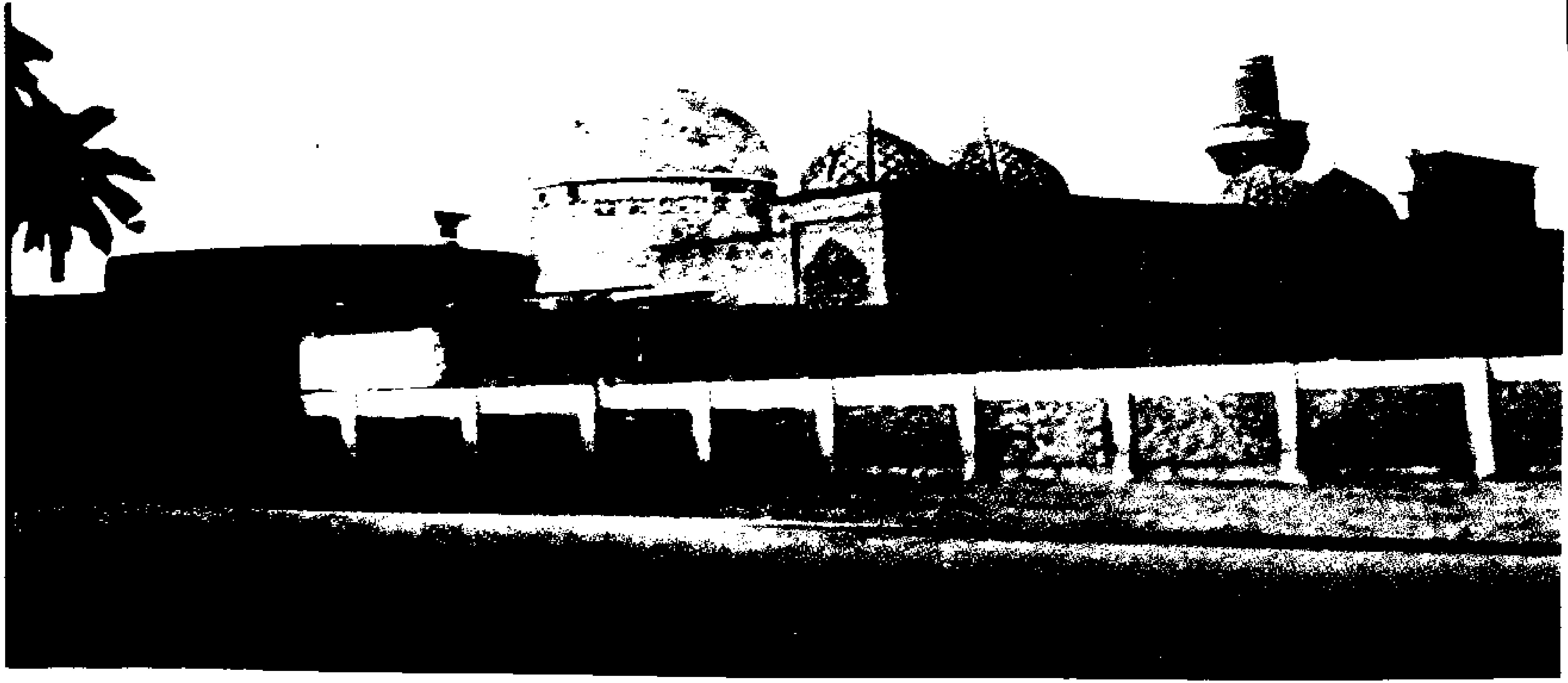

بیرونی منظر درگاہ عالیہ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء ــــ ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) بغداد۔ عراق

یہاں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۳ء تک قیام پذیر رہے

تصویر نمبر (4)

بیرونی منظر درگاہ عالیہ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (۴۷۰ھ/۱۰۷۷ء ــــ ۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) بغداد۔ عراق
یہاں حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۳ء تک قیام پذیر رہے

Marfat.com

تصویر نمبر (5)

السید السیر (sir) عبد الرحمن ظهیر الدین المحض گیلانی شیخ الطریقة القادریة ـ(۱۳۱٦ھ / ۱۸۹۷ء ـــــ ۱۳٤٥ھ / ۱۹۲۷ء)
نقیب الاشراف / سجادہ نشین درگاہ عالیہ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر گیلانی
حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۳ء تین سال درگاہ عالیہ حضرت غوث اعظم کے ان سجادہ نشین صاحب کے ہاں مہمان خصوصی کے طور پر رہے

Marfat.com

تصویر نمبر (6)

روضہ شریف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ

(۱۸۵۰ء —— ۱۹۱۷ء)

زیر دست کتاب کی زیر موضوع شخصیت

تصویر نمبر (7)

جامع مسجد حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ

Marfat.com

تصویر نمبر (8)

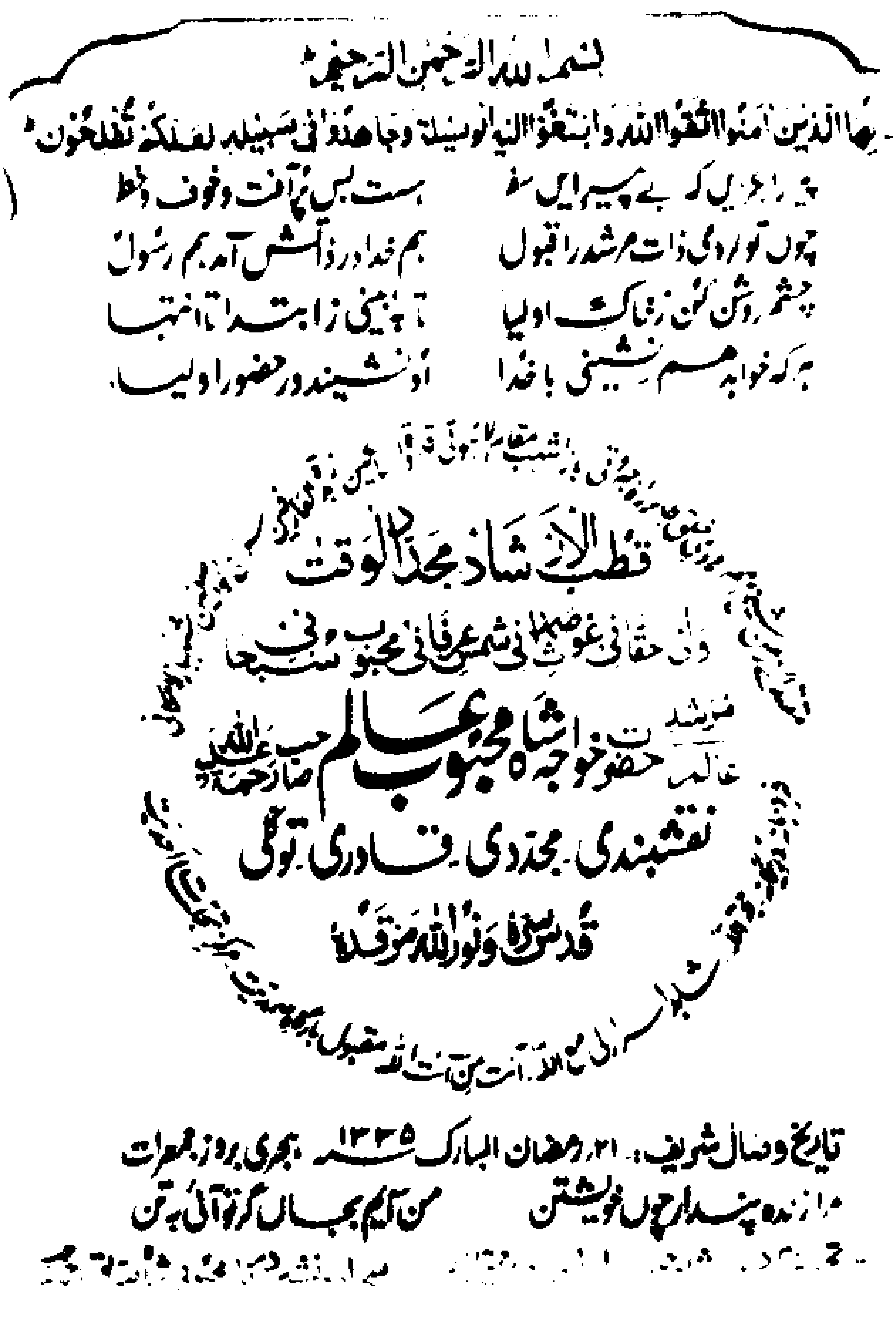

لوح مزار شریف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ م ۱۹۱۷ء جس پر صاحب مزار شریف کے بارے میں درج تمام القابات جیسا کہ لوح مزار پر مذکور ہے ان کے خلیفہ اعظم قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء کے تجویز کردہ ہیں۔

Marfat.com

تصویر نمبر (9)

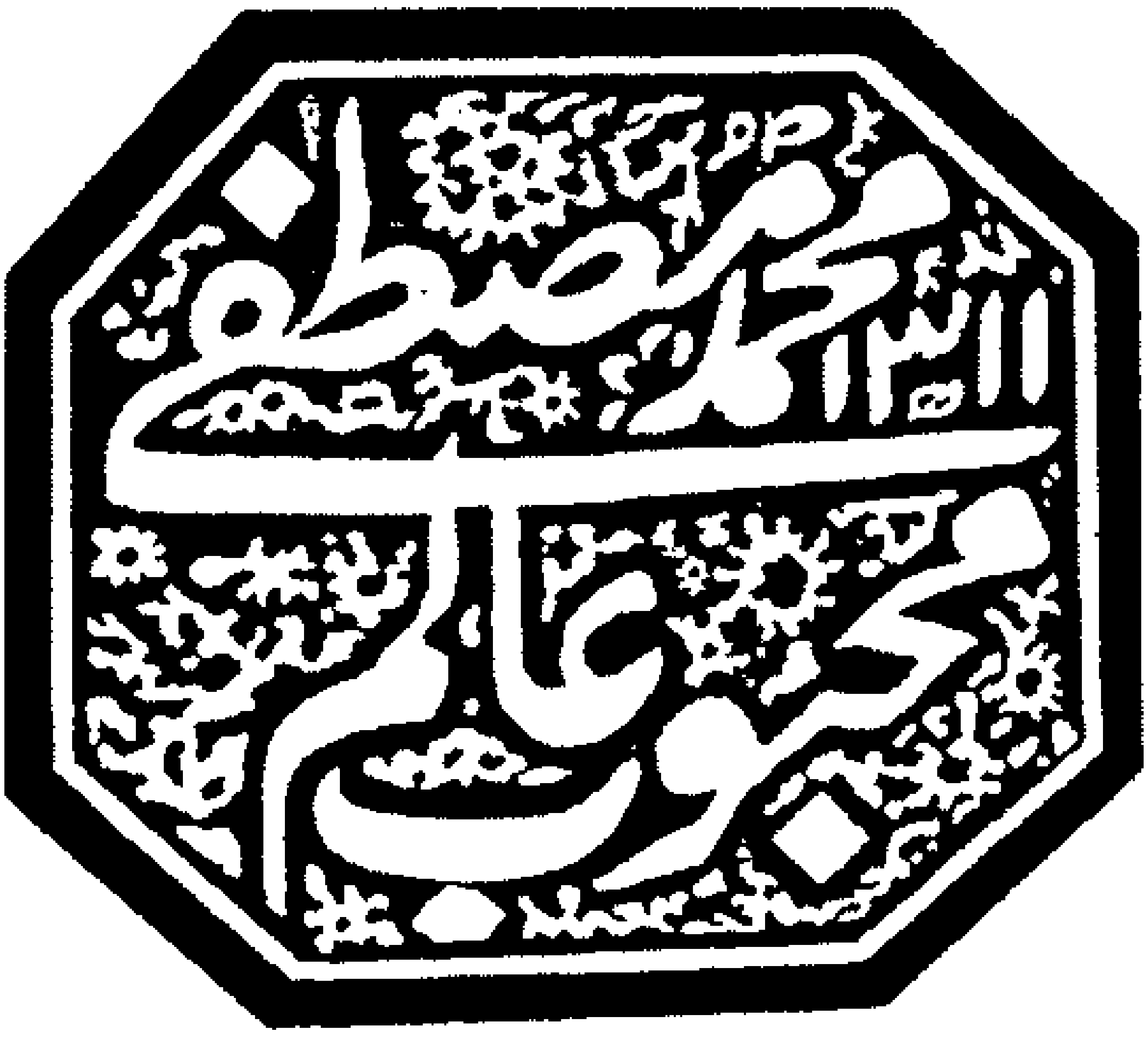

انبالہ شریف میں گیارہ سالہ قیام کے دوران حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلیؒ کی مہر فتویٰ۔ جس پر سن ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۴ء تحریر ہے۔ آپؒ اس زمانے میں ڈی۔سی۔ شہر انبالہ کی عدالت میں سرکاری طور پر مفتی شرع اسلام کے منصب پر فائز تھے۔

Marfat.com

دائرہ شریف

یہ دائرہ شریف حضرت امام شاذلیؒ کی روح مبارک نے ستمبر ۱۸۹۹ء میں ۴۲۰ کلومیٹر کے وسیع اورلق ودق صحرا میں جو بصرہ سے بغداد تک تھا حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کو القاء کیا تھا جس سے ایک آتشیں دم بڑا اژدھا جو آپؒ کو نگلنے کیلئے آگے بڑھ رہا تھا، جل کر راکھ ہو گیا۔ پھر حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ نے قیام بغداد شریف کے دوران اسے درج ذیل دو کتابوں میں دیکھا:

۱۔ ابن عیاد الشافعی الشیخ احمد بن عیادؒ کی کتاب **المفاخر العلیه فی المآثر الشاذلیه**: طبع اول حجر مصر ۱۲۷۳ھ/۱۲۹۳ء

۲۔ الیافعیؒ ابو عبداللہ بن اسعد الامام: م ۷۶۸ھ کی کتاب **دائرة النعیم**: طبع اول حجر مصر ۱۲۸۲ھ/طبع ثانی مصر ۱۳۱۵ھ

تو آپؒ نے ان دونوں کتابوں کو خرید لیا پھر بغداد کے سلسلہ شاذلیہ کے ایک بزرگ شیخ طریقت سے اس دائرہ شریف کی اجازت لی اور دریائے دجلہ کے کنارے اس کے چلے کاٹے اوران دونوں کتب کو اپنے ہمراہ سیدا شریف لائے جبکہ المفاخر العلیه کی بعض عبارات کے تراجم بھی آپؒ نے اپنی کتاب ذکر خیر میں دیئے ہیں۔

Marfat.com

یہ دائرہ شریف تین اشیاء سے عبارت ہے۔

۱۔ آیت قطب: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ تا اَجْراً عَظِیْماً (سورۃ الفتح: ۲۹)

۲۔ یہ سات اسماء: (i) طَھُوْرٌ (ii) بِدْعَقٌ (iii) مُحَبَّبَۃ (iv) صُوْرَۃٌ (v) مُعَبَّبَۃ (vi) سَقفَاطِیُسٌ (vii) سَقَاطِیُمٌ

۳۔ یہ چھ اسماء: (i) اَحُوْنٌ (ii) قافٌ (iii) اٰدَمٌ (iv) حَمٌّ (v) ھَاءٌ (vi) اٰمِیْنٌ

یہ چھ اسماء ایک روایت کے مطابق اسم اعظم کی شاخ ہیں۔

کتاب خیر کثیر میں دوسری شے کے سات اسماء میں سے تیسرا اسم مُحَبَّبَۃ پانچویں اسم کی جگہ پر سہو کاتب سے دوبارہ آ گیا ہے جبکہ پانچواں اسم مُعَبَّبَۃ ہے۔ مُحَبَّبَۃ نہیں ہے۔ عین (ع) اور حاء (ح) کی شکلی مشابہت نے ان کو یکساں کر دیا ہے۔

اس دائرہ شریف کی تین شکلیں ہیں جو حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ کی قلمی کتاب خیر کثیر سے منقول ہیں اور یہ تینوں اشکال آئندہ صفحات پر دی گئی ہیں۔

Marfat.com

تصویر نمبر (10)

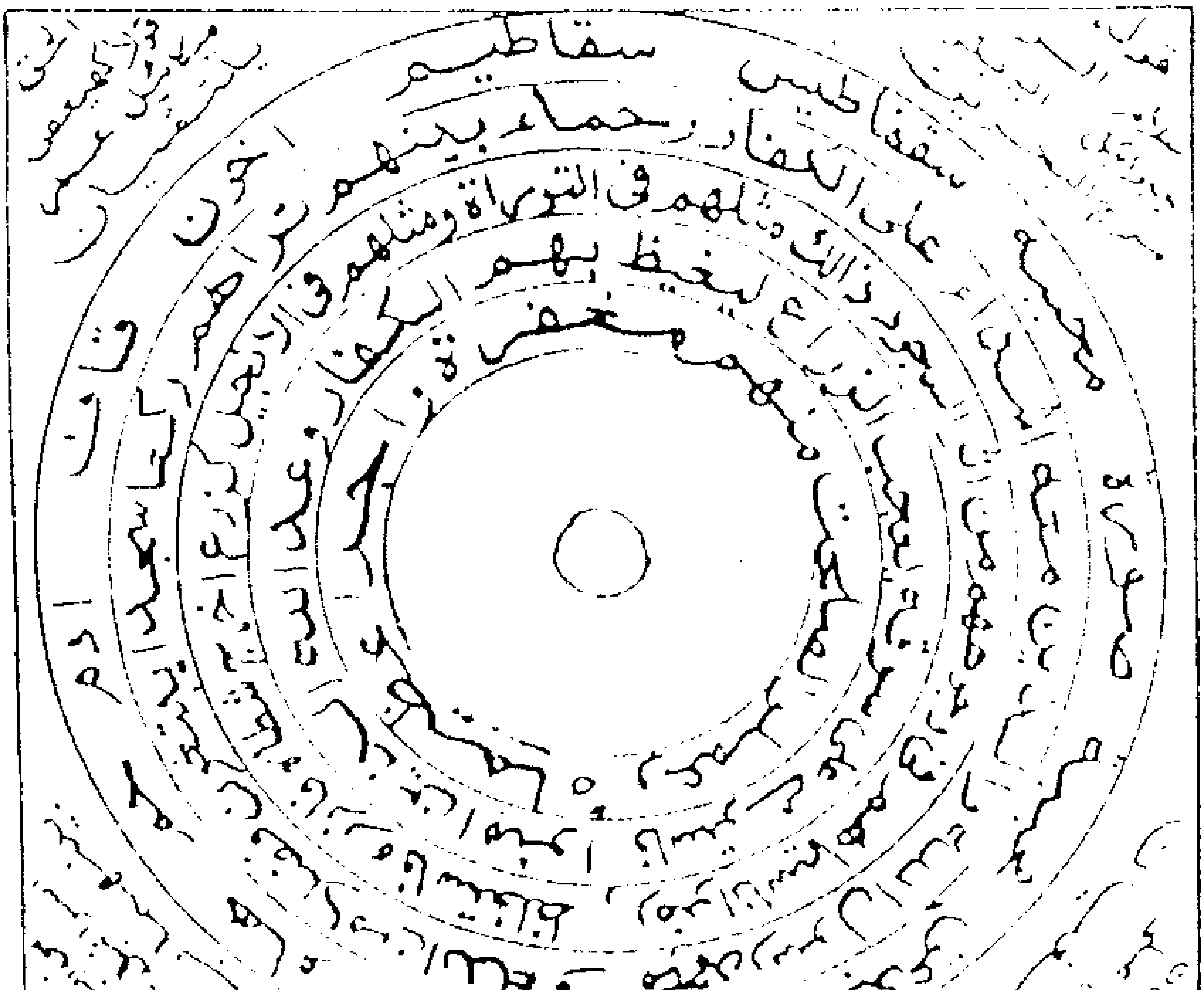

دائرہ شریف امام شاذلیؒ

شکل نمبر ۱

Marfat.com

تصویر نمبر (11)

دائرہ شریف امام شاذلیؒ

شکل نمبر ۲

Marfat.com

تصویر نمبر (12)

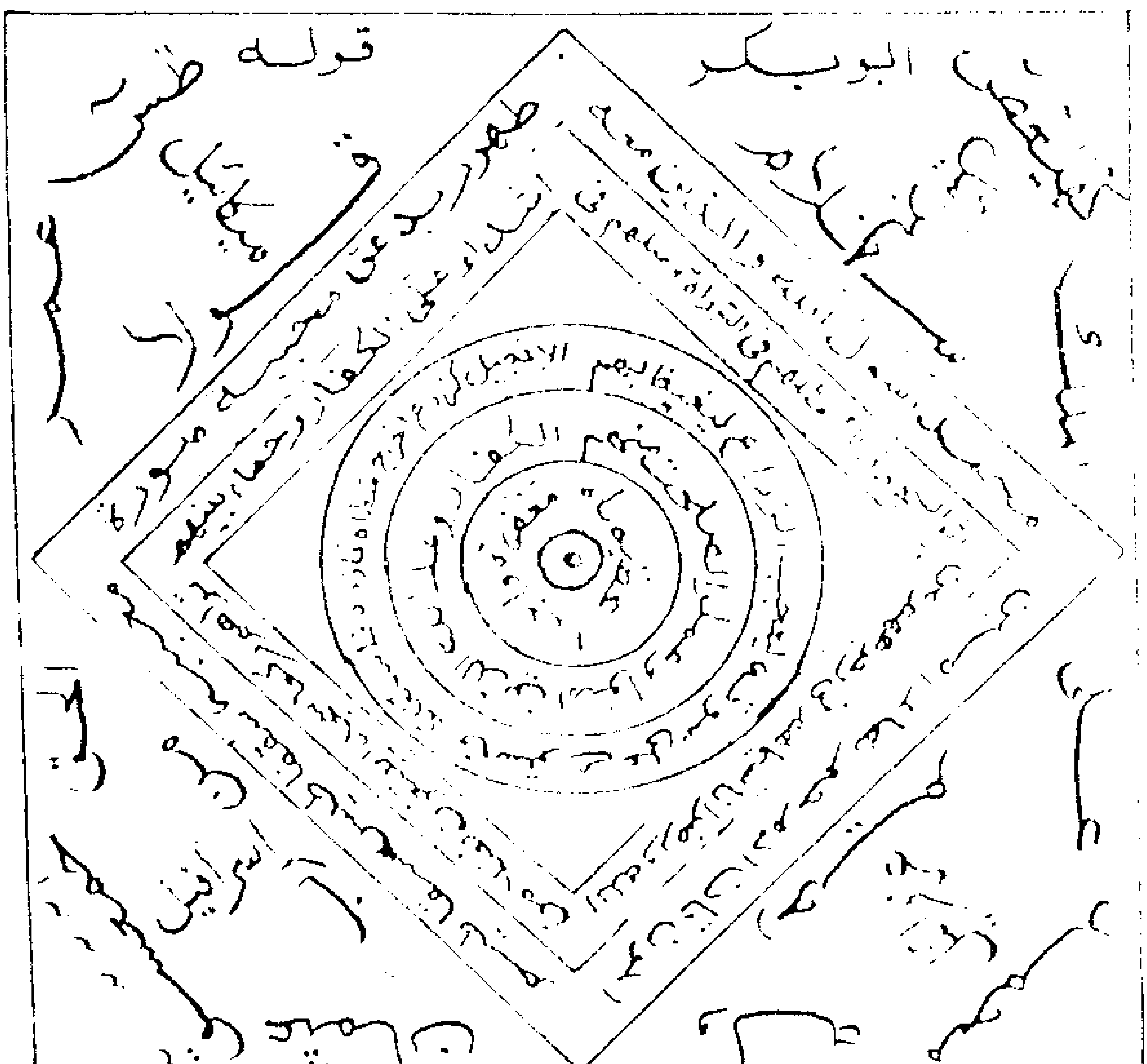

دائرہ شریف امام شاذلیؒ

شکل نمبر ۳

Marfat.com

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کا تعارف

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور (پاکستان) ایک اعلیٰ معیار کا حامل علمی، ادبی، تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جو خالصتاً جہالت کے خاتمہ، صحیح علوم تک رسائی، علم وادب کے فروغ اور تحقیق وتنقید کے اعلیٰ وارفع معیارات کے حصول کے لئے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس ٹرسٹ کی بنیاد عالم ربانی عارف حقانی حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہ' ریٹائرڈ چیئرمین شعبہ عربی زبان وادب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور نے ۲۰۰۳ء میں رکھی تھی۔

ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کا بنیادی ڈھانچہ کئی ذیلی شعبہ جات پر مشتمل ہے جیسے شعبہ فروغ علم وادب، شعبہ مدرسہ جات ومساجد، دارالعلوم، شعبہ تحقیق وتنقید (دارالتحقیق)، شعبہ کتب خانہ (لائبریری)، شعبہ خانقاہ ولنگر خانہ، شعبہ اعلیٰ وجدید علوم (ہائیر اینڈ ایڈوانسڈ ایجوکیشن)، شعبہ نظری وعملی تصوف، شعبہ دینیات اور ٹرسٹ ہسپتال وغیرہ۔

حضرت پروفیسر صاحب مذکور نے اپنا ذاتی مکان ستر (۷۰) لاکھ روپے میں فروخت کر دیا اور اس رقم سے ملتان روڈ سندر راڈہ سے سندر رائیونڈ روڈ پر ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر سولہ (۱۶) کنال زمین خرید کر ٹرسٹ کو عطیہ کر دی ہے۔ اس جگہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ توکلیہ کے ساتھ ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ) لاہور کا مرکزی دفتر اور اس کے ذیلی شعبہ جات کی عمارات زیر تعمیر ہیں اور شعبہ تحقیق وتبلیغ کا کام شروع ہے۔

حضرت پروفیسر سیّد محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہ' نے اپنی ذاتی لائبریری جو مختلف موضوعات پر کم وبیش ۱۵ ہزار نہایت نادر کتب، مخطوطات، مقالات اور جراید پر مشتمل ہے، اور اپنی تمام جائیداد ذکریٰ فاؤنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کے نام

Marfat.com

وقف کر دی ہے۔ٹرسٹ کی حکومت سے باقاعدہ رجسٹریشن کے بعد عملی طور پر اس کے انتظام وانصرام کی تمام تر ذمہ داری سات (۷) بنیادی اراکین (ٹرسٹیز) پر مشتمل بورڈ کے پاس ہے۔ یہ بورڈ چیئرمین صاحب کی زیرسرپرستی اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ذکریٰ فاوَنڈیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، لاہور کے نام وقف شدہ جائیداد اور مخیّر حضرات کے تعاون سے حاصل شدہ آمدنی کو تبلیغ طریقت، تعلیم دین اسلام اور اشاعت کتب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ حبیبیہ مظہریہ کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔

ہماری بعض مطبوعات مطبوع اور زیر طبع

(1) میرے حضور رحمۃ اللہ علیہ: مجموعہ مقالات مشتمل برحالات سراپا کرامات قطب الارشاد حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ م ۱۹۶۱ء، تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(2) سعید ازل قطب الارشاد حضرت مولانا سیّد محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ — احوال و معارف: تصنیف: فاروق طریقت حضرت مولانا سیّد محمد یوسف نقشبندیؒ، تقدیم و تحقیق وحواشی، حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(3) حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی (۱۸۵۰۔۱۹۱۷) احوال وآثار: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(4) حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندی مجددی توکلی (۱۸۵۰۔۱۹۱۷) کا سفر بغداد (۱۸۹۹ء۔۱۹۰۳ء): تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(5) رسالہ نوادر آثار (دو مکتوب ایک فتویٰ): تصنیف: حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ، تحقیق: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(6) چوب کلیم۔ مجددی سلوک کی ایک نئی تحقیق: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(7) تسہیل کتاب خیر الخیر: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(8) تسہیل کتاب ذکر کثیر: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

Marfat.com

(9) مفصل وسیلۂ نجات: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(10) مختصر وسیلۂ نجات: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(11) علوم العربیہ: الصرف و النحو و اللغة : تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(12) موجز تاریخ القسم العربی جامعہ پنجاب، لاہور: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ

(13) تسہیل رسالہ حیوٰۃ الروح/ملفوظات شریفہ حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ

(14) مقامات مظہری (فارسی): تصنیف حضرت شاہ غلام علی دہلوی

(15) جواہر علویہ (فارسی): تصنیف حضرت شاہ رؤف احمد رأفت

(16) درالمعارف (اردو ترجمہ): تصنیف حضرت شاہ رؤف احمد رأفت

(17) تحقیقی مقالات حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی مجددی دامت برکاتہ'

(18) رسالہ العروة لاهل الخلوة و الجلوه (فارسی): تصنیف حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ

(19) حضرت قائد اعظم کا خوش عقیدت گھرانہ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ: تصنیف ڈاکٹر غلام علی چودھری مرحوم

(20) حضرت قطب الارشاد مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندیؒ کا تحریک پاکستان میں کردار — مجیٹھا میں — تصنیف ڈاکٹر چودھری غلام علی مرحوم

(21) ہمارے عقاید: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

Marfat.com

(22) ہمارے مشائخ: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(23) بشریٰ زجاجہ: تصنیف نظام الدین توکلیؒ

(24) فاروق طریقت حضرت مولانا سید محمد یوسف نقشبندیؒ: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(25) منزل تجھے ملے تو منزل نہ کر قبول: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(26) ایک علمی مکتوب بنام مولانا محمد صادق قصوری: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(27) علامہ اقبال۔اک صوفی (پنجابی): تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(28) مناقب شریف (منظوم) قطب الارشاد قیوم زماں حضرت مولانا سید محمد حبیب اللہ نقشبندی ۱۹۶۱ء: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(29) آخری وعظ شریف: تصنیف پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(30) کتاب خیر الخیر: تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ۔ اردو شرح حواشی و تقدیم: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

(31) خلاصہ کتاب خیر الخیر سوالاً جواباً: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہرؔ نقشبندی دامت برکاتہ'

Marfat.com

(32) رسالہ ایضاح الطریقة: تصنیف حضرت شاہ غلام علی دہلوی۔اردو ترجمہ وحواشی و تقدیم: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(33) لغة القرآن العربية. قواعده الموجز: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(34) عین الاحسان فی ترجمہ و تفسیر القرآن: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(35) رسالہ حیٰوۃ الروح: تصنیف حضرت مولانا صوفی محمد صادق الاسلام نقشبندی شاہ آبادیؒ

(36) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ پر مولانا رومؒ کے اثرات: تصنیف: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(37) ابن عربیؒ پر مولانا رومؒ کی تنقید: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہ'

(38) الکرسی: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(39) تصوف کی نادر کتاب ذکر خیر کا ایک تجزیاتی مطالعہ: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(40) رسالہ وحدت الوجود و وحدت الشهود: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(41) کمالات توکلیؒ: حضرت مولانا سید اکرام حسین توکلیؒ

(42) شاہین شہہ لولاک: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(43) رسالہ تنویر الابصار لمن اراد ان یتمسّک بجنود الابرار: تصنیف حضرت خواجہ محبوب عالم نقشبندیؒ۔ تخریج وتشریح: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(44) خالہ جی حضور رحمۃ اللہ علیہا: تصنیف محمد عرفان الحق

(45) حضرت میر سید محمد یوسف علی شاہ نقشبندیؒ: تصنیف حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر نقشبندی دامت برکاتہ'

(46) تشییدالمبانی فی تخریج احادیث مکتوبات امام ربانیؒ: تصنیف مفتی محمد سعید، تحقیق وترتیب نو: حضرت پروفیسر سید محمد کبیر احمد مظہر دامت برکاتہٗ

Marfat.com

A HOLY TRAVEL TO BUGHDAD SHARIF

(1899 ——— 1903)

OF HAZRAT KHAWAJA MAHBOOB ALAM

NAQSHBANDI, MUJADDIDI, TAWAKKULI (R.A)

(1850 ——— 1917)

Researched & Written By

HAZRAT PROF. SYED

MUHAMMAD KABIR AHMAD MAZHAR

NAQSHBANDI, MUJADDIDI, TAWAKKULI

FORMER CHAIRMAN

Department of Arabic Language & Liature,

University of the Punjab, Lahore

FOUNDER CHAIRMAN

Zikra FoundationTrust (Reg.), Lahore - Pakistan

Zikra Foundation Trust (Reg.),

Multan Road Sundar Adda, Sundar Raiwind Road 1-km Lahore

ISBN 969 - 8960 - 01 - 5